انتساب

میں اس کتاب کو فرطِ عقیدت و محبت سے

اپنے عمِّ بزرگوار منشی رنجیت سنگھ (مشیر الدولہ۔ الور)

کے نام کے ساتھ بغیر انکی اجازت کے

منسوب و معنون کرتا ہوں

منموہن

بابا فغانی

تمہید

بابا فغانی کا دیوان غزلیات پہلی مرتبہ اہلِ ذوق کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اکثر اربابِ تذکرہ اور اصحابِ فن بابا فغانی کو فارسی غزل گوئی کا مسلّمہ استاد اور فن تازہ گوئی کا موجد مجتہد مانتے ہیں۔ لیکن ان کا کلام مجموعی طور پر ابھی تک شائع نہیں ہُوا تھا۔ یوں تو دیوانِ فغانی کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ مگر یہ زیادہ تر انکے دیوان کا انتخاب ہیں۔ جو نسخے میری نظر سے گزرے ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخہ کی کتابت خاصی اچھّی ہے لیکن بہت سی مشہور غزلیں موجود نہیں۔

۲۔ مہاراجہ لائبریری جے پور میں بھی ایک نامکمل نسخہ ہے جس میں کلام کا انتخاب ہے اور ایک صدی سے زیادہ پُرانا نہیں معلوم ہوتا۔

۳۔ امپیریل لائبریری کلکتہ میں ایک ضخیم نسخہ ہے جس پر خان بہادر منشی خدابخش کے کتب خانہ کی مُہر لگی ہُوئی ہے۔ کتابت عُمدہ ہے اوراق بوسیدہ اور جابجا چیپیاں لگے ہُوئے۔

۴۔ مرحوم لالہ سر برام صاحب دہلوی (مولف خمخانۂ جاوید) کے نادر کتب خانہ میں جو عہد مغلیہ کی ادبی عظمت و شوکت کی ایک شاندار یادگار ہے۔ دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک مرزا داغ مغفور کے کتب خانہ

کا ہے اور پرانے نسخوں سے منقول ہے۔ اسکی کتابت اعلےٰ درجہ کی خط پاکیزہ اور خوشنما۔ تاریخ تحریر ۲۳ صفر ۱۲۸۹ھ ہے اور کاتب کا نام پدر محمد ابراہیم لکھا ہے۔ اور کاغذ عمدہ اور رنگین ہے۔

۵۔ دوسرا نسخہ خط شکستہ میں حنائی کاغذ پر ہے لیکن نہایت کرم خوردہ۔

۶۔ پٹنہ میں خان بہادر خدا بخش کے شاندار کتب خانہ میں بھی دو نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک انتخاب ہے (نمبر ۴۶۶ کتابت ۱۹۰۰ء)

۷۔ دوسرا (نمبر ۴۶۵ کتابت ۱۲۵۴ھ) تقریباً مکمل کہلانے کا مستحق ہے۔ خط نستعلیق ہے اور اوراق نہایت کرم خوردہ۔

میں نے اس کتاب کی تیاری میں آخر الذکر چار نسخوں سے خاص طور پر اور باقیوں سے عام طور پر مدد لی ہے۔ اور جتنی غزلیات اس وقت تک بہم پہنچ سکیں۔ درج کر دی ہیں۔

اس جگہ میں اپنے چند مہربان اور محترم اُستادوں علامہ کیفی۔ پروفیسر قاضی فضلِ حق۔ پروفیسر محمد اقبال۔ پروفیسر انند ناتھ ورما۔ پروفیسر محمود شیرانی۔ پروفیسر میترا اور پروفیسر شاداں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے مشورے اور حوصلہ افزائی سے ہی یہ کتاب شائع ہو سکی ہے۔

منموہن

دیوانِ فغانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابا فغانی

بابا فغانی نویں صدی ہجری میں ایران کے مشہور شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد معمولی حیثیت کے آدمی تھے اور چاقو وغیرہ بناتے تھے۔ اُن کے بھائی کی بھی چاقو کی دُکان تھی۔ فغانی بھی چونکہ اکثر دکان پر جا بیٹھتے تھے اس لئے اس مناسبت سے پہلے انہوں نے سکاکی تخلص رکھا۔ لیکن بعد میں فغانی اختیار کر لیا۔

حالاتِ زندگی

افسوس ہے کہ بابا فغانی کے ابتدائی حالاتِ زندگی تذکرہ نویسوں نے مُفصّل تحریر نہیں کئے۔ مختصر طور پر جو کچھ معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ اوائل عُمر میں فغانی بمطابق السفر وسیلۃ الظفر خُراسان پہنچے۔ اور وہاں سے ہرات کا رُخ کیا۔ یہاں ان دنوں سُلطان حسین مرزا کا دور دورہ تھا اور دربار میں ادبی حلقے کے سرتاج مولانا جامی تھے۔ شعرائے ہرات کو بابا فغانی کا نیا طرز اور ان کی تازہ روش پسند نہ آئی کیونکہ وہ اس زمانے کی مروّجہ روش سے مختلف تھی اور اس کا پوری طرح سمجھنا بھی ان کے لئے کچھ آسان نہ تھا۔ لہذا مطلق داد نہ ملی اور عزّت نہ ہوئی۔ فغانی مولانا جامی سے بھی ملے لیکن یہاں بھی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔ مایوس ہو کر واپس چلے آئے۔

سفرِ ہرات

شعرائے ہرات نے صرف یہی نہیں کہ فغانی کی عزّت و توقیر نہیں کی بلکہ طعن و تمسخر سے بھی کام لیا۔ چنانچہ جب کوئی شخص بے معنی اور پوچ شعر پڑھتا تو اُس کو نفرت سے فغانیہ کہتے تھے۔

فغانی تبریز میں | ہرات میں دل شکنی کے بعد فغانی نے کسی اور جگہ قسمت آزمانے کی ٹھانی اور تبریز کا رخ کیا۔ جو علم و ادب کے مشہور مربی سلطان یعقوب کا پایہ تخت تھا۔ یہاں فغانی کی خوب عزت ہوئی اور سلطان نے خوش ہو کر انہیں بابائے شعرا کے خطاب سے سرافراز کیا۔ اسی وجہ سے فغانی بابا فغانی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

سلطان یعقوب نے ان کو اپنا ندیم اور مصاحب بھی بنا لیا۔ یہاں بابا فغانی کو اپنے جوہر دکھانے کا خوب موقعہ مل گیا۔

تبریز میں فغانی نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ ۸۹۶ھ میں اپنے مربی سلطان یعقوب کی وفات پر تبریز سے روانہ ہوئے اور خراسان ہوتے ہوئے ابیورد جا پہنچے اور وہیں رہنے لگے۔ تبریز کے حاکم نے بھی جو صاحبقرانِ مغفور کے امرا میں سے تھا ان کی خوب مہمان نوازی کی اور ایک من (سیر) شراب اور ایک من (سیر) گوشت روزانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

نہ معلوم کس وجہ سے سام مرزا بابا فغانی کا ذکر اتنی حقارت کے ساتھ کرتے ہیں۔ تحفۂ سامی میں مذکور ہے:۔

"اما بسیار حریصِ شراب و بدمست بوده۔ دائم الاوقات در میخانہا بسر مے برد ..... مردمِ شرابخانہ او را از پئے مایحتاج [می] فرستادند و با او ہزل می کردند و او بواسطہ شومیِ حرصِ شراب تحمل مے کرد۔"

٭کہتے ہیں کہ بابا فغانی بڑے بلانوش اور رند لاابالی تھے اور دن رات میخانوں میں پڑے رہتے تھے۔ شیراز میں اول رمضان کی شب سے شرابخانوں کے دروازے بند کیے جاتے تھے۔ ایک دفعہ فغانی ایک رند کے ہمراہ ایک شرابخانہ میں گوشت کی ایک ران لیکر چھپ گئے اور عید کی صبح تک شراب کے خم کے خم اڑاتے رہے اور ران کا گوشت کھاتے رہے۔

٭عرفات اوحدی۔

٭ آخر عمر میں جبکہ شاہ اسمٰعیل صفوی کا زمانہ تھا بابا فغانی نے شراب خواری سے توبہ کر لی اور مشہد مقدس کی طرف بعزم زیارت روانہ ہوئے۔

٭ والۂ داغستانی لکھتے ہیں کہ جن ایام میں فغانی مشہد کی طرف روانہ ہوئے اُن ہی ایام میں روضۂ مُبارک کے کارکن درگاہ کے نوشتجات اور افراد وظائف پر ثبت کرنے کے لئے ایک مُہر بنانے میں مشغول تھے اور اس فکر میں سرگرداں تھے کہ مُہر پر کونسا سجع کندہ کرایا جاوے کہ ایک رات متولیِ درگاہ کو خواب میں حضرت امام رضا نظر آئے اور آپ نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ کل صُبح ایک قلندر گدڑی پہنے ہماری درگاہ میں آئے گا اور ہماری تعریف میں ایک قصیدہ لکھکر لائیگا۔ اس قصیدے کے مطلع کو سجع کر لینا اور صُبح اُٹھکر عزت اور احترام سے اُس کا استقبال کرنا۔ متولی نے ایسا ہی کیا۔ علی الصبح بابا فغانی کو پالیا اور بموجب ارشاد عمل میں لایا۔ آج تک روضۂ اقدس کی مُہر مبارک پر بابا فغانی کا یہ مطلع نقش ہے ؎

گلے کہ یک ورقش آبروئے نُہ چمنست
نشانِ خاتمِ سُلطانِ دیں ابوالحسن است

وفات | کچھ عرصہ مشہد متبرکہ ومقدسہ میں پرہیزگاری کی زندگی بسر کر کے فالج کے مرض میں گرفتار ہو گئے اور چل بسے اور اسی خاکِ پاک میں دفنا دیئے گئے۔

٭ بابائے مغفور کے سنہ وفات کے بارے میں بھی تذکرہ نویسوں میں اختلاف ہے بعض سنہ ۹۲۵ھ بتاتے ہیں۔ مثلاً راحی لکھتا ہے ؎

اے وائے فغانیِ سخنور	مُردو دلِ من ملول گردید
راحی بدو نوع گفت سالش	در نہصد و بست و پنج۔ بوجید ۹۲۵

٭ حسین علیخاں عظیم آبادی اپنے تذکرے میں قلمطراز ہیں: "آخر در پیرانہ سری در عصر شاہ اسمٰعیل صفوی بصدقِ دل ونیت خاص بہ زیارت مشہد مقدس روئے آورد واز جملہ مناہی وممنوعات توبہ کردہ طریقہ پرہیزگاری پیش گرفت"۔

٭ ریاض الشعراو تذکرہ حسینی۔

٭ تذکرۃ الشعرا حسین علیخاں عظیم آبادی۔ مہاراجہ لائبریری ریاست جے پور۔

قول ثانی کا دلدادہ کہتا ہے کہ ۹۲۰؁ھ میں فوت ہوئے :-

حیف بابا فغانی افصح ہمچو او نیست در زمان و زمن
بعد سعدی و حافظِ شیراز مخترع بود طرز نو د کہن
سال نابودنش چو خواست کسے عاشقے گفت با ملال و محن
دہ کجا مثل اوست در عالم موجد و بانی و امام سخن
۹۲۰ھ

قول ثالث کا شیفتہ ۹۱۵؁ھ بتاتا ہے :-

آہ بابا فغانیِ شیراز سوئے فردوس رفت چوں خوشحال
سال فوتش بگفتم از سر داد عالمے بود وے بلند خیال
۹۱۵ھ

ریو لکھتے ہیں کہ لباب التواریخ میں فغانی کا سنہ وفات ۹۲۲؁ھ دیا ہے مگر اکثر٭ مشہور تذکرہ نویس ۹۲۵؁ھ پر ہی اتفاق کرتے ہیں۔

٭٭کہتے ہیں کہ کیمیا کا نسخہ حاصل کرنے کے لئے بابا فغانی نے بیحد کوشش کی اور متلاشیان کیمیا کے مُرشدوں میں شمار ہوتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اَب بھی اس سرزمین کے لوگ ہفتہ میں ایکبار بابائے مغفور کے مزار پر جمع ہوکر اپنی تحقیقات و معلومات کا اظہار کرتے ہیں۔

فغانی کا ایک مقطع ہے ؎

فغانی از طلبِ کیمیا نبیاید باز
مگر دمے کہ دریں اضطراب بگذارد

کلام پر رائے بابا فغانی نے اصنافِ سخن میں غزل۔ قصیدہ۔ ترجیع بند۔ ترکیب بند وغیرہ پر طبع آزمائی ہے اور جو کچھ لکھا ہے اچھا لکھا ہے۔ لیکن ان کی شہرت غزلیات سے ہی ہے۔

٭ تحفہ سامی۔ ہفت اقلیم۔ مجالس المؤمنین۔ عرفات۔

٭٭ تذکرۃ الشعرا از حسین علیخاں۔ مہاراجہ لائبریری جے پور۔

قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں قلمطراز ہیں :-

"دیوانِ غزلِ او نامۂ عملِ خسرو را سیاہ ساختہ و قصائدِ منقبت شعارش رخنہ در دیوان ناموس اخیار انداختہ۔"

* کہتے ہیں کہ اُس وقت سات شخص فغانی تخلص سے کہتے تھے لیکن بابائے مغفوران سب میں ممتاز تھے۔

** ان کے اشعار کی تعداد تقریباً سات ہزار بتائی جاتی ہے۔

*** بیان کیا جاتا ہے کہ بابا فغانی کا مکمل دیوان جو انہوں نے خود مرتب کیا تھا سُلطان یعقوب کی ایک لڑائی میں ضائع ہو گیا اور بابا کو اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے اپنے بھائی کو شیراز خط لکھا کہ میرے اشعار کے مسودے جتنے دستیاب ہو سکیں بیاضوں اور کتابوں سے جمع کر کے بھیجدو۔ غرض کہ اس طرح سے ان کا کلام فراہم ہوا۔

کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فغانی زندہ دل۔ رنگین طبع۔ آزاد منش اور بلانوش تھے طبیعت مرنجاں و مرنج پائی تھی۔ کہتے ہیں ؎

تو دوست باش فغانی و بد نگر داں دل
بہ بند خلق جہاں گر کمر بکینۂ ما

پیری میں تائب اور متقی ہو گئے تھے۔ ان کے اشعار میں صرف عشق و عاشقی اور خورونوش کی باتیں ہی نہیں پائی جاتیں بلکہ پند و موعظت۔ اخلاق اور فلسفے پر بھی بہت کچھ نفیس مصالح ملتا ہے۔

* نشترِ سخن میں منقول ہے :- "دراں وقت ہفت نفر فغانی بر سرِ عرصہ بودند و الآ وے در ہمہ ممتاز بود۔"

** "و دیوانِ او را کہ قریب بہ ہفت ہزار بیت باشد تتبع بسیار فرمودہ اند۔" تذکرہ عرفاتِ اوحدی

*** تقی اوحدی عرفات میں لکھتے ہیں :- "و دیوانے کہ خود مرتب نمودہ تدوین دادہ بود در یکے از جنگہا مع اسبابش بغارت رفت بابا ازاں بغایت متالم گردید لہذا کتابتے بہ شیراز بہ برادر خود نوشت کہ دیوانِ اشعارِ بندہ گم شدہ و ازاں بیتے بل مصرعے بخاطر نیست۔ توقع آنکہ مسوداتِ شعرِ بندہ آنچہ در شیراز بہم رسد از بیاضہا و کتابہا جمع نمودہ بفرستند و برادرِ وے بر ورِ شیراز اعلام کردے۔"

تازہ گوئی یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ فغانی فنِ شاعری میں ایک خاص طرز کے موجد ہوئے ہیں جو تازہ گوئی کے نام سے مشہور ہے اوران کے اشعار کی مقبولیت کی بڑی وجہ ان کی نئی روش ہی ہے۔ ان کی شہرتِ عام کا اندازہ اس بات سے خوب لگ سکتا ہے کہ ان کے بعد متعدد شعرا نے ان کے طرز اور روش کی پوری تقلید کی اور یہی روش عام رواج پا گئی۔ جن شعرا نے فغانی کی تتبع کی اُن میں سے چند یہ ہیں :۔

٭ شہیدی۔ لسانی۔ حکیم رکنائی۔ مولینا محتشم کاشی۔ عرفی۔ مولینا وحشی یزدی۔ عراقی۔ میلی۔ حکیم شفائی۔ ولی۔ عرفی۔ فیضی۔ مرزا صائب۔ نظیری۔ آقا شاپور رازی۔

مرزا صائب نے اس طرز کو ذرا تبدیل کر کے اپنی ایک اور نئی روش ایجاد کی اور وہ بھی خوب مقبولِ عام ہوئی اور ان کے بعد اکثر شعرا نے اس کی تقلید کی۔

٭ بابا فغانی کا مشہور مطلع ہے ؎

به بوئے صبحدم نالاں بگلگشتِ چمن رفتم
نهادم روے بر روے گل واز خویشتن رفتم

مرزا صائب نے اس کو یوں بدل دیا ہے۔ (بحوالہ حواشی کلمات الشعرا) ؎

به بوئے صبحدم گریاں چو شبنم در چمن رفتم
نهادم روے بر روے گل واز خویشتن رفتم

٭ میخانہ ملا عبد النبی میں حکیم رکنائی کے ذکر میں مرقوم ہے "آں معدنِ فطرت دیوان عندلیب گلزارِ معانی بابا فغانی را غزل بہ غزل از ابتدا تا انتہا جواب گفتہ الحق کہ آں دیوان را بسیار خوب تتبع نمودہ"۔

٭ تذکرہ حسینی۔ عرفاتِ اوحدی۔ تذکرہ ریاض الشعرا۔ والہ داغستانی لکھتے ہیں :۔ "بابائے مغفور مجتہد فنِ تازہ ایست کہ پیش از احدے بر آں روش شعر نگفتہ۔ پایہ سخن را بجائے رسانید کہ عنقائے اندیشہ بہ پیرامونِ آں نتواند پرید اکثر اُستادانِ زمانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ متتبع و مقلد و شاگرد و خوشہ چین خرمن طرز و روشِ او اند تا بمرزا صائب رسید مرزا مغفور کہ شاگردِ حکیم رکنائی و حکیم شفائی است تغیر شیوہ دادہ در طرز خود مجتہد و امام آں فن شد چنانچہ الحال شعرائے زمانِ ما اکثر متتبع طرز مرزا صائب شدہ اند"۔

٭ شعر العجم حصہ سوم۔ ذکر مرزا صائب صفحہ ۲۰۰۔

٭ از میخانہ عبد النبی مولفہ مولوی محمد شفیع صاحب اورنٹیل کالج لاہور ص ۳۶۲ ۔ل ۲۰۔

* مخزن الغرائب میں نظیری کے ذکر میں لکھا ہے " ئے طرز بابا فغانی را اختیار نمودہ واں رویہ را بحدِ کمال رسانیدہ"

بابا فغانی کا کلام ان تمام محاسن و اوصاف سے آراستہ ہے جو حسن کلام کے لئے ضروری ہیں۔ بیان کی جدت و آویزی۔ طرز ادا کی دلفریبی و دلکشی۔ زبان کی سلاست اور صفائی۔ نئی نئی تراشوں اور بندشوں کا عمدہ استعمال تخئیل کی بلند پردازی اور طبیعت کی آزادی نے ان کے کلام کو اعلیٰ پایہ کا بنا دیا ہے۔ اور تازہ گوئی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا صنائع بدائع کا بھی استعمال پایا جاتا ہے۔

فغانی کی طرز تحریر کے بارے میں خود فغانی کا ایک مصرع یاد رکھنے کے قابل ہے ع

احباب را دلے کلامِ تو مے کُشد

فغانی کی رنگینیِ ادا اور نئی طرز تحریر کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ یار سے کہتے ہیں کہ آج تو میری نگاہ میں خاص طور پر حسین معلوم ہوتا ہے۔ ذرا آئینہ تو دیکھ ؎

بچشم من زدگر روز ہا فزوں شدہٖ — نظر در آئینہ افگن۔ بہ بیں۔ کہ چوں شدہٖ

یار سے کہنا یہ ہے کہ ہمارے ساتھ مہربانی اور وفا سے کچھ تمہاری خوبی گھٹ نہیں جائیگی۔ اس کو یوں ادا کرتے ہیں :۔

خوبی با لتفات وفا کم نمے شود — بنمائے روئے کہ از تو صفا کم نمے شود

پھر کہتے ہیں کہ جتنی بھلائی کروگے اُتنی ہی نیکنامی پاؤگے اس واسطے بھلائی ہی کئے جاؤ :۔

ہر چند خیر بیش بود ذکر خیر بیش — نعمت زیادہ کن کہ ترا کم نمے شود

نہ دوست سے مل کر چین پڑتا نہ اس کی جدائی میں، عجب بیقراری کی حالت ہے :۔

گرمے روم نزدیک او ذوقِ وصالم مے کُشد — ورمے نشینم گوشۂ تنہا خیالم مے کُشد

گلِ بے خار کی طلب میں یار کا شوخی بھرا جواب :۔

چو گفتمش چہ گلست آنکہ ہیچ خارش نیست — شگفتہ گفت کہ رُخسار ہمچو لالۂ ما

* از میخانہ عبد النبی مولفہ مولوی محمد شفیع صاحب (حواشی بعد از ختم کتاب ص ۸۷ س ۱۱)

ایک اور جگہ کہتے ہیں :-

گل آمد ساقیا معشوق گل رخسار ے باید ۔ مے بیغش بدست آمد گلِ بیخار ے آید

ناصح سے تنگ آ کر اُس کو جھاڑ :-

ناصح مگوی پند کہ گفتارِ تلخ تو ۔ چوں گفتگوے ساقیِ شیریں کلام نیست

عاشق مزاجی پر عُذر :-

مردِ نظر باز را تلخ مگو اے حکیم ۔ پیش رساں تا یکے غمزۂ خونخوار ہست

یار کی قُدرت کا بیان :-

٭ دہی حیات ابد ایندم از تو نیست عجب ۔ بیک کرشمہ کشی ایں ہم از تو نیست عجب

یار کی خودسری اور بے لحاظی :-

نہ بگفتۂ رقیبی نہ بہ اختیارِ عاشق ۔ چہ حریفِ خود مرادی کہ بہ ہیچکس نسازی

"تُو مہربان تو کل مہربان" کے مسئلہ پر کہتے ہیں :-

چوں نکردی یاریِ من بخت ہم یاری نکرد ۔ بخت یارِ من شود روزے کہ یارِ من شوی

مُصیبت زدوں کی مُشکل وہی سمجھ سکتا ہے جو خود بھی مُبتلا رہا ہو :-

غمِ نا امیدیِ من مگر آں زماں بدانی ۔ کہ بروں ز باغ آئی و گلے نہ چیدہ باشی

یار اتنا شرمیلا ہے کہ لوگ اسکی طرف کُھلم کُھلا نگاہ بھی نہیں کر سکتے :-

٭٭ شرمِ رویش خلق را منع از تماشا میکند ۔ کس ندیدست و نہ بیند ماہ محجوب مرا

عاشق صادق ازخودرفتہ ہوتا ہے اور خوشی و رنج میں تمیز نہیں کر سکتا :-

٭٭٭ گر نے چینم گل شادی بخواری ہم خوشم ۔ زانکہ من دیوانہ ام گل را نے دانم ز خار

٭ تم مار بھی سکتے ہو پل میں تم تار بھی سکتے ہو پل میں ۔ وش اور امرت کا رہتا ہے بھنڈار تمہاری آنکھوں میں

٭٭ شرم مے آید ز قاصد طفل محجوب مرا ۔ بر سرِ راہش بہ اندازید مکتوبِ مرا (نظیری)

٭٭٭ ناموس و ننگ در نظرِ من برابر است ۔ ہرکس ز خود گذشت ز شادی و غم گذشت

گر یار ہے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہیں :۔

* ہر کجا سبز خطے ہست تماشا آنجاست — نقش چیں دل بربا ید قلم بیچوں ہیں

وصل کی کوئی امید نہیں لیکن خیال میں ہی مست ہیں :۔

مرغ خزاں رسیدہ را آرزوئے چمن کجا — من بخیال زندہ ام وصل کجا و من کجا

وصل میں بھی بوس و کنار کی ہمت نہیں پڑتی :۔

وصالم ہست لیکن زہرۂ بوس و کنارم نیست — گلم در خوابگاہ و خار در پیراہن است امشب

رِند پیتے بھی مست رہتے ہیں۔ تلخ شراب سے شربت دیدار بہتر ہے :۔

*مستم اگر بادہ نیست لعلِ لبِ یار ہست — گو مئے تلخم مباش شربتِ دیدار ہست

فغانی کی پاکدامنی کا اندازہ اس شعر سے لگتا ہے :۔

آنچہ مرادِ من است خارج رنگست و بو — ورنہ گلِ سرخ رنگ در ہمہ گلزار ہست

یعنی میرا مطلوب کوئی شاہد بازاری یا دنیوی نہیں ہے بلکہ شاہدِ حقیقی۔

ایک مشہور مطلع ہے ؎

* خوبی ہمہ کرشمہ و ناز و خرام نیست — بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

یعنی دلبری میں بہت سے ایسے شیوے ہیں جو صرف محسوس ہو سکتے ہیں لیکن بیان نہیں ہو سکتے۔ معشوق سرتاپا کرشمہ ہوتا ہے۔

---

* ہر جا گلیست بہرِ نظیری طرب گہیست — کے بلبلانِ مست غمِ آشیاں خورند (نظیری)

* اردو کا ایک شعر اسی رنگ میں ہے ؎

نقطہ میں کہنے ہی کہنے کا بادہ خوار رہا — نہ پی نہ چکھی نہ دیکھی مگر خمار رہا

* نظیری اسی خیال کو یوں ادا کرتا ہے :۔

زفرق تا قدمش ہر کجا کہ مے نگرم — کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

حافظ فرماتے ہیں :۔

لطیفہ ایست نہانی کہ عشق از و خیزد — کہ نام آں نہ لبِ لعل و خط زنگاریست

جمالِ شخص نہ چشم است و زلف و عارض و خال — ہزار نکتہ دریں کار و بار دلداریست

مسلکِ مرنجاں ومرنج :۔

تو دوست باش فغانی و بدنگر اں دل | بہ بند خلق جہاں گر کمر بکینۂ ما

اس بات کو کہ اگر دوست نے ہمارا دل جلایا تو اپنا ہی گھر بگاڑا کس انداز سے بیان کرتے ہیں :۔

شوخے بغمزۂ دلِ ما را کباب کرد | ماراچہ کرد خانۂ خود را خراب کرد

عشق کے ہاتھوں تنگ آکر کہتے ہیں :۔

* ازبسکہ جور دید فغانی بدستِ دل | راہِ نظر بروے نکو ہم نمے کند

ایک مطلع میں اپنی رُسوائی کا بیان دوست سے کرتے ہیں :۔

زبسکہ داشتی اے گل ہمیشہ خار مرا | نماند پیش کساں ہیچ اعتبار مرا

یعنی اے دوست کیونکہ تو نے مجھے ہمیشہ رُسوا کیا اس لئے مَیں اور لوگوں کی نگاہ میں بھی گر گیا۔

ہم مر رہے ہیں لیکن تم پرواہ ہی نہیں کرتے :۔

درگریہ سوختیم و تو آہے نمے کنی | در آب و آتشیم نگاہے نمے کنی

طبیعت کی آزادی

فغانی کی طبیعت آزاد اور ہمت عالی تھی، انکے اشعار سے ظاہر ہے کہ عشق وعاشقی کی گھاتوں میں بھی وہ خود دار تھے اور کسی سے دب کر نہیں رہتے تھے بلکہ معشوق کی کجروی اور وعدہ فراموشی کا مُنہ توڑ جواب دیتے تھے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

** تو اے گل بعد ازیں با ہر کہ میخواہد دلت بنشیں
کہ من چوں لالہ با داغ جفایت زیں چمن رفتم

---

* صائب اسی خیال کو یوں ادا کرتا ہے :۔
ندارد داغ عشق گلعذاراں حاصلے صائب | بروں ریز از بغل زنہار ایں گلہائے بے بوے را

** اُردو کا ایک شعر اسی مفہوم کا ملاحظہ ہو :۔
بُلبلیں شوق سے اب لُطف چمن کا لوٹیں | خار اک مَیں ہی تھا سو مَیں نے چمن چھوڑ دیا

ایک پُرزور مطلع ہے:۔

* از کوئے تو چوں باد برآشفتم و رفتم — گردے ز دلِ مدعیاں رفتم و رفتم

یعنی خفا ہو کر مَیں تیرے کوچہ کو خیرباد کہہ چلا ہوں اور رقیبوں کا دل اس سے خوش ہو گیا ہے۔

* ایں وعدہ یار است کہ صد بار شکستی — یک یار دگر از تو پذیرفتم و رفتم

کیا دوستی کا وعدہ یہی ہے جو تو نے سَو بار توڑا۔ کیونکہ تو عہد شکن ہے مَیں نے بھی ایک اور دوست ڈھونڈ لیا ہے اور تجھکو خیرباد کہتا ہوں۔

یارب از آزردگی ہرگز نہ بیند روز نیک — آنکہ میگوید کہ با عشاق نیکوئی مکن

دُعا کرتے ہیں کہ جو شخص معشوقوں کو عشاق کے ستانے کی صلاح دے وہ کبھی خوش نہ رہے۔

یار کے ہوتے ہوئے کعبہ کی زیارت چنداں ضروری نہیں:۔

چوں تو صبح و شام خوانی ز حریم وصل مارا — چہ ضرورتست ازیں در سفرِ حجاز کردن

معشوق کے ہوتے ہوئے کسی اور کو سجدہ کرنا روا نہیں:۔

شرابِ لعل در جام است و من در سجدہ سہو است ایں — گذارم ار عذار لالہ رُخساراں شود پیدا

حسنِ تعلیل مُلاحظہ ہو:۔

فغانی بادہ پنہاں کن کہ حق از غایتِ رحمت — نمے خواہد کہ کردارِ گنہگاراں شود پیدا

یعنی میخوار پر خدا کی رحمت خاص ہوتی ہے اس لئے چھپا کر پینی چاہیئے۔

---

* اس ہی دلیرانہ طرزِ آزادی میں ذیل کے اشعار بھی ہیں:۔

پا چوں ز درِ یار کشیدیم کشیدیم — امید ز ہر کس کہ بُریدیم بُریدیم
دل نیست کبوتر کہ چوں برخاست نشیند — اکنوں کہ پرانیدی و پریدیم پریدیم
صد باغ و بہار است و صلائے گل و گلشن — گر سنبلِ یک باغ نچیدیم نچیدیم ... ہمعلوم

* نظیری اس کے برعکس کہتا ہے:۔

نظیری کوئے عشق است ایں نہ شاہد بازی و رندی — کہ گر یارے رود از دستِ کس یارے دگر گیرد

* اُردو کا ایک شاعر کہتا ہے:۔

رحمتِ حق کے لئے زاہد وسیلہ چاہیئے — تو کفن میں ٹانک رکھ دامن کسی میخوار کا

صبر۔استقلال وشکر | فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست، کے مسئلہ پر کہتے ہیں :۔

بقدرِ طاقت خود ہر کسے غمے دارد — دلِ من است کہ اندوہِ عالمے دارد

اِنسان کو ہر حالت میں صابر اور شاکر رہنا چاہیئے :۔

اے دل بتلخیِ غمِ ہجراں صبور باش — ایں ہم نوالہ ایست بنوش و شکور باش

اچھی بات ہر ایک کی سُننی چاہیئے خواہ مُفلس یا رند ہی ہو :۔

دستِ کوتاہ نہ نگر نکتۂ سنجیدہ شنو — جامۂ پارہ چہ بینی۔ سخنِ موزوں بیں

اس دل کو آزمانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وفا میں بالکل پکا ہے :۔

* ایں دل کہ در عیار وفا نقد خالص است — بر سنگِ امتحاں زدنش احتیاج نیست

عالی ہمتی صفائے قلب و پاکبازی | بابا فغانی کے اعلیٰ کیرکٹر کا اندازہ خود ان کے اشعار سے ہو سکتا ہے کہتے ہیں ؎

* ہرگز نظر بہ کام نیالودہ ایم ما — فارغ شوائے حسود کہ آسودہ ایم ما

زخمِ دلِ شکستہ بالماس بستہ ایم — بر داغہائے سینہ نمک سودہ ایم ما

آبحیات در نظر و زہر بر دہاں — آئینہ در برابر و ننمودہ ایم ما

* یکرو و یکدلیم اگر نیک و گر بدیم — قلبِ سیہ بحیلہ نہ اندودہ ایم ما

کمتر ز ہر یکیم و کم از کمتریم ہم — بر خود ہزار پایہ بیفزودہ ایم ما

خود را چنانکہ ہست بمردم نمودہ ایم — ہر جا کہ بودہ ایم چنیں بودہ ایم ما

دم در کشیدہ ایم فغانی ز نیک و بد
در ہر فسانہ بادیہ پیمودہ ایم ما

---

* نظیری کہتا ہے :۔
نمیدانم ز من در جاں سپاریہا چہ نقصاں شد — کہ اکثر مے شود در بدگمانی امتحاں پیدا

* ہوائے وصل کسے میکند کہ بوالہوس است — دراں دلے کہ محبت بود تمنا نیست (نظیری)

* حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

غرضیکہ دیوانِ فغانی میں اعلیٰ خیالات کا خزانہ بھرا ہوا ہے اور اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

سفینہ ہا ہمہ در بحر دیدہ اند ولے سفینہ وکہ درو بحر ہا بود انیست

یکرنگی | در طاعت وعشرت بہ قرارست دل ما ہر جا کہ رود ہمرہ یارست دلِ ما

ہر حالت میں دل یار کے ساتھ ہے۔

دارد نظر ہمتِ بسیار عزیزاں ہر چند کہ در دست تو خوارست دلِ ما

اگرچہ تو نے ہمارے دل کی کچھ قدر نہ کی لیکن یہ قدر دانوں کی نگاہ میں قابل قدر ہے۔

ہر پارۂ ایں قلب سیہ جوہرِ فرد ست بگذار و مسوزاں کہ بکارست دلِ ما

ہمارا دل مت جلا کیونکہ جوہرِ فرد ہے۔

بر حرف دلِ ما منہ انگشت ملامت اے مدعی اندیش کہ خارست دلِ ما

اے حریف ہم کو ملامت نہ کر اور ہمارے دل سے ڈرتا رہ۔

باد از شرفِ صحبتِ دیدارِ تو محروم گر در غمِ آغوش وکنارست دلِ ما

صرف دیدار مطلوب ہے۔

چند اور اشعار نمونہ کے طور پر ہدیہ ناظرین ہیں:۔

حق شناسی گر بہ ترکِ ہستیِ خود گفتنست مردِ ایں معنی بسے در خانۂ خمار است
صحبتِ احباب را چندانکہ میبندم خیالی نیست چیزے درمیان و زحمتِ بسیار است

سبحہ را بگسل فغانی گر پشیماں گشتۂ کانچہ در تسبیح زاہد نیست در زنار ہست

ساقی مدام بادہ باندازہ میدہد ایں بیخودی گناہِ دلِ زود مستِ ماست
در خاکدانِ دہر فغانی مکن قرار زیں جا فرار جو کہ نہ جائے نشستِ ماست

ایکہ میگوئی چرا جامے بجائے میخری | این سخن با ساقیِ ما گو کہ ارزاں کردہ است

حضرتِ زاہد کو دین کا رستہ بتاتے ہیں:-

اگر محبّتِ اسلام داری اے زاہد | درآ۔ بکوچۂ رنداں۔ کہ راہ دیں اینست

گرچہ صد نامہ سیہ کرد فغانی زگناہ | نظرش بر کرم و رحمت درویشانست

رخ متاب ازمنِ درویش کہ سلطانیِ حسن | از صفائے نظرِ ہمّتِ درویشانست

غرض از مہلتِ دہ روزہ ام اثباتِ وفاست | ورنہ گر باشم وگر نیز نباشم غم نیست

صد نقش درست آید و کس راخبرے نیست | چوں رفت خطائے ہمہ را چشم برآنست

ہر چند بلا بیش قوی تر دلِ درویش | اوراست فغانی الم و ضعف کہ بیم است

خلقے بحسنِ خویش گرفتار دیدۂ | زاں ناز میکنی کہ گرفتار دیدۂ

چندانکہ جور دید فغانی ز دلبراں | از بخت خویش دید شکایت زکس نکرد

رندیم و شوخ دیدہ و مستِ نظر پرست | نقشِ دو کون دیدہ در اجزائے روئے یار

نام از کرم ثبات پزیرد نہ از درم | این نکتہ گفت حاتمِ طے با حکیم خویش

بلبلے صبح فغانی غزلے خواند غریب
گریہ آورد۔ مگر نسخۂ دیوانِ تو داشت

گرچہ یک ہنرم است وصد ہزاراں عیب
غریب نیست کہ جُرمم بداں ہُنر بخشد

دل برمکن از یار جفا پیشہ فغانی
خوبے کہ جفائے نکند خوب نباشد

آنرا کہ نیست گرمیِ عشقے حیات نیست
سر بے ہوائے عشق و دلے بے جنوں مباد

بایں قولم کہ ننشینم دگر با دلبراں لیکن
ندارم اعتمادے بر دلِ بے اعتمادِ خود

اے آنکہ سنگ مے فگنی بر سبوئے ما
بستاں پیالہ و علاجِ دماغ کن

نہ بیند عشق پیری و جوانی منع دل تا کے
تمنّائے جواں بنگر مبیں در سالِ و ماہِ من

ہر کرا تشریفِ رُسوائی دہد سُلطانِ عشق
ہر دم آید صد بلا بہرِ مُبارکبادِ او

صُوفی ز کعبہ رُوئے بخرابات کردۂ
نیک آمدی بیا کہ کرامات کردۂ
حیرت مکن کہ ہر دو گرفتارِ یکدریم
ما آہ و نالہ و تو مُناجات کردۂ

مردِ صاحبدل رساند فیض در موت و حیات
چوب گل چوں خشک گردد وقتِ سرما آتش است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الالف

اے سرِ نامہ نام تو عقلِ گرہ کشاے را
ذکرِ تو مطلع غزل طبعِ[1] سخن سراے را

آئینہ وار یافتہ یک نظر از جمالِ تو
دل کہ فروغ میدہد جام جہا نماے را

نسخۂ سحرِ سامری کاغذِ تو نیا شود
چوں بکرشمہ سر دہی نرگسِ سُرمہ ساے را

در طلبِ تو دیدہ ام کاسۂ آب چغد شد
منکہ ز مغزِ استخواں طعمہ دہم ہماے را

تیغِ زبانِ عارفاں زنگ گرفتہ ہمچناں
عشقِ تو جلوہ میدہد خنجرِ سر زداے را

غایتِ دستگیست اینکہ چو طائرِ حرم
بر سرِ کعبہ رہ دہی رندِ برہنہ پاے را

من زکجا و حالتِ صوت و سماعِ صوفیاں
گوش نہادہ ام ہمیں زمزمۂ دراے را

کیست **فغانی** حزیں مستِ سیاہ نامۂ
تا بزبانِ عارفاں وصف کند خداے را

ن [1] عشق،

اے از لبِ تو خطبہ کلامِ قدیم را
باعث رسوم شرع تو امید و بیم را

اول عظیم داشتہ شانِ ترا خدای
وانگاہ بر فراشتہ عرشِ عظیم را

چرخِ عظیم چون[1] شرف از گوہرت نیافت
درہم بریخت انیہمہ دُرِّ یتیم را

برشاہ راہ عقل نہادی چراغ شرع
تا خلق پے برند رہِ مستقیم را

اے خواندہ بے سواد کلامِ قدیم را
ناخواندہ ختم کرد الف لام و میم را

قولِ تو ہر کجا کہ دلیل آورد فقیر[1]
دیگر مجالِ بحث نماند حکیم را

دارد چناں دمے کہ بمعجز فرو برد
شمشیرِ خطبۂ تو عصائے کلیم را

آندم کہ فخر داشت بداں سالہا مسیح
در گلشنِ تو گشت کرامت نسیم را

روئے تو در سلامت خلق است ایں سخن
روشن بود چو آئینہ طبعِ سلیم را

بر[3] حرف زلف و خال فغانی قلم کشید
وز دفترِ تو خواند الف لام و میم را

بدنے آید ہلاکِ دوستاں خوبِ مرا
ذرۂ میل محابا نیست محبوبِ مرا

شرم[4] رویش منعم از ذوق تماشا میکند
کس ندیدست و نہ بیند ماہِ محجوبِ مرا

ذرہ وارم دل ربود[5] از دستِ مہرِ آفتاب
عاقبت جائے کشد سر رشتہ مجذوبِ مرا

دست بر تیغش زدم از من بجاں رنجید و رفت
باوجودِ آں کہ میدانست مطلوبِ مرا

شخوانم طعمۂ زاغ و زغن شد در فراق
اے[6] مسیحا کو نظر کن صبر ایوبِ مرا

بیشتر شد از نسیم صبح[7] آشوبِ دلم
بوی پیراہن بلا گردید یعقوبِ مرا

چوں فغانی چند حرفِ دردِ دل خواہم نوشت
گرچہ کس پروا نخواہد کرد مکتوبِ مرا

ن [1] تا ن [2] فقیہ، ن [3] در آتشِ جحیم فغانی بآبِ چشم جوید ز رحمتِ تو بہشتِ نعیم را،
ن [4] شرم رویش خلق را منع از تماشا میکند، ن [5] دل ربودم دست، ن [6] آں، ن [7] وصل،

به ترانهٔ ندیماں نتواں ربود مارا | (چو) بود غم تو در دل ز طرب چه سود مارا
ز نوید آب حیواں دلِ مُرده باز ماند | تو ز عمر و حسن برخور که هوس غنود مارا
مشکن عیار عاشق بقیاس (و) قولِ دُشمن | بد و نیک ما چه داند که نیازمود مارا
بنمای رُخ همان داں که نماند کس بعالم | چه کسیم ما چه باشد عدم و وجود مارا
ز نظاره[2] تو دود از دل ناتواں برآمد | چوں سپند سوخت اکنوں چه غم از حسود مارا
سر فتنه داشت امشب خود بار قیب ورنه | بشراب و ساقیِ کس هوسے نبود مارا

چو نوائے نے **فغانی** دمِ جانگداز باید
که در آتشِ محبّت فگند چو عود مارا

وبال گشت گل و باده در پلاس مرا | که هر که دید بدی گفت در لباس مرا
شراب خورده و مستم کجاست هشیارے | که در پناهِ خود آرد ز شرّ ناس مرا
همیں قدر که نمک بر جراحتم نه زنند | بود ز مردم آسوده التماس مرا
هوائے همنفسم بود چوں ستم دیدم | کنوں ز سایهٔ خود میشود هراس مرا
اساسِ قصرِ بهشتم چگونه راست شود | چو صرفِ میکدها میشود اساس مرا
ز مزرعِ فلکم خوشهٔ نشد حاصل | چرا ز غصه نباشد بسینه داس مرا

مکن ز عقلِ[3] **فغانی** قیاس چارهٔ من
چو در دل است تمنّائے بے قیاس مرا

ساقیا بیدار گرداں[4] چشم خواب آلوده را | باده نوش و نقل کن دلهائے خوں پالوده را
لاله از حد میبرد مستی و گل تر دامنی | خیز۔ در جامِ شراب انداز مشکِ سوده را
گر گناهے هست در مستی ثوابے نیز هست | اجرِ چندانے نباشد کارِ نافرموده را
آنچه در کُنجِ دو عالم نیست در میخانه هست | نا بخواری ننگری ایں کهنه گلِ نابوده[5] را

ن [1] چو، ن [2] بنظاره، ن [3] بعقل، ن [4] کن ن [5] فرسوده،

کشتیِ غم[۱] مے برد از ورطۂ خویشم بروں — ورنہ آساں چوں نروم[۲] این راہِ ناپیمودہ را

اے صبا بگذر بخاکِ شور بختانِ فراق — این نمک بر دل میفشاں مردمِ آسودہ را

نامۂ دردِ **فغانی** لائقِ تحریر نیست

بہرِ این بیت العمل ضائع مگرداں دودہ را

از عمر بسے نماند مارا — غیر از نفسے نماند مارا

ہر سود و زیاں کہ دیدہ بودم — دیگر ہوسے نماند مارا

مائیم و دل رمیدہ از خود — پروائے کسے نماند مارا

گو روی زمیں بگیر آتش — اکنوں کہ خسے نماند مارا

بہر چہ دریں دیار باشم — چوں ملتمسے نماند مارا

رفتیم چناں کہ در دلِ کس — گردِ فرسے نماند مارا

بس آہ زدیم چوں **فغانی**

فریاد رسے نماند مارا

عرضہ بدورِ گل مدہ ساغرِ لالہ گوں مرا — کز گل و مُل نمی رسد فائدہ جز جنوں مرا

بود بہوئے گل رخے میلِ دلم سوئے چمن — خاصہ کہ خود نسیم گل آمدہ رہنموں مرا

اہلِ صلاح را بکف کاسۂ شہد و شیربہ — منکہ خراب و عاشقم بادچو لالہ خوں مرا

ہر نفسے[۳] زنی بسر سنگِ ملامتے دگر — از ہمہ اے پری مگر یافتہ زبوں مرا

شد چوں **فغانی** ام بدن سوختہ در بلاسِ غم

چرخ کبود گو مدہ اطلسِ نیلگوں مرا

ہر دل[۴] فشانم ہر نفس خارِ تو در گلزارہا — شاید کہ روزے بردمد شاخِ گلے زیں خارہا

شد وحشت در کویت لالہ گوں گلہا دمید از خاکِ دل — سرہا زدہ اہلِ جنوں از بس[۵] کہ بر دیوارہا

ن ۱ کشتیِ مے، ن ۲ چوں برم، ن ۳ نفسم، ن ۴ در دل نشانم ہر نفس، ن ۵ ہر گوشہ،

افگنده چنگ از ضعف تن شورے عجب در انجمن — گویا شرارِ آہِ من پیچیده شد در تارہا

اے از تو خوباں تنگ دل گلہا ز رویت منفعل — بیروں ز نقشِ آب و گل حسنِ ترا بازارہا

کارِ بتانِ عشوه گر بازی نماید سر بسر — آنجا که بر اہلِ نظر حسنت نماید کارہا

زاں روئے چوں برگِ سمن گلہا بود در انجمن[1] — آبِ لطافت در سخن با آتشیں رخسارہا

چوں از بیاضِ سیمگوں نقشِ خطت آید بروں — سازند تعویذِ جنوں صورتگراں طومارہا

از نعلت اے کانِ نمک عیسےٰ و ما از یک بیک — پیوسته تسبیحِ ملک در حلقهٔ زنّارہا

سوز و فغانی ہر نفس از شعلهٔ داغِ ہوس — سوزاں[2] دگر یاں در قفس دارد بدن آزارہا

شمع تو در ہر محفلے نارِ تو در ہر منزلے

یکبار سوز د ہر دلے مسکیں **فغانی** بارہا

تازگی که شد زمے آں رُخ ہمچو لاله را — تازه کند بیک نفس داغ ہزار ساله را

کشتهٔ دیر ساله را زنده کند بجرعهٔ — چاشنی که میدہد مے زلبت پیاله را

پیشِ تو سرو و لاله را جلوهٔ ناز میرسد[3] — خیز و بعشوه حلقه کن برگلِ تر کلاله را

ہر قدمے که مے نہی روزِ شکار بر زمیں — سرمهٔ ناز میکشد گردِ رہت غزاله را

تا ز خطِ بنفشه گوں فتنهٔ انجمن شدے — ماهِ دو ہفته کرد رخ دائره بسته ہاله را

بسکه چو ابر در چمن شب ہمه شب گریستم — بر گل و سبزه صبحدم جلوه گذشت ژاله را

خونِ ہزار بے زباں در دل دیده شد گره — غنچه بدیں شگفتگی گو مگشا رساله را

مرغِ چمن بعشق گل بسته بخونِ دل سجل — گل بکرشمهٔ نہاں شسته بخوں قباله را

بر شکنی[4] چو بنگری سوی **فغانی** حزیں

آه گر امتحاں کند از پیِ[5] تو آه و ناله را

اے ترا با سرو و گل در جلوه پنہاں رازہا — سروِ را در سایهٔ سروِ[6] تو در سر نازہا

ن[1] گلہائے الواں در چمن، ن[2] نالاں چو بلبل، ن[3] کے رسد، ن[4] بر شکنی چو بنگری سوز، ن[5] در، ن[6] قدر

بسکہ میخوانند دلہا را بکویت ہر نفس　　بلبلانرا در گلستانہا گرفت آوازہا

تا چرا دم زد ز رعنائی بدورِ حسنِ تو　　گل بناخن میکند از روے چون زرکارہا

جانم از تن مے پرد ہر دم ز شوقِ روے تو　　بر سرِ آتش بود پروانہ را پروازہا

گلشنِ کوے ترا از لطف و احسان[1] است باز　　بر گرفتارانِ دل ہر گوشہ سنگ اندازہا

در تماشاے مہ رویت فغانی را چو شمع

بر زبانِ آتشیں شبہا گرہ شد رازہا

اے ز ابروے تو ہر سو فتنہ در محرابہا　　فتنہ را از چشمِ جادوے تو در سر خوابہا

عارضت آبست و لب آبِ دگر از تاب مے　　من چنیں لب تشنہ و چون بگذرم زیں آبہا

نگسلم زاں جعدِ مشکیں گرچہ در چنگِ بلا　　دارم از دستِ غمت در رشتۂ جاں تابہا

مطربانِ بزمِ عشقت رازِ سوزِ عاشقاں　　گشتہ آتشبار بر رگہاے جاں مضرابہا

در حریمِ دل برائے سجدۂ ابروے تو　　بستہ ام ہر گوشہ از خونِ جگر محرابہا

پیش آں لبہاے میگوں دیدہ را از اشکِ سرخ　　سر بسر بر خارِ مژگاں بستہ شد عنابہا

اے مہِ خرگہ نشیں شبہا فغانی در خیال

صحبتے بس گرم دارد با تو در مہتابہا

زہے حیاتِ ابد از لبت حوالۂ ما　　دمے وصالِ تو عمرِ ہزار سالۂ ما

ز آبِ دیدہ برد سیل خانۂ احباب[2]　　رسولِ اشک چو پیش آورد رسالۂ ما

چو با تو زاریِ احباب در نمیگیرد　　چہ سود ازاں کہ جہاں گیرد آہ و نالۂ ما

دمے کہ بر سرِ خوانِ وصال مہمانیم　　فلک ز رشک بتلخی دہد نوالۂ ما

دوائے چہرۂ زرد از حبیب پرسیدم　　بعشوہ گفت کہ یک جرعہ از پیالۂ ما

چو گفتمش چہ گل است ایں کہ ہیچ خارش نیست　　شگفتہ و گفت کہ رخسار ہیچو لالۂ ما

دریغ و درد فغانی کہ از نعیمِ وصال　　نوالۂ جگرِ خستہ شد حوالۂ ما

ن[1] واجب گشت بار، ن[2] مردم،

شکستہ شد دل و شاد ہست جانِ خستۂ ما — کہ یار نیست جدا از دلِ شکستۂ ما
چو روزِ حشر بر آریم سر ز خوابِ اجل — بروے دوست شود باز چشمِ بستۂ ما
گذشتہ کوکبہ صبحِ وصل و منتظریم — کہ باز جلوہ کند طالعِ خجستۂ ما
نشست آتشِ دل چہرہ بر فروز اے شمع — بود کہ شعلہ کشد[1] آتشِ نشستۂ ما
رمید خوابِ خوش از چشمِ ما کجاست خیال — کہ آرمیدہ شود چشمِ خواب جستۂ ما
ہزار دستہ گل بستہ شد بخونِ جگر — نظر نکرد بگلہاے دستہ دستۂ ما

زخاک و خونِ **فغانی** ہزار لالہ دمید
ہمیں بود زرختِ باغ تازہ رستۂ ما

دیگر از بزمِ طرب غمخانۂ باید مرا — من عاشق و دیوانہ ام ویرانۂ باید مرا
از دولتِ عشق و جنوں آزادم از قیدِ خرد — اکنوں براے ہمدمی دیوانۂ باید مرا
خواہم کہ افروزم شبے شمعِ طرب در کنجِ غم — لیکن ز دیوانِ قضا پروانۂ باید مرا
شاید کہ بینم راحتے در خوابِ شیریں اے اجل — از نرگسِ عاشق کشے افسانۂ باید مرا
بے صحبتِ شیریں لبے تلخ است بر من زندگی — از جاں بتنگ آمد دلم جانانۂ باید مرا
بے آں چراغِ چشم و دل شبہا مقیمِ گلخنم — شمعے ندارم کز طرب کاشانۂ باید مرا

ہمچو **فغانی** آمدم از کعبہ در دیرِ مغاں
پیماں شکستم ساقیا پیمانۂ باید مرا

کارِ دل از پہلوے دلدار بکشاید مرا — یار باید تا گرہ از کار بکشاید مرا
گر مرا بر دار بندد یار بہرِ امتحاں — کیست کاں ساعت ز تیغ از دار بکشاید مرا
بسکہ دل تنگم اگر گویم غمِ دل با کسے — گریہ سیل از دیدۂ افگار بکشاید مرا
بستۂ زنجیرِ زلفت شد دلِ افگارِ من — زلف بکشا تا دلِ افگار بکشاید مرا

---

[1] ن زند،

از سخن گو ہیند مے خیز دسخن بکشائے لب تا زبانِ بستہ در گفتار بکشاید مرا

بند بندم شد **فغانی** بستۂ زنجیرِ شوق
خوشدلم زین بند ہا گر یار بکشاید مرا

بہر گلخن کہ بینم مبتلائے رو نہم آنجا ز داغش آتشے افروزم و پہلو نہم آنجا
چو بینم دردمندے بر سرِ رہ بیخود افتادہ بخاک افتم سرِ او بر سرِ زانو نہم آنجا
روم تا شہرِ بابل از جفائے ایں سیہ چشماں غمِ دل درمیاں با مردم جادو نہم آنجا
بہر منزل کہ بینم صحبتِ گرم تو با یاراں ہزاراں داغِ حسرت بر دلِ بدخو نہم آنجا
چو بوئے آشنائی از سگِ کویت نمے یابم بصحرا افتم و سر در پئے آہو نہم آنجا
چو در گلشن برم مست و خرامانت بگل چیدن چہ منتہا کہ بر سرو و گل خود رو نہم آنجا

نشینم چوں **فغانی** روز جولاں بر سرِ راہت
کہ ہر جائے پائے بردار د سمندت رو نہم آنجا

کہ تنگ دوخت عفا اللہ قبائے تنگ ترا کہ داد زیب دگر سرو لالہ رنگ ترا
مصورے کہ جمالِ تو دید حیراں ماند چو در خیال در آورد زیب و رنگ ترا
ز سنگِ لیلےٰ اگر کاسہ شکست چہ شد جفا کشاں ہمہ بر سر نہند سنگ ترا
ہزار بار دمے از برائے مدِ نظر بلوحِ سینہ کشم صورتِ خدنگ ترا
لطیفہ ایست نہاں در تکلمت گہِ ناز بکس نمیکند اظہار صلح و جنگ ترا
سخن یکیست برو باغباں و عشوہ مدہ کہ دل قبول ندارد گلِ دو رنگ ترا
دلم کہ ہمنفسی کرد با نوائے مطرب نوائے نالہ فزوں ساخت تارِ چنگ ترا

نہفتہ نالہ **فغانی** درونِ پردۂ دل
چو گل بغنچہ نگہداشت نام و ننگ ترا

شد باز دیدہ بر رخِ نیکوئے او مرا گلہا شگفت در چمن کوئے او مرا

اے باغباں برو کہ خدا داد در ازل — سروسہی ترا قدِ دلجوے اومرا
شادم کہ ہر دم از دمِ دیگر فزوں تر است — دیوانگی زسلسلۂ موے اومرا
رخصت نمید ہد بہ تماشاے ماہِ نو — میلِ نظارۂ خمِ ابروے اومرا
من ہم یکے زگوشہ نشینانم اے رفیق — سرگشتہ کرد نرگسِ جادوے اومرا
ازمنتِ صبا چو **فغانی** دریں چمن
آزاد ساخت نکہتِ گیسوے اومرا

دریں چمن چہ گلے باز شد بمنزلِ ما — کزاں ببادِ فنا رفت غنچۂ دلِ ما
ندید روشنیِ دیدۂ امید ہنوز — فلک نشاند بیکدم چراغِ محفلِ ما
دگر برائے چہ نخلِ امید بنشانم — چو گل نکرد نہالے کہ بود حاصلِ ما
بخوں زلالہ رخاں پنجۂ کہ بر تابم — کہ درمیانہ عیاں نیست دستِ قاتلِ ما
قیامت است ملاقاتِ یارِ غائب خویش — فغاں کہ تا بہ قیامت بماند مشکلِ ما
چناں مہے کہ مقابل بچشم روشن بود — ببیں کہ چوں فلکش برد از مقابلِ ما
بلند ساز **فغانی** سرودِ نوحہ کہ رفت
ترانہ وطربِ بیغمی زمنزلِ ما

منور ساختی اے شمع خوباں محفلِ مارا — فروغِ مطلعِ خورشید وادی منزلِ مارا
چراغِ دیدہ ودل شد زمینِ مقدمت روشن — اثر بیں طالعِ مسعود وبختِ مقبلِ مارا
بآبِ دیدہ خواہم از خدا اے سایۂ رحمت — کہ سروِ سرکشت مائل بود آب وگلِ مارا
خلاص از قیدِ ہستی مے نمود احباب را مشکل — کشاد از عقدۂ[1] زلفِ تو آمد مشکلِ مارا
دلے پر درد دارم اے طبیبِ عاشقاں بنشیں[2] — قدم چوں رنجہ کردی گوش کن دردِ دلِ مارا
خوش آں ساعت کہ عشقِ خانہ سوز از وادیِ حیرت — بعزمِ کعبۂ مقصود بندد محملِ مارا
فغانی چوں گرہ کردند خوباں کاکلِ مشکیں — بدامِ آرزو بستند مرغِ بسملِ مارا

ن [1] حلقۂ، ن [2] رحمے،

برون خرام و قدم نہ رکاب زرّیں را
نگار خانۂ چیں ساز خانۂ زیں را

ز پائبوسِ تو دست از وجودِ خود شستیم
نثارِ جوہر جان است ساقِ سیمیں را

چو طوطیم ہوس شکر است با تو کہ گفت
کہ طوق گردنِ من ساز دست رنگیں را

رہینِ دیدۂ شب زندہ دارِ خویشتنم
کہ کرد تلخ برائے تو خوابِ شیریں را

بر آستانِ تو ہستند ناظراں کہ ز چرخ
بہ تیر آہ فرود آورند پرویں را

صبا چگونہ بود پردہ دارِ حرمے
کہ راز دارندانند شمع بالیں را

ہنر فضیلتِ شخصے ست و چابکی آرے
بتاج و ہیکلۂ زرّیں چہ فخر شاہیں را

سفید ساختم از گریہ چشم و در طلبم
کہ در کنار کشم آن نہال نسریں را

فغاں کہ آرزوے پاے بوس شاہ وشے
ز دست برد **فغانی** بیدل و دیں را

وائے کہ تلخ شد[۲] دوا بر دلِ پر گزندِ ما
مرگ بود نہ زندگی دار وے سود مندِ ما

از دولت نصیبِ ما ناز و عتاب شد ہمہ
وہ کہ شراب تلخ شد از تو گلاب و قندِ ما

عاقبت مرادِ ما چو ہمہ نامرادیست
چیست بیکدو جامِ مے اینہمہ زہر خندِ ما

عشرت یکزمانِ ما محنت جاودانہ شد
بیں کہ چکار میکند طالعِ ارجمندِ ما

بر سر دار شعلہ زد آتشِ دل ہمیں بود
پیش بلند ہمتاں مرتبۂ بلندِ ما

غمزۂ ساقی ار چنیں کار کند در استخواں
عشق و جنوں بر آورد دود ز بند بندِ ما

نیست **فغانی** آنکہ دل[۳] از تو رہا کند دگر
باش کہ صید اینچنیں کم جہد از کمندِ ما

زلبس کہ داشتی اے گل ہمیشہ خارم را
نماند پیشِ کساں ہیچ اعتبارم را

بسے امید بدل داشتم چو دیدم آں
ز دست رفت نیامد ہیچ کارم را

ن[۱] ساز، ن[۲] پیر شد بلا، ن[۳] دست،

عجب اگر نروم از میاں کہ مجنوں دوش | بخواب آمد و بگرفت در کنار مرا
ہنوز سوزدم از داغ آرزوے تو دل | گہے کہ لالہ دمد از سر مزار مرا
دوائے خود زکہ جویم کہ تا تو برگشتی | شد ست دشمنِ جاں آنکہ بود یار مرا
نہ من زسنگِ جفائے تو دل شکستہ شدم | کہ در فراق چنیں ساخت روزگار مرا

بشہر و کوے **فغانی** کسم نمے یابد
کہ نیست بے مہِ خود ہیچ جا قرار مرا

عشقت مدام خونِ جگر میدہد مرا | دردے نرفتہ دردِ دگر میدہد مرا
دادی جوابِ تلخ و من از غایتِ امید | خوش میکنم دہاں کہ شکر میدہد مرا
صد رہ بجستجوئے تو کردم زخود سفر | غافل ہماں نشاں بسفر میدہد مرا
پروانہ کنی و بہر کس کہ دل دہم | چوں بینیم بداغ تو سر میدہد مرا
در دل نشاند وعدۂ شوقت نہالِ وصل | ایں نخلِ تازہ تا چہ ثمر میدہد مرا
با آفتاب ہمنفسم لیک آفت است | آبے کہ از پیالۂ زر میدہد مرا

ایں آہ سوزناکِ **فغانی** زماں زماں
از روزگارِ رفتہ خبر مے دہد مرا

نظر بغیر نباشد اسیرِ بندِ ترا | نیاز کس نکشد دل نیاز مند ترا
شکر لباں ہمہ دارند بر کلامِ تو گوش | چو لطف داد خدا لعلِ نوش خند ترا
ہے کہ از کف یوسف عناں ربود بحسن | ہزار بوسہ دہد جلوۂ سمند ترا
ترا رسد کہ لب از شیر شستہ مے نوشی | کسے بہانہ نیارد گرفت قند ترا
نگاہ بر کمر لعل و تاج زر نہ کنی | چہ احتیاج بہ زر ہمتِ بلند ترا
پری بہ ایں ہمہ افسوں گری ندارد تاب | کہ روزِ رزم بر آتش نہد سپند ترا
کنند دام رہم عاقلاں کلالہ حور | زہے جنوں کہ گذارم خمِ کمند ترا

بوعدہ صبر نکردیم و تلخ کام شدیم — بکش بناز کہ نشنیدہ ایم پند ترا

صبا بمجلس گرم تو داستانے گفت

کہ جاں گداخت **فغانی** دردمند ترا

بہر سر چشمہ کاں آرامِ جاں زد خرگہے آنجا — بعشرت بادہ و معشوق بنشیند دمے آنجا

نہ دل آگہ شود کز دیدنش چوں میشود حالم — نہ از غیرت توانم بردبارے آگہے آنجا

کہ میداند کہ چونم میکشد در خلوت آں بدخو — چو ہرگز از عزیزاں نیست با من ہمرہے آنجا

نیازے مے کنم عرض و بروں مے آیم از پیش — نخواہم تا قیامت ساختن ماتم گہے آنجا

دراں نظارہ کز ہر ذرہ آتش در جہاں افتد — ندارد عاشقِ بیچارہ یارائے رہے آنجا

کہ میداند کہ چوں آمد بروں از گلشنش عاشق — تمنائے بلندے بود و دستِ کوتہے آنجا

دگر در سایۂ دیوارِ آں گل از چہ رو افتد

فغانی چوں ندارد قیمتِ برگِ کہے آنجا

نہ ہوائے باغ سازد نہ کنار کشت مارا — تو بہر کجا کہ باشی بود آں بہشت مارا

چو تو کافرے ندیدم بفراغ رفت عمرے — کہ نبود ہیچ در دل ہوسِ کنشت مارا

ندہند رہ بکوبیت چہ کنم چرا نسوزم — ہمہ گل برند و بر سر بزنند خشت مارا

بگلِ فسردۂ ما نرسید ابرِ رحمت — چہ امیدِ خیر باشد ز چنیں سرشت مارا

ہمہ وقت بود مارا دلِ پاک[1] و جانِ آگہ — غمِ عاشقی در آمد کہ بخود نشست مارا

فلکِ دوررو چو بر ما رقمِ بدی زد آخر — بکتابِ نیکناماں ز چہ مینوشت مارا

تو بدی مبر **فغانی** بکسے گمانِ تہمت

کہ گواہِ حال باشد[2] حرکاتِ زشت مارا

چشمِ از دو جہاں دوخت تماشائے تو مارا — کرد از ہمہ بیزار تمنائے تو مارا

ن[1] شاد، ن[2] خود شد،

ما ایم و تو دیگر سخنِ غیر چہ گوئیم — پروائے کسے نیست ز پروائے تو مارا
ایں دیدہ کہ سر گرم مرا با تو چنیں ساخت — ہم سوختہ بپسند بتہِ پائے تو مارا
رفتی و سرِ پائے ترا اسیر ندیدیم — داغے بجگر ماند زہر جائے تو مارا
کشتی ہمہ را از سخنِ تلخ نہ ایں بود — امید بلب ہائے شکر خائے تو مارا
تا چند بغمزہ دا فگنی کامِ دلِ من — حسنت ندہد وعدۂ فردائے تو مارا
ہر دم چہ خراشی دلِ احباب **فغانی**
بس کن کہ سرے نیست بسودائے تو مارا

صبحت و جلوہ دادہ مستاں پیالہا را — لب از نشاط خنداں گلہا و لالہا را
در ہر کنار جوئے افتادہ ہائے ہوے — مرغاں بلند کردہ آہنگِ نالہا را
ہر مے کہ خوردہ یارے از دستِ گلعذارے — گلہا نثار کردہ از شوق ثنالہا را
دلہا کباب و مستاں باہم بہ عذر خواہی — چوں نقل و مے تکلف کردہ نوالہا را
در حلقۂ محبّاں از بہرِ بستنِ دل — مستانہ باز کردہ خوباں کلالہا را
در خونِ عندلیباں خوباں چو غنچۂ دل — نو کردہ اند ہر یک رنگیں قبالہا را
بلبل چرا نگوید ایں نکتہ ہائے رنگیں — در حسن چوں کشادہ گلبن رسالہا را
خوش وقت بادہ نوشاں کز غایتِ کرامت — نوشند و آب بخشند زریں پیالہا را
در شاہراہِ معنی در ہر غزل **فغانی**
دامے دراز کردہ مشکیں غزالہا را

آنم کہ سر نمیکشم از خنجرِ بلا — دارم بعشقِ روئے تو سر در سرِ بلا
عشقم ادیب و تختۂ تعلیم لوح صبر — تن نسخۂ ملامت و دل دفترِ بلا
ہر گز بیمنِ سایہ سنگ[1]ِ پری وشاں — خالی نشد خزانہ ام از زیورِ بلا

---

[1] سرو،

درماندہ است مہرۂ عقلم بہ نردِ عشق | از کعبتینِ چشمِ تو در ششدرِ بلا
استادہ ام بکشتن و آویختن چو شمع | از ہیچ جانبے گذرم از درِ بلا
چندیں چراغِ[۱] شعلہ کشید از مزارِ من | آرے بتن شدم علمِ لشکرِ بلا
دائم بجنگ عربدہ بر خانِ[۲] مجلسم | یعنی مدام سرخوشم از ساغرِ بلا
القصہ روزگار بصد رنگم آزمود | در بوتۂ محبّت و در مجمرِ بلا

سنگِ حصارِ عشق **فغانی** دلِ من است
دیوانہ ام درآمدہ در کشورِ بلا

در طاعت و عشرت بقرار ست دلِ ما | ہر جا کہ رود ہمرہِ یار ست دلِ ما
ما آئینۂ حسنِ تو آشفتہ نخواہیم | برخیز و اگر زانکہ غبار ست دلِ ما
روزے ہدفِ تیرِ بلائے شود ایں دل | ویرانہ مگرداں کہ حصار ست دلِ ما
در جستنِ ایں طعمہ ہمایاں بدر آیند | بربند کہ تعویذ شکار ست دلِ ما
دارد نظرِ ہمّتِ بسیار عزیزاں | ہر چند کہ در دستِ تو خوار ست دلِ ما
ہر پارۂ ایں قلبِ سیہ جوہرِ فضلست[۳] | بگذار و مسوزاں کہ بکار ست دلِ ما
بر حرفِ دلِ ما منہ انگشتِ ملامت | اے مدعی اندیش کہ خار ست دلِ ما
بادا از شرفِ صحبتِ دیدارِ تو محروم | گر در غمِ آغوش و کنار ست دلِ ما

از غلغلۂ سینۂ پرجوش **فغانی**
آسودہ ز گلبانگ ہزار ست دلِ ما

کہ برفروخت بے چہرہ آفتاب مرا | کہ سوخت باز بآتش دلِ کباب مرا
شبیکہ مست بکاشانہ ام فرود آید | فرشتہ رشک برد مجلسِ شراب مرا

ن [۱] چندیں چراغ شعلہ کشید از شرارہ ام | ایں لعل پارہ شد علم لشکرِ بلا

ن [۲] خوان، ن [۳] فرد است،

نمیشود مژه ام گرم زانکه سحر نباز | گشاد نرگس مخمور و لبست خواب مرا
شهے کہ میکند از سایہ ہمائے گریز | چہ التفات کند منزلِ خراب مرا
بروں خرام بہ پیراہنِ کتاں امشب | کہ آنچناں اثرے نیست ماہتاب مرا
سرم برید و زد آتش چنانکہ محو شدم | نخواست ہم بسگِ کوے خون ناب مرا
زمن گذشت و ز دشمنِ پیالہ خواست دریغ | کہ تشنہ بود نخورد از غرور آب مرا

شکستہ دل چو فغانی تلخکام شدم
کہ پشتِ دست زدی شکر و گلاب مرا

بسوے من نظرِ مہر[1] نیست ماہ مرا | ہنوز آن[2] و غرور است کجکلاہِ مرا
ہزار پارہ الماس از دلم[3] سر زد | اثر ہنوز نہ پیدا است برقِ آہِ مرا
کہ برفشاند قبا برمنِ جراحت ناک | کہ گرد نافہٴ چیں ریخت تکیہ گاہِ مرا
فرشتہ وار ز پیشِ جنازہ ام بگذر | باٰبِ خضر بشو[4] نامہٴ سیاہِ مرا
سحر گہ از جگر خستہ خاست طوفانے | کہ راہ خانہ غلط گشت خضر راہِ مرا
لبِ تو نامِ من از لوح زندگانی برد | بہر بہانہ قلم زد خطِ گناہِ مرا

چہ ذرہٴ تو فغانی کہ لاف مہر زنی
بروکہ پایہ بلند آمد است[5] ماہِ مرا

ہرگز نظر بکام نیالودہ ایم ما | فارغ شوائے حسود کہ آسودہ ایم ما
زخم دلِ شکستہ بالماس بستہ ایم | بر داغہائے سینہ نمک سودہ ایم ما
آبحیات در نظر و مہر بر دہاں | آئینہ در برابر و نہ نمودہ ایم ما
یکرو و یکدلیم اگر نیک و گر بدیم | قلب بسیہ بحیلہ نہ اندودہ ایم ما
کمتر ز ہیچیم و کم کمتریم ہم | بر خود ہزار پایہ نہ افزودہ ایم ما

ن [1] لطف، ن [2] چہ، ن [3] دلم، ن [4] مشو، ن [5] است بادشاہِ مرا،

خود را چنانکہ ہست بہر دم نمودہ ایم　　ہر جا کہ بودہ ایم چنیں بودہ ایم ما

دم در کشیدہ ایم **فغانی** زنیک و بد
در ہر فسانہ یاد نہ بیہودہ ایم ما

آنکہ بہ تیزیِ زباں نرم کند ادیب را　　نیست گناہ اگر کشد عاشقِ بے نصیب را
نالۂ مُرغِ بوستاں گریہ کے آرد اینقدر　　بس کہ بہانہ ساختم نغمۂ عندلیب را
آبحیات کے شود روزیِ نا کسے چو من　　من بہ ہلاکِ خود خوشم غصّہ مدہ رقیب را
عشق چو پنجہ زد بجاں تیغ رسد باستخواں　　ہست کشندہ دردِ من نیست گنہ طبیب را
کے دلِ یوسفِ حزیں یار شود بہ مصریاں　　بلکہ وفائے دیگراں پند بود غریب را
وقتِ نماز چوں بود وعدہ بطرفِ گلستاں　　دل چہ تحمل آورد زمزمۂ خطیب را

بزمِ وصال گرم شد خیز **فغانی** از میاں
دانۂ دل سپند کن جلوہ گہِ حبیب را

گر بشمشیرِ جفا پارہ[۱] کنی سینۂ ما　　ہمچناں مہر تو ورزد دلِ بے کینۂ ما
رقمِ مہر و مہ از صفحۂ افلاک رود　　نرود عشقِ جمالِ تو ز آئینۂ ما
قطرۂ بودی و دلہا ہمہ جویائے تو بود　　شب چراغے شدۂ باشِ بگنجینۂ ما
جائے آنست کہ خوں سر زند از چشمِ حسود　　بسکہ پر شد دلش از کینۂ دیرینۂ ما
در صفِ طاعت اگر تیغ کشد غمزۂ تو　　خوں بجیحوں رود از مسجدِ آدینۂ ما
یارب آں نغمہ کہ پرداخت کہ ابریشمِ عود　　آتش انداختہ در خرقۂ پشمینۂ ما

بر نیا[۲] مد نفسِ گرم **فغانی** امروز
در خمارست مگر از مئے دوشینۂ ما

نخواہد گشت خالی ساغر از مے شاد کامانرا　　چنیں بگذ[۳]ار لب تشنہ شکیب افتادہ جانانرا

ن [۱] چاک، ن [۲] نیاید، ن [۳] مگذار

زبانم لال بادہ تا نگویم کز کہ مے نالم — کہ باشم من کہ بدنامی رسانم نیکنامانرا

شدی خنداں و بیروں آمدی ابرو ترش کردہ — عجائب چاشنی ہامے چشانی تلخکامانرا

عناں کج کردہ مست از ہر طرف پیش آمدم شوخے — نمیدانم چہ انگیز است بازایں کج کلاہانرا[۱]

جمالت ہست روز افزوں وفایم برقرارِ خود — ہمہ چیزے بجائے خود نکو باشد تمامانرا

اگر ایں چاشنی در کار دارد آں لبِ میگوں — سخن[۲] خود بگذرد در بزم آں شیریں کلامانرا

فغانی از کجا و حالت مستانہ در بزمت
بآہِ گرم دارد حالتِ[۳] خیل غلامانرا

دارد نہ بوں بہ تیغِ زباں طعنہ گو مرا — بستاں بجبر اے اجل از دستِ او مرا

از بخت شور و تلخی عمرم خبر نداشت — آں کز خدا خواست بصد آرزو مرا

آید ہماں شکست ز سنگ ملامتم — دوراں اگر کند زگل و سازد سبو مرا

ضائع چناں شدم کہ گر افتم بگوشۂ — کس ننگرد ز نیک و بد از ہیچ سو مرا

دیگر حریف رشکِ[۴] جگر سوز نیستم — منشیں بغیر یا بکُش اے تند خو مرا

یارب چہ کینہ داشت فغانی بمن کہ او
شد رہنموں بدیدن آں تند خو مرا

اے بر دلم ز وعدۂ خامِ تو داغہا — شبہا در انتظارِ تو سوزد[۵] چراغہا

بس روئے آتشیں بہوایت بخاک ماند — چوں برگہائے لالہ براطراف باغہا

عیشت مدام باد کہ مستانِ بزمِ تو — دارند ز آبِ خضر لبالب ایاغہا

یارب ز جیب و دامنِ پیراہنِ کہ بود — ایں بوئے خوش کہ ساخت معطر دماغہا

از شوقِ آہوئے تو فغانی بدید رفت
چندانکہ یافتند نشانش براغہا

ن ۱ خوش خراماں را، ن ۲ سخن در بزمِ او چوں بگذرد شیریں کلاماں را، ن ۳ حالیا، ن ۴ رنج، ن ۵ سوزم،

چندم خراشی از سخنِ تلخ سینہ را — آزار تا کے این دلِ چوں آبگینہ را
انگیز خار خار دلِ ریشِ عاشق است — دادن بدست خار گلِ عنبرینہ را
صبح است و در پیالہ مئے ہمچو آفتاب — ساقی بیار باقیِ نُقلِ شبینہ را
درکش بحرفِ رفتہ[ن ۱] قلم ہر چہ رفت رفت — مالوحِ سادہ ایم چہ دانیم کینہ را

مستانہ آمدی بکنارِ محیطِ فیض
پُر کن **فغانی** از دُرِ مکنوں سفینہ را

مدامت چہرہ گلگوں از شراب لالہ گوں بادا — ترا خوبی و ما را گرمیِ حسنت فزوں بادا
زجامت جرعۂ کز لعل نوشیں چاشنی گیرد — گرفتارانِ دل را شعلۂ داغ دروں بادا
چو بکشائی لبِ میگوں زبہرِ اضطراب[ن ۲] من — زلعلت بر تبسم سحر و بر گفتن فسوں بادا
فغان و نالۂ من کز دلِ محزوں بروں آید — بگوشت خوشتر از صوت و صدائے ارغنوں بادا
دلے کز حلقۂ زلفِ تو آزادی ہوس دارد — گرفتارِ بلا و بستۂ قیدِ جنوں بادا
نمیگویم کہ از دل خار خار غیر خالی کن — ہمیگویم کہ خارت از دلِ غیرے بروں بادا

بعزم خانۂ چشمِ **فغانی** چوں قدم بنہی[ن ۳]
دلِ روشن چراغِ راہ شوقت رہنموں بادا

بسوز اے شمعِ خوباں[ن ۴] عاشقِ دیوانۂ خود را — مشرف کن بہ تشریفِ لقا پروانۂ خود را
تو شمعِ بزمِ اغیاری و من در آتشِ غیرت — ز برقِ آہ روشن میکنم کاشانۂ خود را
سرِ من در خمار است از مے لعلِ لبت اے گل — بہر خارے میفشاں جرعۂ پیمانۂ خود را
مزن سنگِ ملامت زاہدا بر ساغرِ رنداں — اگر خواہی سلامت سبحۂ صد دانۂ خود را
چناں از بادۂ بزمِ وصالت بیخبر گشتم — کہ از مستی ندانم باز راہِ خانۂ خود را
ز کنجِ عافیت نادر میانِ مردم افتادم — فراواں یاد کردم گوشۂ ویرانۂ خود را

ن ۱ فتنہ، ن ۲ امتحان، ن ۳ مانی، ن ۴ مہروز،

نیاز ست و محبّت شیوۂ رندانِ میخوارہ
غنیمت داں **فغانی** شیوۂ رندانۂ خود را

خدارا صاف کن با ما دلِ بے کینۂ خود را
مدار از خاکساراں در غبار آئینۂ خود را

دلم گنجینۂ راز ہست و بر لب مہرِ خاموشی
کہ پیشِ غیر نکشایم درِ گنجینۂ خود را

نخواہد غنچۂ بختم شگفت اے شاخِ گل بے تو
اگر صد چاک سازم چوں گریباں سینۂ خود را

امامِ شہر گر کیفیتِ بزم تو دریابد
زمینِ تاک سازد مسجدِ آدینۂ خود را

بیکدم شادمانے از بلا آسودہ نتواں شد
چو خواہم یاد کرد آخر غم دیرینۂ خود را

دلا امروز اگر خوشحالی داری غنیمت داں
مبیں ناکامیِ فردا و کام دینۂ خود را

اگر یابد **فغانی** یکسرِ موے تو از مستی
بسوزد در حضورت خرقۂ پشمینۂ خود را

آہ کامشب دیدہ ام خوابے کہ میسوزد مرا
خوردہ ام جامے مے نابے کہ میسوزد مرا

مے تپد در خونِ دل بیصبر و یادم میدہد
ہر دم از گلگشتِ مہتابے کہ میسوزد مرا

صحبتِ گرمی کہ دارد سر گرانم آنچناں
دیدہ ام زاں ترک آدابے کہ میسوزد مرا

آہ ازاں جادو کہ چوں مے آورد لب در فسوں
نکتۂ مے گوید از بابے کہ میسوزد مرا

تشنہ بودم بر لبِ آب و نخوردم جرعۂ
دارم اکنوں در جگر تابے کہ میسوزد مرا

از کجا بر خاستی امروز سروِ من کہ باز
دارد آں رخسارے چو گل آبے کہ میسوزد مرا

در نمازِ عاشقی شبہا **فغانی** تا بروز
حالتے دارد بمحرابے کہ میسوزد مرا

بر دل فزودہ خالِ تو داغِ دگر مرا
افزود از رخِ تو چراغِ دگر مرا

ہر جام مے کہ در نظرم میدہی بغیر
داغیست تازہ بر سرِ داغِ دگر مرا

آندم کہ بے رقیب روی گیرمت عناں
زیں خوبتر کجاست فراغِ دگر مرا

ن لہ چہ۔

ہر روز بہرِ دفعِ غم از خانہ ہمدمے — بیروں برد بگلشن و باغِ دگر مرا

اما بجز نویدِ وصالت عجب کہ کس — از رہ برد بہ لابہ و لاغِ دگر مرا

داغم ازاں گلست فغانیؔ دریں چمن
کے دل کشد بہ لالہ و راغِ دگر مرا

زہے سرسبزی از سروِ بلندت تاجِ شاہی را — فروغ از لمعۂ مہرِ رخت شمعِ الٰہی را

زشوقِ لالہ رویت دارم آتشے در دل — کہ تا روزِ جزا در نعش نیندازد سیاہی را

خطِ سبزت بخونِ عاشقاں محضر نوشت آخر — دلِ آشفتہ ہم میداد[1] اول ایں گواہی را

چہ شد وہ کز فغان و گریہ ہرگز نیست آرام — قرارے ہست آخر یکزمانے مرغ و ماہی را

سحرگہ چوں غمِ روزِ جدائی در دلم افتد — بہ آہِ سرد بنشانم چراغِ صبحگاہی را

رُخِ زردِ مرا اشکِ جگرگوں تازہ میدارد — سرشکِ ارغوانی گُل بود رخسارِ کاہی را

چہ عذرِ مقدمت خواہد فغانیؔ چوں شود حاضر
کہ بندد حیرتِ حسنت زبانِ عذرخواہی را

آزردہ تر ز بلبلِ باغ است دلِ ما — کبکِ قفس کنجِ فراغست دلِ ما

صد گونہ شراب از قدح دیدہ کشیدہ — فارغ ز صراحی و ایاغ است دلِ ما

آسودہ ز آبِ خضر و ساغرِ جمشید — در روغنِ خود تازہ دماغست دلِ ما

بے مُرغ کباب و مے چوں چشمِ کبوتر — افروختہ چوں دیدۂ زاغست دلِ ما

تا مغزِ قلم سوختہ در تجربۂ عشق — بر سوختگاں مرہمِ داغست دلِ ما

آتش صفتانیم کہ در خانقہ و دیر — ہر جا کہ نشستیم چراغست دلِ ما

بنا دگرہِ نافہ ز لختِ جگرِ خود — دریوزہ کنِ لالۂ راغست دلِ ما

از قہقہۂ کبک و دمِ دلکشِ قمری — در ساختہ با بانگِ کلاغست دلِ ما

گردیدہ کباب از دمِ جانسوز فغانیؔ — در میکدہ بے[2] لابہ و لاغست دلِ ما

ن[1] میدارد، ن[2] با۔

مستانہ بروں تاختۂ توسنِ کیں را | بتخانۂ چیں ساختۂ خانۂ زیں را

گر صید کناں ناوکِ مژگاں بکشائی | چشمِ تو گرفتار کند آہوئے چیں را

روزے کہ نہم رخ بنشانِ کفِ پایت | از سر بنہم سلطنتِ روئے زمیں را

میلِ خمِ ابروئے تو اے مردمِ دیدہ | سرگشتہ کند زاہدِ محراب نشیں را

سازد مہِ رخسارِ تو آئینۂ مقصود | آں دل کہ طلبگار بود نورِ یقیں را

در چنگِ غمت کم نکنم نالہ کہ آخر | سررشتہ بجائے کشد ایں صوتِ حزیں را

قومے ہمہ خورشید پرستند و **فغانی**

آں ماہِ پری چہرۂ خورشید جبیں را

روزے کہ دل زجاں شود و جاں ز تن جدا | ہر یک جدا ز عشقِ تو سوزند و من جدا

من چوں زیم کہ ہر نفس آں لعلِ آتشیں | میسوزدم بخندہ جدا از سخن جدا

گر جاں ز تن جدا شود و تن ز جاں چہ غم | یارب مباد دردِ تو از جاں[ن ۱] و تن جدا

یک جلوہ کردِ شمعِ جمالت شبِ وصال | افتادہ پرتویست بہر انجمن جدا

دامے ست جعدِ پرشکنت کز فریب و فن | دارد ہزار سلسلہ در ہر شکن جدا

گر خوں زداغِ ہجر بگرید غریب نیست | آوارۂ کہ بے تو شود از وطن جدا

در مصریاں[ن ۲] زگریۂ کنعانیاں ہنوز | یوسف جداست غرقہ بخوں پیرہن جدا

در بیستوں زصورتِ شیریں عجب نبود | ہر پارۂ کہ شد زدلِ کوہکن جدا

از گردِ خانۂ تو **فغانی** جدا نشد

بلبل کجا شود ز حریمِ چمن جدا

دلا تا کے[ن ۳] ہوائے گشتِ باغ و مے شود مارا | کمندِ زلفِ ساقی دامِ رہ تا کے شود مارا

نخنداں راہِ دل زد جلوۂ ساقیِ سیمیں تن | کہ میلِ قولِ صوفی و سماعِ نے شود مارا

ن ۱ جانِ من، ن ۲ از مصرجاں زگریۂ یعقوب سالہا، ن ۳ ہوائے روئے خوب و مے،

موذن خواند و عاشق ز تقصیر عمل سوزد وبالِ عمر تا کے نعرۂ یا حے شود مارا
لبت فال مرادی بہر ما ہرگز نخواہد زد تمامی عمر اگر در سحر و افسوں طے شود مارا
فلک ہر روز بر ما عیب دیگر مے کند پیدا بیا تا زیرِ پا ایں نقش باطل پے شود مارا
ز گلشن مے رسی مے خوردہ ایگل گر ز رو غسست ایں بچشم آں رنگ آل و عارض پر خوی شود مارا
فغانی عشق چوں آتش بمغز استخوانم زد
چہ تسکینِ دل از باغ و بہار و دے شود مارا

خیز و چراغ صبح کن ماہِ تمام خویش را ساغرِ آفتاب دہ تشنۂ جام خویش را
خال نہادہ پیش لب زلف کشیدہ گردِ رخ کردہ بلائے عقل و دیں دانہ و دام خویش را
وہ چہ نبات روشن ست آں خطِ سبز کز صفا برلبِ آب زندگی کردہ مقام خویش را
تا چو مہ دو ہفتہ ات برلب بام دیدہ ام سجدۂ شکر میکنم اخترِ تام خویش را
ایکہ مدام مے کشی مے بخیالِ لعلِ او شاد نشین و شکر گو عیش مدام خویش را
سوزم اگر دگر کسے عرض کند سلامِ من رخ بنما کہ خود کنم عرض سلام خویش را
میگذری و میکنی ناز و عتاب زیرِ لب بہرِ خدا نہاں مکن لطفِ کلامِ خویش را
سنگِ جفا چہ میزنی بر دگراںؔ زناز کی بر سرِ ما حوالہ کن رحمتِ عام خویش را
بیتو فغانیِ حزیں کردہ مزیدِ آہ دل
نالۂ صبحگاہی و گریۂ شامِ خویش را

خراش سینہ شد امروز علیشِ دینۂ ما چہ سنگ بود کہ آمد بر آبگینۂ ما
ستارہ سوختہ طالع ضعیف و بخت زبوں بقر نہانتواں یافتن قرینۂ ما
تو دور میروی از راہ ورنہ نزدیک است رہے بسوئے تو باز از شگافِ سینۂ ما
زحال خویش نگر دو چنانکہ نقش نگیں در آب و آتش اگر افگنی سفینۂ ما

ن ۓ بر سرِ دیگراں زنار،

چہ جائے جام جم اکنونکہ عشق ساقی شد — زُلالِ خضر بود جرعۂ کمینۂ ما
شکست گرمی بازارِ گنبدِ مینا — چو آفتابِ تو پیدا شد از مدینۂ ما

تو دوست باش **فغانی** و بد مگرداں دل
بہ بند خلقِ جہاں گو[1] کمر بکینۂ ما

اے زابروئے تو ہر سو فتنہ در محرابہا — فتنہ را از چشم جادوئے تو در سر خوابہا
نگسلم زاں جعدِ مشکیں گرچہ در چنگِ بلا — دارم از دستِ غمت در سینۂ جاں تابہا
مطرباں بزمِ عشقت راز سوئے عاشقاں — گشت آتش بار بر رگہائے جاں مضرابہا
در حریمِ دل برائے سجدۂ ابروئے تو — بستہ ام بر گوشۂ خونِ جگر محرابہا
پیش آں لبہائے میگوں دیدہ را از اشک سُرخ — سر بسر بر خارِ مژگاں بستہ شد عنابہا

اے شہِ خرگہ نشیں شبہا **فغانی** در خیال
صحبتے بس گرم دارد با تو در مہتابہا

درِ مستاں زدم تا حالِ ہشیاراں شود پیدا — نہفتم قدرِ خود تا قیمتِ یاراں شود پیدا
فلک شاید کہ بردارد ز روئے کارہا پردہ — کہ نقدِ زاہداں از جنسِ میخواراں شود پیدا
زسیلِ فتنہ چو در ورطہ افتد زورقِ ہستی — ازاں طوفاں سرانجامِ سبکساراں شود پیدا
ہوائے ذرہ پروردن ندارد آفتابِ من — کہ استعدادِ ہر یک زیں ہواداراں شود پیدا
اگر معشوق نکشاید گرہ از گوشۂ ابرو — ہزاراں عقدہ در کارِ گرفتاراں شود پیدا
شرابِ لعل در جامست و من در سجدہ سہوست ایں — گذارم گر عذارِ لالہ رخساراں شود پیدا

فغانی بادہ پنہاں کن[2] کہ حق از غایتِ رحمت
نمے خواہد کہ کردارِ گنہگاراں شود پیدا

مُرغ خزاں رسید را آرزوئے چمن کجا — من بخیال زندہ ام وصل کجا و من کجا

ن [1] گر، ن [2] کش خور،

کشتۂ تیغ عشق را تودۂ خار زیر سر — بالشِ پرنیاں کجا لالہ و نسترن کجا
در طربے کہ بیستوں ریگ رواں شود زرقص — وست بدست خسرواں طاقتِ کوہکن کجا
شستہ بآبِ زندگی خضر دہان نیاورد — بوسہ زدن رکابِ تو نامِ لب و دہن کجا
جائے تو گفتۂ کجا بعد تعلقِ بدن — در گل صیدگاہ تو گم شدہ بے کفن کجا
کشتہ بخنجر جفا قصۂ وصل چوں کنم — ہر کہ فتاد زیرِ پا بر دہنش سخن کجا
یار ز صوت مطرباں گرم من از خروش دل — نغمۂ بلبلاں کجا زمزمۂ زغن کجا
یوسف اگرچہ بیندش رنگ قبائے آتشیں — آہ کشد کہ سوختم مکنتِ پیرہن کجا

ہمچو فغانیم ز دل آتشِ شوق شعلہ زد
جاں بلب آمد از عطش ساغرِ پیلتن کجا

بمسجد آمدی تاباں ز رُخ نورِ سعادت را — بہشتے ساختی بر خلق محرابِ عبادت را
دمے باسرو قدے بہ ز عمرے خاصہ در طاعت — زہے بختِ بلندِ من کہ دیدم ایں سعادت را
چو از جائے نماز افراختی بہر شہیدت سر — ہماں ساعت شدم تسلیم شمع من سعادت را
نکردی پرسشم بارے سرِ تابوت روشن کن — نمازم را قدم در نہ چو دربستی عیادت را

جوانِ پارسا پیرانِ کامل قید مے سازد
فغانی جائے مشکل دادۂ دست ارادت را

دو روز شد کہ بجالم تغافلیست ترا — بشوخیِ کہ توئی خوش تحملیست ترا
نہ برقرار خودی عاشقی بگویم راست — کہ دل اسیر خم جعد کاکلیست ترا
گرفتہ رشتہ جانہا بکف گماں داری — کہ از عذار گلے شاخ سنبلیست ترا
چو ماندہ ام مترصد بسوز یا بنواز — بکار خیر عجائب تاملیست ترا
یک التفات ہزاراں ترقی افزاید — گماں مبر کہ در اینجا تنزلیست ترا
بہ نیکیٔ کہ کنی صد بدی شود پنہاں — دریں معاملہ نیکو تعلیست ترا

شراب نوش و طرب کن که از سعادت بخت | شگفت هر دم ازین بوستاں گلیست ترا

بہار حسن تو از چشم زخم دہر ایمن
که چوں **فغانی** دل سوز بلبلیست ترا

چه گرمی داد نقل و باده شخص نازنینت را | که شمع آتش افشاں ساخت نخل یاسمینت را
شرارے کز نہاد شمع رخسار تو سر بر زد | مدد شد بہر مردم سوختن چین جبینت را
ز تاب جامه خوبت قرین آتش و آبم | که در بر چوں گرفته گرم نخل آتشینت را
بعشرت گرم بودی و ندانستی که ایں گرمی | به تبخاله بدل سازد گلاب آبگینت را
رخت در جلوهٔ خوبی زباں در آفریں میزد | ہزاراں سجده در ہر شیوه نقش آفرینت را

ز دل گرمی چراغ مجلست جانہا حزیں دارد
فغانی شعلهٔ آتش بار باد آه حزینت را

خداوندا خلاصی بخش از قید بدن ما را | بیفشاں آخر از آئینهٔ جاں گرد تن ما را
در آخر سنگساری ده چو اول مبتلا کردی | گہے با داغ مجنوں گه بدرد کوہکن ما را
گریباں شگاف و دامن پیراہن پر خوں | بدست یوسفاں بسپار تا وقت کفن ما را
بود کز چہرهٔ ہستی حجاب پرده برخیزد | وگر نه کار نگشاید ز بوئے پیرہن ما را
تو در خاک مذلت افگنی در خوں کشی خوشتر | که رضواں پرورد در سایهٔ سرو و سمن ما را
دل ما از تو در آتش سر ما از تو بر گردوں | چو داغ از لاله خود روید چه در داز نستن ما را
تو دانی عالما کز پرتو نور تو روشن شد | چراغ خلوت پرہیز و شمع انجمن ما را

فغانی را دعائے شام و ورد صبحدم اینست
که از سر کم مبادا ابر لطف پیلتن ما را

به آنکه دیده تماشا کند جمال ترا | نہفته چند تواں داشتن خیال ترا
اگرچه دست و دل افشانده ام ز سود و زیاں | بعالمے ندہم یک زماں وصال ترا

ز چار جوئے بہشت آرزوئے دل شستہ | کہ جام وصل و تشنۂ زلال ترا
بنوک خامہ نقاش صورتت میرم | کہ قید اہل نظر ساخت خط و خال ترا
ہزار گونہ سخن در سوال شکر تست | زباں یکے چو اقامت کند سوال ترا
بریز خون صراحی وازو بال مپرس | بکار باش کہ پرسیدہ مہ وصال ترا

نہ ایں دو روز **فغانی** اسیر آں چشمست
غزل سراست ز بزم ازل غزال ترا

برفتی از نظر با چشم تر بگذاشتی ما را | خبر نا کردہ از خود بیخبر بگذاشتی ما را
اگر چہ از نظر دوری عفا اللہ کز خیال خود | ہزاراں شکل زیبا در نظر بگذاشتی ما را
غبار آستاں گشتیم تا از خاک برداری | فشاندی دامن و بر خاک در بگذاشتی ما را
شکستی عہد و در دل خار خار درد افزودی | کشیدی تیر و پیکاں در جگر بگذاشتی ما را
میان آب و آتش باد ہان خشک و چشم تر | کباب خونچکاں بیخواب و خور بگذاشتی ما را
نہ برفتراک بستی سر نہ بردی موکشاں ہمرہ | ہم اینجا دست حسرت زیر سر بگذاشتی ما را
نہ بردی ہمرہ و در دل شکستی خار نومیدی | بشہر و کو در اندوہ سفر بگذاشتی ما را

فغانی مے رسد از پے کمند شوق در گردن
ز تو نگذشتہ ایم آخر تو گر بگذاشتی ما را

ز دلبری ہمہ دم گوشہ دلیست ترا | عجب عطیہ رساں بخت مقبلیست ترا
بزلف سرکش و چاہ ذقن مبند نظر | کہ زیر ہر شکنے چاہ بابلیست ترا
گہے بلطف بسر وقت بیدلاں گذری | چرا کہ در دل ما نیز منزلیست ترا
دل تو میرمد از دوستاں وزیں غافل | کہ دام ہمت عاشق سلاسلیست ترا
گہے باب و گل ماسرت فرود آید | کہ ہر زماں ز ہوس آب در گلیست ترا
مکن عتاب کہ دلخواہ صورتے داری | مباش تلخ کہ شیریں شمائلیست ترا
ہزار درد سر آرد خمار مستی عشق | تو شاد کام **فغانی** کہ حاصلیست ترا

ردیف الباء

دہی حیاتِ ابد ایندم از تو نیست عجب ‖ بیک کرشمہ کشی این ہم از تو نیست عجب
ہزار بار نمک بر جراحتم زدۂ ‖ یکے اگر بنہی مرہم از تو نیست عجب
دگر ز خونِ شہیدانِ عشق طوفان خاست ‖ چنیں مزار[1] درین عالم از تو نیست عجب
مدام مستِ شرابِ غروری اے خواجہ ‖ اگر ز دست دہی جانم از تو نیست عجب
زمن کہ سوختہ ام عیش و بیغمی عجب[2] است ‖ تو شاد زی کہ دل بیغم از تو نیست عجب
چنیں کہ در خم زنار میکشی دل ما ‖ بکفر گر بشود محکم از تو نیست عجب

بر آر نالہ **فغانی** و خوں ببار از چشم
تو خانہ سوختۂ ماتم از تو نیست عجب

من از سوزِ جگر دارم دل و جاں در خطر امشب ‖ بخواہم سوخت زیں آتش کہ دارم در جگر امشب
برآ از قیدِ تن اے جاں اگر آسودگی خواہی ‖ تو ہم ایں جامۂ ناموس را در بر[3] بدر امشب
سزد گر بر چراغِ ہستیِ خود دامن افشانم ‖ کہ شمعِ طلعتِ آں ماہ دارم در نظر امشب
سرِ جاں باختن دارم بپایش ہمچو پروانہ ‖ ز مجلس اے رقیب آں شمع را بیروں مبر امشب

نمے آید بروں اینک **فغانی** از سرِ کویش
ہماناکز جہانِ دیگرش شد آں خبر امشب

دل از نظارۂ آں گلعذارم گلشنست امشب ‖ چراغ از روغنِ بادام چشمم روشن ست امشب
سپندم خوشۂ پروین و شمع مہر ہمزانو ‖ مہ نو پاسبان و زہرہ ام چون[4] یکزن ست امشب
وصالم ہست لیکن زہرۂ بوس و کنارم نیست ‖ گلم در خوابگاہ و خار در پیراہن ست امشب
گذشت از کاو کاو غمزہ سیلِ خونم از دامن ‖ بچشم آنچہ[5] مژگاں بود گوئی سوزن ست امشب

ن [1] ہزار، ن [2] خرمی مطلب، ن [3] برتن بدر، ن [4] چابکزنی، ن [5] آنکہ،

گل افشانی چشم بیں کہ بعد[ن۱] از گریۂ[ن۲] شادی — برم از ارغوان و لالہ خرمن خرمن ست امشب

چناں مشغولِ حسنِ یوسفِ خویشم کہ ہر مژگاں — اگرچہ سوزنِ عیسیٰ ست خارِ دامن ست امشب

دلِ صد پارہ ام کز برقِ دیدار است در آتش — نہ ہشتِ پارۂ الماس کوہِ آہن ست امشب

سپندا آتشِ خویشم مبادا بنگرد چشمے[ن۳] — ز بختِ نیم بیدار آنچہ در دستِ من ست امشب

فغانی قصہ کوتہ ساز تا روشن نگردانی

کہ با دیوانہ مہتابے مقیمِ گلخن ست امشب

دگرم ز روئے ساقی چہ گلے شگفت امشب — دلِ بیقرار در خوں بچہ روز خفت امشب

بہ تبسمِ نہانی کہ زدی بگریۂ من — مژۂ[ن۴] خیال بازم چہ گہر کہ سفت امشب

ز میانِ ہمنشیناں چہ روی بکینہ جوئی — چو نہیچ باب عاشق سخنے نگفت امشب

بترانۂ جدائی ہمہ را بخوں کشیدی — دلِ بیخبر چہ داند کہ چہ مے شنفت امشب

بنمائے چہرہ اے گل کہ جہاں گرفت بویت — نہ چناں ست عشق و مستی کہ تواں نہفت امشب

نکند نظر **فغانی** کہ گلے و گلشنے ہست

ز ہوائے خاک پایت کہ بدیدہ رفت امشب

در ہجرِ گل رخے خود دارم ملالِ یعقوب — حالِ من ست امروز در عشق و حالِ یعقوب

در فرقتِ عزیزاں دل سوز دو گداز د — گہ ز انتظارِ یوسف گاہ از خیالِ یعقوب

ایں خواب را چو خوانم تقدیر با ارادت — وصل آفتِ زلیخا ہجراں و بالِ یعقوب

صبرِ جمیل باید کز آبِ چاہِ کنعاں — بر چاہ سر بر آرد نازک نہالِ یعقوب

ہر چند پیری افزوں درد محبت افزوں — مہر جواں نیستند در ماہ و سالِ یعقوب

در نیل صد ہزاراں کشتے سرنگوں شد — طوفاں ہنوز باقی از اشک آلِ یعقوب

در مصر حسنِ یوسف آسودہ نیست یکدم — او ہم ملال دارد دور از جمالِ یعقوب

ن۱ باز، ن۲ غمزۂ ساقی، ن۳ شوخ، ن۴ مژۂ،

روزے کہ بر **فغانی** شدنامزد غمِ عشق
حرفِ فراق فرزند آمد بفالِ یعقوب

ترکِ مرامناظرہ خوب و فسانہ خوب
دشنام ومبدم خوش ونازدبہانہ خوب

جانسوز برقِ خنجرِ دلدوز زخم تیر
نقشِ کمند چوں الفِ تازیانہ خوب

طبع لطیف ہرچہ کند عینِ حکمتست
خوابِ صبوح نوش وشرابِ شبانہ خوب

دلخواہ بود ہرچہ بدل خواست لطفِ دوست
افسون وعشوہ بے بدل ودام دانہ خوب

این خوبیِ دگر کہ ستمگارۂ مرا'
خلق زمانہ بد نگرند وزمانہ خوب

آہ از چراغ حسن کہ ہرجاکہ برفروخت
بودش شرارہ خانہ فروزد زبانہ خوب

بستم زباں زنالہ کہ بدرید عاقبت
مجنوں کہ مے سپرد بعشق این ترانہ خوب

سحرت حلال باد **فغانی** کہ از ہنر
کردی بطرزِ نو غزلِ عاشقانہ خوب

ردیف التاء

پیشِ تو نازِ سروِ سہی جز نیاز چیست
جائیکہ قامتِ تو بود سروِ ناز چیست

بہرِ چہ دامن از منِ دیوانہ مے کشی
یارب چہ کردہ ام سببِ احتراز چیست

در سجدہ گر نہ روئے تو وارد اسیرِ عشق
تاباں زروئیش اینہمہ نورِ نماز چیست

بادل مدام حلقہ زلفِ تو بستہ ام
دانستہ ام کہ حاصلِ عمرِ دراز چیست

گر صورتِ جمیل ندارد حقیقتے
چندیں فسانہ در پے عشق مجاز چیست

ناز ونیازِ عاشق ومعشوق چوں یکیست
در حیرتم کہ قاعدۂ امتیاز چیست

تا چند برق آہ **فغانی** واشکِ گرم
کام دلت ازیں ہمہ سوز وگداز چیست

یار را چوں ہوسِ صحبتِ درویشانست
گر قدم رنجہ کند دولتِ درویشانست

جگر پارہ و داغ دلِ خونناب چکاں
لالۂ عیش و گل عشرتِ درویشانست

پائے بر چشمِ فقیراں نہ و اندیشہ بکن
کایں عنایت سبب حرمتِ درویشانست

میرسد نعمتِ وصلِ تو باقبالِ خیال
ہم خیالت کہ ولی نعمتِ درویشانست

رخ مہتاب از منِ درویش کہ سلطانیِ حسن
از صفائے نظرِ ہمّتِ درویشانست

غیر ازیں قوم کہ آئینۂ احوال ہمند
کیست کو را خبر از حالتِ درویشانست

گرچہ صد نامہ سیہ کرد فغانیؔ زگناہ
نظرش بر کرم و رحمتِ درویشانست

بہار لالہ ما بے مے و پیالہ گذشت
پیالۂ نکشیدیم و دورِ لالہ گذشت

نیافت در گرہ غنچۂ دلم سببے
صبا کہ در چمنِ او بصد رسالہ گذشت

غریقِ بحرِ اُمیدم کہ در سفینۂ نوح
بیک لطیفہ بلائے ہزار سالہ گذشت

شرابِ عشق تو مارا حوالہ از لب است
بیار بادہ کہ نتواں ازیں حوالہ گذشت

چو عندلیب غزلخواں در آرزوئے گلے
تمام عمرِ فغانیؔ بہ آہ و نالہ گذشت

گل گل رخت ز دیدۂ نمناکِ من شگفت
گلزارِ حسنت از نظرِ پاکِ من شگفت

خوں میچکد ز داغِ دلِ لالہ در چمن
گویا ہمیں دم از جگرِ چاکِ من شگفت

بر روزگار کشتۂ عشقِ تو خوں گریست
ہر لالہ کہ صبحدم از خاکِ من شگفت

ہر گل کہ نخلبندِ[۱] جمالِ تو نقش بست[۲]
در[۳] جوئبار دیدۂ نمناکِ من شگفت

رویش کہ نو گلیست فغانیؔ زباغِ[۴] حسن
بہر جلائے دیدۂ ادراکِ من شگفت

ن[۱] در، ن[۲] نقشبند، ن[۳] از، ن[۴] بباغ،

گلِ خود روئے مرا بوئی بنی آدم نیست — آنچه من مے طلبم در چمنِ عالم نیست

علیم اینیست که دستم ززر و سیم تهیست — ورنه از تحفهٔ دردم سرِ موئے کم نیست

غرض از مهلتِ ده روزه ام اثبات وفاست — ورنه گر باشم وگر نیز نباشم غم نیست

برخراشش[1] دلِ آزردهٔ من ساغرِ عیش — آبگینه ست اگر دست دهد مرہم نیست

چوں کشاید ز سرِ رشتهٔ امید گره — هر که در سلسلهٔ مهر و وفا محکم نیست

هر دم از هجر بصد محنت و حسرت گذرد — وقتِ آسوده دلی خوش که دریں عالم نیست

اول و آخرِ عشاق درست است بعشق — نامِ ایں زنده دلاں تازه همیں یکدم نیست

گرچه صد بار حسود از سخنم پند گرفت — همچناں گرد هنش باز کنی ملزم نیست

از خرد نیست **فغانی** طمع خاطر شاد
در چنیں منزلِ ویراں که دلے خرم نیست

باز آں رخِ شگفته عرقناک بهرِ چیست — واں زلفِ تاب داده به پیچاک بهرِ چیست

مگذار زنده هر که نخواهی ترا چه غم — چشمِ سیه و غمزهٔ بیباک بهرِ چیست

هر دم[2] ز رشکِ غیر زیانم چه میدهی — زهرم چو کارگر شده تریاک بهرِ چیست

رخ بر فروز تا همه جانها شود سپند — چوں گل شگفت منتِ خاشاک بهرِ چیست

داری هنوز دوش و کنارِ فرشته جاے — همدوشیت بمردمِ ناپاک بهرِ چیست

گشتم خراب و هیچ ندانم که سال و ماه — خاصیتِ عناصر و افلاک بهرِ چیست

خود رانجش که نیست **فغانی** مرادِ دل
بنگر که چند همچو تو در خاک بهرِ چیست

هرگز به ازیں پسر نبوده است — نازکتر ازیں بشر نبوده است

از عمر چه کام دیده باشد — دستے که براں کمر نبوده است

ن[1] بخراش، ن[2] مردم،

جز خالِ لبت کہ چشم بد دور — یک مور بر آں شکر نبودہ است
بس وحشت و شرم از دست پیدا — کز خانہ رہش بدر نبودہ است
از دیدنِ عاشقاں چہ رنجد — گر خود سخنِ دگر نبودہ است
دانست غمم بیک اشارت — معشوق باین نظر نبودہ است
چوں ماند معلمش ہمانا — کز حسن دلش خبر نبودہ است

در عشقِ شکر لباں **فغانی**
کس از تو خراب تر نبودہ است

خرامِ سروِ تو جانا حیاتِ دمبدم است — نہالِ قدِ ترا آبِ خضر در قدم است
خوشم بنقش جمالت کہ در صحیفۂ حسن — مراد از قلمِ آفرینش ایں رقم است
بما ہر روے تو ایں آرزو کہ من دارم — ہزار سال اگر بینمت ہنوز کم است
بناز در نگذر از دعائے اہلِ نیاز — کہ جلوۂ گل و سرو از نسیمِ صبحدم است
بزخمِ تیرِ جفا از حریمِ حرمتِ تو
بروں نرفت **فغانی** کہ صیدِ ایں حرم است

آنی کہ بستہ اند بدلہا دہانِ تست — نقدیکہ آں بدست نیاید میانِ تست
چندانکہ روز میگذرد میشود زیاد — ایں[1] تازگیِ لطف کہ در گلستانِ تست
روغن کشد ز دانۂ دلہا ہزار بار — ایں خالِ نیلگوں کہ بکنجِ دہانِ تست
بختِ بلند سایہ بہر کس نیفگند — ایں فیضِ عام خاصۂ نخلِ جوانِ تست
ما محرمانِ رازِ تو اے ترک نیستیم — ورنہ ہزار گونہ سخن در زبانِ تست
پر کرد روزگار بالماس پارہ ہا — آں رخنہ ہا کہ در جگرم از سنانِ تست
یک ذرۂ تو بیحرکت نیست یکزماں — وہ زیں ہوا کہ در سرِ سروِ روانِ تست

ن[1] ایں نازکی و لطف کہ در گلستانِ تست،

هم رنگِ خوں غبارِ **فغانی** رود بباد
زانرو که در هوائے گل وارغوانِ تست

طبیبم دید و درمانم ندانست — دوائے دردِ پنهانم ندانست
بوصلم مژده داد اختر شناسے — ولیکن آفتِ جانم ندانست
چه آتش بود رو آورده در من — که داماں از گریبانم ندانست
که میگوید که حاسد چوں ترا دید — براں لب جائے دندانم ندانست
که میگوید چو عاشق دید مستم — بمرد و چاک دامانم ندانست
چه زاں بوئے خوشی کامشب صبا داشت — چو راهِ بیتِ احزانم ندانست

فغانی مست بود آں شوخ کامشب
سخنهائے پریشانم ندانست

مستم اگر باده نیست لعلِ لبِ یار هست — گو مے تلخم مباش شربتِ دیدار هست
ساقیِ ما بے طلب گر ندهد جرعهٔ — تشنه لباں را کجا قوتِ گفتار هست
صبحِ وصالم دمید گلبنِ عیشم شگفت — رخصتِ چندیں نبود بر دلم ایں خار هست
گر نهد باغباں رخصتِ گشتِ چمن — من که بخواری خوشم سایهٔ دیوار هست
مردِ نظر باز را تلخ مگو اے حکیم — نیش زناں تا یکے غمزهٔ خونخوار هست
خواستم از دل نشاں داد به ترمم جواب — رخنهٔ پیکاں هنوز در دلِ افگار هست
آنکه بخلوت درون نکته فروشی کند — گو بدر آ کیں سخن بر سرِ بازار هست
آنچه مرادِ منست خارج رنگست و بو — ورنه گلِ سرخ و زرد در همه گلزار هست

در قدمِ شمع خویش باش **فغانی** سپند
زانکه چراغِ ترا آفتِ بسیار هست

گشود چاک گریباں یاسمیں امشب — نمود ساعد و گفتا در آستیں اینست

من از حلاوتِ خطش کتابتے گفتم | لبش بخنده درآمد که انگبیں اینست
نگاه بر شکرش کردم از سرِ حسرت | بغمزه کرد اشارت که در کمیں اینست
سخن زصورتِ چیں میگذشت در مجلس | کشیده زلف زعارض که نقشِ چیں اینست
نشانِ حالِ خراباتِ مستم از رندے | نهاده کاسۂ دُردی که بر زمیں اینست
اگر محبتِ اسلام داری اے زاہد | درآ بکوچۂ رنداں که راہِ دیں اینست

رحیم ساخت **فغانی** دلِ چو سنگِ بتاں
سرایت نفس و آہِ آتشیں اینست

آں را که قدم در رہِ صاحب نظر انست | از ہر چه کند قطع نظر خیر در انست
غافل مشو از حالِ خود اے رندِ خرابات | یعنی نگراں باش که بد بیں نگر انست
صد نقش درست آید و کس را خبرے نیست | چوں رفت خطائے ہمه را چشم بر انست
از طعنۂ بدخواه نرنجیم و لیکن | بر دل سخنِ سنگدلاں سخت گرانست
گر زانکه کسے نقدِ دلِ ما نشناسد | ما را چه گنه بحث بنا قص بصر انست
غم خوردن و ناب سخن سخت شنیدن | زہریست که در کاسۂ خونیں جگر انست
بد گفتنِ من شد ہنرِ حاسد و منکر | صد شکر که عیبم ہنرِ بے ہنر انست
با کوه بلا دست کند تنگ حمائل | آنرا که نظر در پئے جوزۂ نظر انست

رنگ سخن از خونِ جگر داد **فغانی**
ایں طورِ عبادت نه طریقِ دگر انست

سروِ من زلفِ پریشاں بر رخ گلگوں شکست | بر گل سیراب جعدِ سنبلِ مفتوں شکست
خنده بر افسانۂ شیریں لباں زد در سخن | لعلِ میگونت که قدرِ لولوے مکنوں شکست
بندۂ آں سروِ آزادم که در گشت چمن | حسن شاخ گل نیاز و شیوۂ موزوں شکست
فاش گفته از جفائے رو شکایت چوں کنم | نخل عمرِ من ز بار محنتِ گردوں شکست

گر نہ از مردم مجنوں بود لیلیٰ را نظر | درمیاں بہر چہ آخر کاسۂ مجنوں شکست
چشم میدارم کہ آخر غنچہ وردی شود | ہر سر خارے کزاں گل در دل پر خوں شکست
ساغرِ عیشم کہ محکم بود در جنگِ قضا | حیرتے دارم کہ از سنگِ ملامت چوں شکست

از دمِ گرمِ **فغانی** دوش در بزمِ طرب
مست شد مطرب چناں کز بیخودی قانوں شکست

از سرمہ نرگست ہمہ رنگِ حیا گرفت | وز آب گل کلالہ شمیمِ وفا گرفت
در خوابِ عشق آمدی و پائے نازکت | چنداں بدیدہ سود کہ رنگِ حنا گرفت
بس نخلِ آرزو کہ زدم بر زمینِ دل | تا در دلم نہالِ وفائے تو جا گرفت
اول کہ باز شد درِ گنجینۂ دلم | آمد ہمائے عشق و برائے تو جا گرفت
کے بر کبوترِ دلِ ما سرور آورد | بازت کہ صید کرد ہما و ہوا گرفت
گردم ز آستانِ تو بردند عاشقاں | ایں خاکِ ما کہ مرتبۂ توتیا گرفت
شبہا **فغانی** از ہوسِ عطر دامنت | با آہِ آتشیں رہِ بادِ صبا گرفت
بیمارِ ترا دیدۂ نمناک ہمانست | پرہیز مکن کیں نظرِ پاک ہمانست
از گریہ سوادِ نظرم شستہ شد اما | نقشِ تو در آئینۂ ادراک ہمانست
صد بحر فرو رفت و لبے تر نشد اما | شد زیرِ زمیں پر گہر و خاک ہمانست
شد سلسلۂ گردنِ شیراں رگِ جانم | پیوند بداں حلقۂ فتراک ہمانست
ہر چند کہ خوباں نظرِ مہر نمایند | با اہلِ نظر کینۂ افلاک ہمانست

با آنکہ جگر سوز بود آہِ **فغانی**
در منزلِ خوابش خس و خاشاک ہمانست

خونیں جگراں راچہ غم از ناز و نعیم است | عاشق کہ بود جرعہ کش دوست ندیم است

ن لہ صبا، ن ۲ زیرشے، ن ۳ جہاں،

قانون طرب ساز گدا نیست وگرنہ | بس نغمۂ دلسوز کہ در پردہ شیم است
بس نقش کہ از پردہ بروں آمد وبس رفت | دل شیفتۂ اوست کہ در پردہ مقیم است
بلبل کہ چو گل دید ہماں لحظہ فرو مرد | آشفتگی صاحب لبستاں زنسیم است
خوبے کہ نہد گوش بگفتارِ بد آموز | در سلکِ وفا نیست اگر دُرِ یتیم است
در قاعدۂ بلہوساں فائدۂ نیست | اکسیرِ سعادت سخنِ تلخِ حکیم است
حسنِ عملِ ما نبود قابلِ احساں | امیدِ عنایت ہمہ بر خلق کریم است
شاہینِ تو در خونِ دلم پنجہ فرو برد | ایں شیفتہ بنگر کہ بدستِ چہ غنیم است

ہر چند بلا بیش قوی تر دلِ درویش
اوراست فغانی الم و ضعف کہ بیم است

اینہمہ شکلِ خوش و دلکش کہ در گلزار ہست | خار در چشم اگر زانہا یکے چو یار ہست
میروم صد بار در گلزار و مے آیم بروں | وز پریشانی نمیدانم کہ گل پُر بار ہست
از تماشائے گلِ دو روزہ بلبل راچہ سود | گر شمارم داغ حرمانش صداں مقدار ہست
طاقِ کسریٰ گل شدہ تاج مرصع خاک خورد | نام عاشق ہمچناں بر ہر در و دیوار ہست
شیوۂ درویشی و رندی بزر نتواں خرید | ایں متاع نیست اے منعم کہ در بازار ہست
حق شناسی گر بہ ترکِ ہستیِ خود گفتنست | مرد ایں معنی بسے در خانہ خمار ہست
از فریبِ نقش نتواں جامۂ نقاش دید | ورنہ در ایں سقفِ زرنگاری یکے در کار ہست
صحبتِ احباب را چندانکہ می بندم خیال | نیست چیزے درمیان وزحمتِ بسیار ہست

سجہ را بگسل فغانی گر پشیماں گشتۂ
کانچہ در تسبیح زاہد نیست در زنار ہست

مارا نہ میلِ باغ و نہ پروائے بلبل ہست | فریاد ما ز جلوۂ آں روئے چوں گل است
گویا ندارد از قد و زلفِ تو آگہی | مرغ چمن کہ شیفتۂ سرو و سنبل است

مائیم و ذکرِ حلقۂ زنجیرِ زلفِ دوست
عشاق را چہ کار بدورِ تسلسل است

گردستِ فتنہ سلسلۂ ہستیم گسست
سر رشتۂ حیاتِ من آں جعدِ کاکل است

روئے تو کرد عرضِ تجمل زخط و خال
فرخندہ آں جمال کہ اینش تجمل است

ہر جلوۂ تو موجب صد گونہ حیرت ست
در ہر کرشمۂ تو ہزاراں مسائل است

روئے تو دید و باخت فغانیؔ متاعِ صبر
منعش نمیکنم چہ کنم بے تحمل است

در کنجِ محنت این دلِ دیوانہ خوشتر است
دیوانہ را مقام بویرانہ خوشتر است

اے پند گو خموش کہ در گوشِ جانِ من
یک نالۂ حزیں ز صد افسانہ خوشتر است

شرم و ادب کہ شیوۂ شوخی و دلبریست
وز نرگسِ تو شیوۂ مستانہ خوشتر است

سوزیست خاص شام و سحر را بہم زدل[1]
ایں سوختن ز جانبِ پروانہ خوشتر است

تا کے درونِ پردہ کشیدن شرابِ عشق
ایں گیر و دار بر درِ میخانہ خوشتر است

دیوانہ شد فغانیؔ و رست از کمندِ عقل
آزادگی بہر دم دیوانہ خوشتر است

تا کے بہانہ ات بدلِ بت پرستِ ماست
ملزم شویم اگر نظرت در شکستِ ماست

ہر چند ما گدائی تو و مدعی غنی
چوں بنگری ہنوز نگاہش بدستِ ماست

چوں ماہی است دل بسترِ تابہ چوں کند
عمریست ایں زماں کہ گرفتارِ شستِ ماست

گردوں کہ صبح و شام مے از جام زر دہد
محتاجِ جرعۂ ز شرابِ الستِ ماست

آبِ حیات خواہ کہ ایں جا نزاع نیست
در ہستِ ہستیِ ز تمنائے پستِ ماست

ساقی مدام بادہ باندازہ میدہد
ایں بیخودی گناہِ دلِ زود مستِ ماست

در خاکدانِ دہر فغانیؔ مکن قرار
زیں جا فرار جو کہ نہ جائے نشستِ ماست

[1] ن: سلہ و سلے،

آنکہ از لوحِ جفا نوکِ قلم باز گرفت
از دعا گوئے چرا لطف و کرم باز گرفت
مژدۂ مہر و وفا میدہدم یار مدام
خود ندیدم کہ دمے جور و ستم باز گرفت
حالِ آں خستہ چہ باشد کہ طبیبش بعلاج
خواست صدرہ کہ رود پیش و قدم باز گرفت
در بیابانِ مکافات یکے دہ نہ درود
ہر کہ یکدانہ ز مرغانِ حرم باز گرفت
قلمِ شوق **فغانی** ورقت کرد سیاہ
چند روز یکہ ازیں صفحہ رقم باز گرفت

قدِ نونہالیست کہ آتش ثمرِ اوست
دیوانہ آں بادیہ ام کایں شجرِ اوست
زاں روز کہ از دستِ صنم توبہ شکستم
سوگندِ درستم ہمہ بر جان و سرِ اوست
زلفت گرہے بست بہر قطرۂ خونم
فریاد ازاں دانہ کہ ایں خوشہ برِ اوست
ہم قوتِ دل بخشد و ہم روشنیِ چشم
آں گوہرِ سیراب کہ زیبِ کمرِ اوست
فی الجملہ دراں قطرہ کہ یک ذرہ وجودست
میلش بہوا داری و جذبِ شکرِ اوست
امروز دگر گریہ گرہ گشت[1] **فغانی**
بسیار ازیں آبلہا در جگرِ اوست

باران و موج و آب و مے و روزِ عشرتست
از ہر طرف کہ مینگرم دامِ صحبت است
عمرے چنیں شریف و ہوائے چنیں لطیف
بیدار شو نہ وقت شکر خوابِ غفلت است
بوئی بہار مژدۂ فردوس میدہد
ویں خوبیِ ہوا اثرِ لطف و رحمت است
خواہی نظر بہ لالہ فگن خواہ گل نگر
اکنوں کہ درمیاں سخن از رنگِ وحدت است
آمد برائے عشرت ایں فصل در جہاں
آدم کہ سایہ پرور بستانِ جنت است
ایں یکنفس کہ بوئے گلے میتواں شنید
بیروں مرو ز باغ کہ فرصت غنیمت است
دہر آنچناں کہ قاعدۂ اوست میرود
آنجا چہ احتیاج بقانونِ حکمت است
شاید کہ پرتوِ فگند بر شکستہ
آں را کہ در سراچۂ دل نورِ دولت است

[1] ن لہ ہمیکرد

اکنوں کہ سبز گشت **فغانی** کنارِ دشت
گر باغباں درت نکشاید چہ منت است

بیمارِ عشق را سر و برگِ علاج نیست — گفتم چنانکہ ہست حکایت مزاج نیست
ایں دل کہ در عیارِ وفا نقدِ خالص است — بر سنگِ امتحاں زدنش احتیاج نیست
در ذاتِ خویش ہستی پروانہ ہم خوش است — ہست آں قدر کہ در برِ شمعش رواج نیست
گو بند ترکِ تاج کن و دردِ سر بخش — جائیکہ ترکِ سر نبود ترکِ تاج نیست
تا ہست از بقا اثرے دخلِ عشق نیست — تن در دہ و منال کہ دہ بے خراج نیست

ایں قیدِ ہستیِ تو **فغانی** بلائے تست
بشکن قفس کہ بر سرِ آزادہ باج نیست

شب دیدہ ام مشاہدۂ آں جمال داشت — ہر چند گریہ کرد و لیکن وصال داشت
از نازکی نداشت تنش طاقتِ نظر — حیرانِ آں گلم کہ چہ نازک نہال داشت
بندِ زبانِ ما گرہِ ابروئے تو شد — ورنہ چہ مے شدی دل ما صد خیال داشت
رخ برفروز بر ہمہ کس تا ابد بتاب — کایں حسن بر کمال نخواہد زوال داشت
شد از سعادتِ تو بد افساں کہ خواستم[1] — سیارۂ مراد کہ چندیں وبال داشت
ایں حیرتم کشد کہ چہ گل چید روزِ وصل — آنکز حیاے روئے تو صد انفعال داشت

گریاں **فغانی** از تو ہمیں نو بہار نیست
کایں کہنہ ماتمے ست کہ ہر ماہ و سال داشت

بادۂ صافم خلاص از آبِ حیواں کردہ است — فتوئِ پیرِ مغاں کارِ من آساں کردہ است
بارہا دل باز مے آرم ز بزمِ مے فروش — تا نگہ کردم دگر خود را پریشاں کردہ است
اے کہ میگوئی چرا جامے بجانے میخری — ایں سخن با ساقیِ ما گو کہ ارزاں کردہ است
اے کہ بیخود سر نہی پیشِ صراحی ہوشدار — کاں بتِ چینی فراواں خانہ ویراں کردہ است

[1] ن ل خواستم،

چوں بیک ساغر نشاند آتشِ دل اے کلیم — بے سر انجامے کہ در خمخانہ طوفاں کردہ است
قائلم بر وعدۂ فردا کہ در تعبیر آں — ہست تاثیرے کہ کافر را مسلماں کردہ است
مستیِ عشقِ **فغانی** ہمچو بوئے مشک دمے
نیست پنہاں شمہ ہرچند پنہاں کردہ است

مجنونِ راہِ عشقم و دل ہادیِ من است — منشورِ عاشقی خطِ آزادیِ من است
مجنوں کجاست تا گلۂ دل کنم کہ او — ہمدردِ کہنۂ عدم آبادیِ من است
عشقم کند زجائے اگر بیستوں شوم — ویراں دلے کہ در پئے آبادیِ من است
من خود چنیں خرابم و دشمن گماں برد — کایں بیخودی ز غایتِ استادیِ من است
در رنج و راحتم دل از اندیشہ دور نیست — بیچارہ مبتلائے غم و شادیِ من است
آہت بلند باد **فغانی** کہ ایں چراغ
در منزلِ ستارہ و شاں ہادیِ من است

دوش جاں زندگی از چشمۂ حیوانِ تو داشت — دیدہ آب دگر از چاہِ زنخدانِ تو داشت
دل بسے چاشنی از چشمۂ نوشینِ تو یافت — دیدہ چندیں نمک از پستۂ خندانِ تو داشت
از گلِ عیش فراہم نشود غنچۂ دل — دیں کشادیست کہ از چاکِ گریبانِ تو داشت
روزگارے دلِ دیوانہ بر آشفت کہ دوش — کارہا سلسلۂ زلفِ پریشانِ تو داشت
عشق میخواست کہ رسوا کند ایں خرقۂ تر — دست بر من زدہ بر آتشِ سوزانِ تو داشت
ملکِ دل خرم و آراستہ بے شرکتِ غیر — شد بفرمانِ خیالِ تو کہ فرمانِ تو داشت
بلبلِ صبح **فغانی** غزلے خواند غریب
گریہ آورد۔ مگر نسخۂ دیوانِ تو داشت

گواہِ حالِ مستی شد بمکتب چشم بر خوابت — فروغِ مجلسی میگشت نورِ طاقِ محرابت
چناں مستم کہ شمع از شخص شخص از سایہ نشناسم — اگر ناگہ دوچار افتم شبے در گشتِ مہتابت
ن لہ غم

مدامت وقت خوش باد از حدیث و نقل هر مجلس — که روز از روز خوشتر میشود با دامِ عنابت
شراب اندر سر و معشوق در بر خواب در دیده — خیال هست اینکه میگویم که آید یادِ احبابت

فغانی عشق صیدِ فربه و لاغر نمیداند
به تیغِ تیز گردن نه که خونریز ست قصابت

غریبِ کوئے تو بے نالۂ حزین ننشست — نداشت صحبت و با ہیچ ہمنشیں ننشست
نہ مُرغ بر سرِ من مور نیز خانہ گرفت — کسے براہِ بتِ خویش بہ ازیں ننشست
ز خاکِ کشتۂ زہرِ فراق سبزہ دمید — ہنوز یکسرِ مویت بر انگبیں ننشست
چہ غم ز دامن آلودۂ کہ نیست مرا — کہ گرد غیر بدامان و آستیں ننشست
خرابِ آں دو لبِ لعلِ یار خویشتنم — کہ ہرگز او ز حیا با بتانِ چیں ننشست
گلِ مراد ز روئے تو شمع مجلس چید — کہ تا نخواست از و شعلہ بر زمیں ننشست
حسود بر دل تنگم ہزار داغ نہاد — کہ یکدمش عرق از شرم بر جبیں ننشست
خوش آں حریف کہ ہرچند درد و دُرد کشید — گرہ بگوشۂ ابرو نزد غمیں ننشست
بدامنِ تو چہ زیباست قطرہ ہائے شراب — ببرگِ لالہ و گل شبنم ایں چنیں ننشست

برائے صبحِ وصالت **فغانی** مہجور
شبے نرفت کہ تا روز در کمیں ننشست

شبانہ مے زدۂ ماہِ من چنیں پیداست — نشان بادہ اَنَت[1] از لعلِ آتشیں پیداست
ہماں بکینۂ ما تیر در کماں داری — در ابروِیت ابسیاست ہنوز چیں پیداست
بطرف باغ گذر کردۂ بگل چیدن — ز چاک پیرہن برگ یاسمیں پیداست
بدین و دل چہ تفاخر کدام دین و چہ دل — مرا کہ در غمِ عشقت نہ دل نہ دیں پیداست
بگو کہ بر دلِ گرم کہ دست داشتۂ — کہ داغ تازہ ات از چاکِ آستیں پیداست
بہ نکتہائے غریبم اسیر خواہی کرد — چنیں ازاں دو لبِ سحر آفریں پیداست

ن[1] ازاں،

چہ تازہ است فغانی جراحتت کہ ہنوز نشانِ خونِ تو در ہر گلِ زمیں پیداست

لبت بہ نکتۂ شیریں کشد فغانی را
ہلاکِ مورِ گرفتارِ انگبیں پیداست

جفائے لالہ رخاں راحت فراغ من است ہر آنچہ داغ بود پیشِ خلق باغِ من است

بسوز کہ آتشِ دل بر فلک زبانہ کشد ازیں ہوا کہ شبِ ہجر در دماغِ من است

دلے کہ طائرِ بستاں سرائے جنت بود بسے شب است کہ پروانۂ چراغ من است

حریفِ جور نۂ دل مدہ بساقیٔ دوراں دریں شراب نظر کن کہ در ایاغِ من است

چہ عیش و ناز فغانی نصیبِ دشمن باد
ہمیں حضور کہ در گوشۂ فراغ من است

شب است و ما ہمہ جویائے مے ایاغ کجاست چہ تیرگی ست دریں انجمن چراغ کجاست

چہ شد کہ جرعۂ ما دیر میرسد امروز حرارت نفسِ تشنگانِ داغ کجاست

براہِ میکدہ گم کردہ ایم جوہر عقل کجاست اہلِ دلے تا دہد سراغ کجاست

من و ہوائے تو پروائے ہیچ کارم نیست چنیں خیال کہ من مے پزم دماغ کجاست

بخلوتیکہ گلے نیست رنگ و بوئے نیست دلم گرفت دریں خانہ طرفِ باغ کجاست

دراں مقام کہ بستند بلبلاں دمِ عشق
تو خود بگوی فغانی مجالِ زاغ کجاست

دل بہ بیداد نہادیم عطائے تو کجاست ما خود از جور ننالیم وفائے تو کجاست

ما بیک جلوہ خرابیم و تو پروا نکنی آخر اے نخلِ جواں نشو و نمائے تو کجاست

میگذاری کہ کشد دامنِ پاکِ تو رقیب آں ہمہ سرکشی و جور و جفائے تو کجاست

روزگاریست کہ دل بوئے مرادے نشنید نافۂ از گرہِ زلفِ دوتائے تو کجاست

شدہ از آمدنت خلق پریشان و ہنوز کس ندانست مہ من کہ سرائے تو کجاست

نیستی خضر فغانی ۔ مطلب آبِ حیات
شرم از ہمتِ خود دار فنائے تو کجاست

بازم آتشم ز لالہ و گل خانہ پر شدہ است
وز آبِ دیدہ کلبۂ ویرانہ پر شدہ است

چنداں بہ نرگسِ تو نظر باختم کہ باز
چشم و دلم ز عشوۂ مستانہ پر شدہ است

عاشق چگونہ یکنفس از آشنا زند
چوں مجلس از حکایتِ بیگانہ پر شدہ است

شبہا بزخم تیغ نرفتم ز کوئے تو
امروز چارہ نیست کہ پیمانہ پر شدہ است

چوں ذرہ عاشقاں نگرانند شمعِ من
رخسار بر فروز کہ پروانہ پر شدہ است

در حسرتِ نظارہ بایں خجلتم مسوز
بر آستانہ باشم اگر خانہ پر شدہ است

ایں حال کس نیافت فغانی مگر بخواب
مستی بکن کہ شہر ز افسانہ پر شدہ است

شمعِ من میل کست امروز چوں ہر روز نیست
واں نگاہ گرم و شکر خندہ جانسوز نیست

بے سخن آں شکلِ مخمورانہ خواہد کشتنم
حاجتِ گفتارِ تلخ و غمزۂ دلدوز نیست

یک بیک اسباب حسنت آتش انگیز ست لیک
ہیچ دلسوزاں ترا ز لبہائے سحر آموز نیست

تابِ دیگر دارد آں عارض کہ سوزد خلق را
ورنہ ہیچ آتش بدیں صورت جہاں افروز نیست

تا بکشتن بر نیامد کارم از پیشِ تو ہم
دہ کہ ایں بختِ زبونم ہیچ جا فیروز نیست

آہ گرمم گر دہد یاد کباب دل چہ شد
بوئے عشقست ایں فغانی نکہتِ نوروز نیست

رویم شگفتہ از سخنِ تلخ مردم است
زہر ست در دہان و لبم در تبسم است

بے طاقتم چنانکہ ندارم مجالِ صبر
رحمے بدل بر آر کہ جائے ترحم است

بختم زبوں شدہ چکند رفتہ مہر تست
در کارِ من گرہ نہ از افلاکِ انجم است

دانم حلاوتِ سخن ہیند گو ولے
آفت زبانِ ساقیِ شیریں تکلم است

بر ہر کہ تاختی سر و جاں باخت در رہت	رخشِ ترا چہ خون کہ نہ در کاسۂ سم است

از ہیچ رو نیافت فغانی رہے بدست
خضرِ رہش شوید کہ در کار خود گم است

اے دل بیا کہ نوبتِ مستی گذشتہ است	وقتِ نشاط و بادہ پرستی گذشتہ است
از آبِ زندگی چہ حکایت کند کسے	با دل شکستۂ کہ ز ہستی گذشتہ است
خواہی بلند ساز مرا خواہ پست کن	کارِ من از بلندی و پستی گذشتہ است
دارم چناں خیال کہ از شکستۂ دلم	گر ہم شکست چوں تو شکستی گذشتہ است
بنشیں دمے و باقی عمرم عدم شمار	ایں یکدو لحظہ تا تو نشستی گذشتہ است

ہم در شراب خانہ فغانی خراب بہ
عمرش چو در خرابی و مستی گذشتہ است

اے آنکہ ہمہ سوختنت از پئے نام است[۱]	تا در دلِ گرمے نہ رسی کارِ تو خام است
درویش چو در مشربِ توحید رسیدی	ہم صحبتیِ خلق دگر بر تو حرام است
اے مردِ خدا از تو رہِ باز پسی نیست	گر پائے طلب پیش نہی یکدو سہ گام است
در وادیِ عشقست اگر ہست شکارے	باقی ہمہ چوں مینگرم دانہ و دام است
عاشق[۲] نکند فرق سیاہی و سپیدی	ایں نکتہ کہ گفتم سخنِ شاہ و غلام است
عاشق بہ ازیں دیدہ نگہدار و مرو دور	کاں مہ کہ ز کویش طلبی بر لبِ بام است
مجنوں ز درِ خانۂ لیلےٰ نرود پیش	دیوانہ چہ داند کہ رہِ کعبہ کدام است
ساقی مے اگر دُرد بود عذر میاور	پیش آر کہ کیفیتِ مے در تہِ جام است

از جائے بلند آمدہ است ایں سخن دور
خوش باش فغانی نفست ایں چہ کلام است

ن ۱ در عشقِ تو ترکِ سر و جاں از پئے نام ہست ، ن ۲ پستی و بلندی نبود در رہِ عشاق ،

نیست بیرون و درونم ذرۂ خالی ز دوست — صورتم آئینۂ معنی ۔ و معنی عینِ اوست
آنچناں با دوست یکتائیم کہ چوں مجنونِ زار — ہیچ غیرِ دوست نبود چوں بروں آئیم ز پوست
حسنِ مہر افروزِ یار و عشقِ خرمن سوزِ من — ہمچو گل در غنچہ سیراب و چوں مے در سبوست
اختلافے ہست در صورت ولے معنی یکیست — آنچہ در ہر لالہ رنگست در ہر نافہ بوست
دیدہ را آبے و دل را آتشے دارم تمام — آہ ازیں معجز کہ در آئینہ روئے نکوست

سایۂ لطف از فغانی کم مکن اے آفتاب
جاں فدائے مہربانے باد کہ ایں خلق و خوست

مارا ز نوبہارِ گلِ روئے اوبس است — ہر نظر بنفشۂ خور روئے اوبس است
جعد بنفشہ را چکنم قیدِ مرغِ دل — دیوانۂ مرا شکن زلفِ اوبس است
گو سرو باز جلوہ مکن در حریمِ باغ — آنجا خرام قامتِ دلجوئے اوبس است
بیدار ساز یکدمش اے ہمدمِ صبح — در خواب ناز نرگسِ جادوئے اوبس است
مکشائے اے نسیم سحر جیبِ غنچہ را — از بوئے گل چہ سود مرا بوئے اوبس است
گو صحن روضہ جلوہ گہِ مرغِ سدرہ باش — مرغِ دلِ مرا چمنِ کوئے اوبس است
جائے سرے کہ گشت گراں از مئے وصال — در خوابِ بیخودی سرِ زانوئے اوبس است

بہر دہانِ تلخ فغانی شبِ فراق
افسانۂ عقیقِ سخن گوئے اوبس است

دمے کہ آں گلِ خنداں بقصدِ خونِ من است — ز خوئے نازکِ او نیست از جنونِ من است
بنا امیدی ازاں آستاں شوم محروم — نشانِ بختِ بد و طالع زبونِ من است
بروں ز بزم طرب سوز دم بخندۂ شمع — کسے کہ بے خبر از آتشِ درونِ من است
مراں بگریہ ام اے باغباں ز گلشنِ خویش — کہ آبروئے گل از اشکِ لالہ گونِ من است
رقم بمنصبِ فرہادیم کشید قضا — کہ بار خاطرِ من کوہِ بیستونِ من است

توخود بعشوہ نظر کن - بسوز گفتارم
چہ احتیاج بہ افسانہ و فسونِ من است

دلیلِ سوزِ **فغانی** بس ست آتش آہ
نشانِ داغ درون شعلۂ برونِ من است

اے کہ رخسارِ تو آئینۂ مقصودِ من است
دانۂ خال بر و اخترِ مسعودِ من است

شب کہ بے لعل تو مے کشم از ساغرِ چشم
جگرِ پارہ کبابِ نمک آلودِ من است

بسکہ در آتشِ سودائے تو سوزم ہمہ شب
روزنِ خانۂ گردوں سیہ از دودِ من است

چند بنشینم و اندیشۂ بہبود[1] کنم
مردن از درد و غمِ عشقِ تو بہبودِ من است

من کہ سر در سرِ سودائے غمت باختہ ام
جاں اگر در سرِ کارِ تو کنم سودِ من است

عاشق و رند و نظر بازم و بدنام ولیک
دیدنِ روئے نکو شیوۂ محمودِ من است

نظرے سوئے **فغانی** فگن از گوشۂ چشم
کہ ہمیں شیوہ ز دیدارِ تو مقصودِ من است

عید ست و نو بہار و چمن سبز و خرم است
مائیم و روئے دوست کہ نوروزِ عالم است

بر نازکانِ سروِ چمن سروِ نازِ من
در جلوۂ جمال بخوبی مقدم است

بخرام سوئے باغ کہ از جا رود قدم
شمشاد را کہ بر لبِ جو پائے محکم است

بر باد اگر رود دلِ ما در ہوائے تو
انگار کز حریمِ چمن غنچۂ کم است

آں گل کہ مے نہند نبازش بتاجِ سر
گاہِ خرامِ سروقداں خاکِ مقدم است

اے گل مخواں **فغانیِ** غم دیدہ را بباغ
گشتِ چمن مناسبِ دلہائے بے غم است

چمن شگفت و شمیمے ز ہر گلے برخاست
ز ہر نہال گلے بانگِ بلبلے برخاست

نسیمِ صبح دل آویز مشک بیز آمد
مگر ز سلسلۂ جعد و کاکلے برخاست

تو آں رمیدہ غزالی کہ ہر قدم زیں راہ
بجست و جوئے تو صاحب توکلے برخاست

[1] بیہودہ ،

بہر طرف کہ خراماں وسر گراں رفتی | در آرزوئے تو صاحب تحملّے برخاست
غلامِ ہمتِ آں عاشقِ سبک خیزم | کہ از سرِ دو جہاں بے تاملے برخاست

بہر چمن کہ **فغانی** رسید نالہ کناں
زبلبلانِ چمن شور و غلغلے برخاست

خود رائے من بخلوت رازت پناہ چیست | در بستۂ بروئے غریباں گناہ چیست
دارد ہوائے خاکِ درت عاشقِ غریب | بر عزم کار بستہ میاں شرطِ راہ چیست
بیروں خرام وکشتۂ دیرینہ زندہ کن | تا خلق بنگرند کہ صنع آلہ چیست
از بسکہ خوں بحالِ دل خود گریستم | آگہ نے شوم کہ سفید و سیاہ چیست
دہ گر تو یکدو شب بسرِ کوئے آمدی | پیدا شدے کہ کوکبۂ مہر و ماہ چیست
زیں غمزہ و اشارت دانستہ ہر طرف | معلوم شد کہ گوشۂ چشم و نگاہ چیست

زیں آہِ دردناکِ **فغانی** چہ فائدہ
چوں یار بے غمِ تو نداند کہ آہ چیست

بیگناہم خشم و نازت با منِ خودکام چیست | یک طمع ناکردہ زاں لب اینہمہ دشنام چیست
ناگزیدہ آں لبِ شیریں چہ داند ہر کسے | کز تو در جامِ منِ رسوائے دُرد آشام چیست
یار پیشِ دیدہ و دل ہمچناں در اضطراب | سوختم ایں آتشم در جان بے آرام چیست
داغ داغم کردی اے دل از تمنائے وصال | آتشم در جاں زدی باز ایں خیالِ خام چیست
بیشتر عمرم اناں بدخوئے بناکامی گذشت | بہرِ اندک روزگار دیگراں ابرام چیست

شاخ گل در بر نے آرد **فغانی** آبِ چشم
عیش مردم تلخ شد ایں گریات ہر شام چیست

آہ ازیں ناز و دلبری کہ تراست | ویں جفا و ستمگری کہ تراست
شاید از آدمی نپرسندت | ایں ہمہ کار و کافری کہ تراست

اے دل آشفتگی دراز کشید — رشتہ در دست آں پری کہ تراست
تشنہ لب جاں دہی بخاک اے دل — زیں خیالِ سکندری کہ تراست
بے سر و پا کند فغانی را
ایں تراشِ قلندری کہ تراست

دوش آہِ من سرِ راہش برسم داد بست — باز کرد آں حلقۂ زلف و درِ بیداد بست
عشق سرہا در رہم انداخت تا دل بر کنم — چوں خورم آبے کہ ایں سرچشمہ از بنیاد بست
خواستم از کاو کاو غمزہ اش فریاد کرد — ہمچو طوطی شکرم داد و رہِ فریاد بست
ایں ہمہ کوئے بلا خیز است کآوازِ سگش — پردۂ مجنوں درید و گردنِ فرہاد بست
باد مے آرد ز زلفش ہر نفس بوئے وفا — نیک مے آرد ولے نتواں گرہ بر باد بست
در دلِ تنگم چو جوہر در نہادہ آئینہ — نقش روئے او ہزاراں صورتِ نوشاد بست
بگذرم چوں باد در گلزار تا سویش روم — گرچہ راہم با ہزاراں خنجر و فولاد بست
زیں سرابستاں فغانی چوں گلے وصلے نیافت
رفت و سنگِ نامرادی بر دلِ ناشاد بست

از گلم گلہا شگفت و از ہزارم لالہ خواست — کشتِ امیدم نگر کز اشک ہمچو ژالہ خواست
ہر کہ بشنید آہِ سردم در دلش پیکاں نشست — وانکہ دید ایں چشمِ خونبارم بجانش نالہ خواست
آنقدر در بزم مے خواراں شکستی شمع من — کز لب چوں آبگینت عاقبت تبخالہ خواست
مُردم از یں ہمدمی یارب چہ ہشیارانہ رفت — آنکہ ازیں مجلس اول کاسۂ غسالہ خواست
نالۂ جانکاہِ عاشق رخنہ در جاں افگند — کز سر ایں بخت مشکل سامری گوسالہ خواست
یارب ایں صیاد از کجا آمد کہ چوں افتاد پیش — ہر طرف صد نیزہ بالا گردش از دنبالہ خواست
ماہ مجلس نیم شب آئینہ با من صاف کرد — از دلِ تنگم بیکدم گردِ چندیں سالہ خواست
ساحرِ بابل چہ داند سرِ ثعبانِ کلیم — بس کن ایں شیون فغانی کز دلم پرکالہ خواست

داغ را چوں اتصالِ ساعدِ او داد دست
دلبرانِ ماہ سیما را سراسر دست بست

تا برائے سوزِ مشتاقاں نہادی رسمِ داغ
چشم بر روئے تو دارد ہر گل اندامے کہ ہست

بسکہ مے بندم درونِ دل خیالِ جسامِ تو
عاقبت بینی کہ مے سوزم منِ آتش پرست

شمع تا واقف شد از سوزِ دلِ سوزانِ من
قصۂ من درمیاں مے آورد ہر جا نشست

چند گویم در فراقت اے بتِ چالاکِ من
زانکہ از شوقِ تو دادم روزِ اول جاں زدست

سوخت صد ہمچو **فغانیؔ** از ہوائے داغِ تو
آنکہ ہرگز برگِ گل از ناز نگرفتے بدست

دل بے تو چناں سوخت کہ داغش نتواں یافت
در بزمِ تو دیگر بچراغش نتواں یافت

ہر چند کہ گم گشتۂ ما ہست پری رو
اما نہ چناں ہم کہ سراغش نتواں یافت

دل شیفتۂ تند سواریست کہ ہرگز
ہوش نتواں دیدن و داغش نتواں یافت

مجنونِ در مکتبِ خوباں ست دلِ ما
در خانقہ و کنج فراغش نتواں یافت

مخمور بماندیم ازیں بزم کہ ساقی
ترکیست کہ بوئے ز ایاغش نتواں یافت

مرغے کہ سراسیمۂ دامست **فغانیؔ**
در گردِ گل و گوشۂ باغش نتواں یافت

دیوانۂ ترا ہوسِ گشتِ باغ نیست
در گلشنم مخواں کہ مرا آں دماغ نیست

ہم کاسہ چو شود بحریفانِ بہرہ مند
آں را کہ غیر بادۂ خوں در ایاغ نیست

میسوزم و رقیب ہماں خندہ میزند
آتش ہزار بار بر آں دل کہ داغ نیست

روشن تراست بُردنِ شبہائے من بروز
با آنکہ در خرابۂ تارم چراغ نیست

بر من چگونہ سایۂ مہر افگند ہمائے
کیں استخوانِ سوختہ در خوردِ زاغ نیست

من عاشقم مراست پریشانی ہمہ
معشوق را چہ غم کہ حضورِ فراغ نیست

عاشق چہ کسبِ فیض کنند زیں سیہ دلاں
ہنگامہ ایست اینکہ درو غیرِ لاغ نیست

زیں انجمن **فغانی** دیوانہ چوں رود
یک لالہ چوں برنگِ تو در ہیچ باغ نیست

آتش کدہ دلے کہ درو منزلِ تو نیست — بُت خانہ کعبۂ کہ درو محملِ تو نیست
مردن در آرزوئے تو خوشتر ز عمرِ خضر — خود زندہ نیست آنکہ دلش مائلِ تو نیست
چوں درمیانِ گرم رواں سر بر آورد — پروانۂ کہ سوختۂ محفلِ تو نیست
ایزد ترا بخوب تریں صورتے نگاشت — اے گل چہ نازکی کہ در آب و گلِ تو نیست
خواہی بمہر باش بما خواہ کینہ ورز — خود دانی و خود آئی[1] کسے در دلِ تو نیست
معشوق را چہ باک بود عاشقی بلاست — بارِ غبارِ کس بدلِ غافلِ تو نیست

بر دوشِ گل رخاں ہست **فغانی** جنازہ ات
ایں تربیت سزائے تنِ بسملِ تو نیست

دل بے قرار و دولتِ دیدار مشکل ہست — گر تو عنایتے نہ کنی کار مشکل است
ہر دم بدل ہزار سناں آب میکنم — با آنکہ درد خوردنِ یک خار مشکل است
تا نیست جذبۂ نتواں کرد جاں نثار — رفتن بپائے خود بسرِ دار مشکل است
پیشِ دہانِ تنگِ تو بستم لب از سوال — آرے دریں مقابلہ گفتار مشکل است
تبخالۂ بروں ندہد ایں شرابِ تلخ — کمتر کہ شرح مسئلہ بسیار مشکل است
از قرص آفتاب کند کسب نور ماہ — کار چنیں ز ذرۂ دیوار مشکل است

دل را بیازمائے **فغانی** و عشق ورز
رفتن دریں محیط بیکبار مشکل ہست

پیشِ ما خاطرِ شاد و دلِ غمناک یکیست — حالِ آسودہ و دردِ جگرِ چاک یکیست
برگِ عیشِ دگراں روز بروز افزوں ہست — خرمنِ سوختۂ ماست کہ با خاک یکیست

ن [1] خود رائی و خدائی ،

از گلستانِ حیاتم اثرِ خیز نماند — ہمچناں بہ کہ بہ گلشن خس و خاشاک یکیست
ما چو از خویش گذشتیم چہ ہجر و چہ وصال — مردن و زیستنِ مردم بے باک یکیست
آں چنانم کہ جفائے تو ندانم ز وفا — زہر پیشِ منِ دیوانہ و تریاک یکیست
صدقِ[1] ما با تو درست است چو آئینۂ ذات — عاشقاں را دلِ چاک و نظرِ پاک یکیست

راحت و رنجِ **فغانی** ز خیالِ من و تست
راست بیں باش کہ نیک و بدِ افلاک یکیست

دور از تو عمرِ من ہمہ با درد و غم گذشت — عمرِ کسے چنیں بغم و درد کم گذشت
گفتم کہ روزِ عید خورم با تو جرعۂ — ایں ہم نصیبِ من نشد و عید ہم گذشت
ہر گام بہرِ گم شدۂ رہبری نشاند — بر ہر گلِ زمیں کہ بناز آں صنم گذشت
گفتی کہ رو اگر بنمایم عدم شوی — بنما کہ کارِ من ز وجود و عدم گذشت
پہلو ز روئے مرتبہ با آفتاب زد — چوں سایہ رہروے کہ ز خود یکقدم گذشت
ساقی بیا کہ ز آئینۂ دل خبر نداشت — عمرے کہ در مشاہدۂ جامِ جم گذشت

از چشمِ شب نخفتہ **فغانی** ستارہ ریخت
کاں آفتاب از نظرش صبحدم گذشت

فروغِ حسنِ تو از آہ سوزناکِ من است — صفائے دامنِ پاکت ز عشقِ پاکِ من است
مبیں خرابیِ حالم کہ زیرِ طاقِ سپہر — ہزار تعبیۂ[2] جاں در آب و خاکِ من است
شرابِ لعل ز دستِ حریفِ تلخ سخن — نہ آبِ روح فزا شربتِ ہلاکِ من است
ہزار پیرہن از اشک مے شود پارہ — کہ دستِ او بگریبانِ چاک چاکِ من است

جریدہ الیست **فغانی** دلم ز مہرِ بتاں
براو نوشتہ سخنہائے دردناکِ من است

ن [1] صدقِ ما با تو بود راست چو آئینۂ آب، ن [2] تعبیۂ پنہاں،

یار باید کہ غمِ یار خورد یار کجاست
غمِ دل ہست فراواں دلِ غمخوار کجاست

دلم افگار شد از داغ و بمرہم نہ رسید
سوختم مرہمِ داغِ دلِ افگار کجاست

نرگس از چشمِ تو مردم کُشی آموخت ولے
چشم او را مژہ غمزۂ خونخوار کجاست

زخم خاریست مرا در دل ازاں غمزہ نہاں
گل عیاں گشت عیاں ویں نیست کہ آں خار کجاست

زہرِ چشم و سخنِ تلخ ز اندازہ گذشت
آں شکر خندہ و شیرینیٔ گفتار کجاست

نیست در حلقۂ مستانِ تو بیگانہ یکے
ہمہ یار اند دریں دائرہ اغیار کجاست

شد گرفتار فغانی بکمندِ غمِ عشق
کس نپرسید کہ ایں صیدِ گرفتار کجاست

روزیکہ در دلم غمِ عشقِ تو خانہ ساخت
سیلِ بلا بخانۂ صبرم روانہ ساخت

نقاشِ فطرت آں رخِ عابد فریب را
آشوبِ روزگار و بلائے زمانہ ساخت

آں قطرہ ہا کہ بر مژہ ام خوشہ بستہ بود
چشمم زشوقِ لعلِ لبت دانہ دانہ ساخت

صد بار یاد کرد گلستانِ کوئے تو
بلبل کہ در حریمِ چمن آشیانہ ساخت

شمشاد را کہ فاختہ در طوقِ بندگیست
خواہد برائے زلفِ تو مشاطہ شانہ ساخت

خوابِ اجل گرفتہ منِ خستہ را کہ دل
شرحِ درازیِ شبِ ہجراں فسانہ ساخت

عاشق بیک نگاہِ تو اے ماہِ چہاردہ
کارِ ہزار سالہ دریں آستانہ ساخت

مطرب برائے گریۂ جانسوزِ اہلِ دل
گفتارِ دردناکِ فغانی ترانہ ساخت

بادہ در جامت مدام از اشکِ گلگونِ من است
غنچۂ لعلِ تو گویا تشنۂ خونِ من است

خرم آں محفل کہ عمدا گویم از لیلیٰ سخن
ہر کہ پرسد حالِ من گوئی کہ مجنونِ من است

چہرۂ زردم نمودار یست از خونِ جگر
صورتِ حالِ درون عنوانِ بیرونِ من است

سایۂ اقبال و تشریفِ ہمائے وصلِ تو
آفتابِ طالع و بختِ ہمایونِ من است

جلوۂ حسنت دہد آئینۂ جاں را جِلا دیدنِ رویت صفائے طبعِ موزونِ من است

چوں فغانی از سوادِ خامہ سحر انگیختم
وصفِ زلفت در غزل طومارِ افسونِ من است

بازم چراغِ دل بہ مئے ناب روشن است چشمم ز جلوۂ گلِ سیراب روشن است
بخشد صفائے چشمۂ خورشید دیدہ را آئینۂ رخِ تو کہ چوں آب روشن است
امشب کہ در خرابۂ درویش آمدی بیروں مرو کہ خانہ بمہتاب روشن است
چوں صبح گر ستارہ فشانی کنم رواست کز دیدنِ تو دیدۂ بے خواب روشن است
شمعِ مرادِ من ز تماشائے ابروئیت ہمچو چراغ گوشۂ محراب روشن است
خالی مباد ساغرِ دوراز مئے وصال کز ایں چراغ مجلسِ احباب روشن است
سربازیِ فغانیِ شیدا بہ تیغِ عشق جوہر صفت ز خنجرِ قصاب روشن است

من بندۂ حسنے کہ نشانش نتواں یافت پنہاں نتواں دید و عیانش نتواں یافت
گنجے کہ ازاں کون و مکاں ہست بفریاد فریاد کہ در کون و مکانش نتواں یافت
افتادہ چو دولت بکنارِ منِ درویش آں نقد کہ در ہیچ میانش نتواں یافت
نزدیک تر از لب بدہانست دریں باغ آں سیبِ سخن گوئے کہ نشانش نتواں یافت

چوں عاقبت از دُردکشاں دید فغانی
دیریست کہ در دَیرِ مغانش نتواں یافت

خوبی ہمہ کرشمہ و ناز و خرام نیست بسیار شیوہ ہست بتاں را کہ نام نیست
کامے ندید از تو دلِ نامرادِ من جائیکہ نامرادیِ عشق است کام نیست
گاہے صبا ببوئے تو جاں بخشدم ولے افسوس کیں نسیمِ عنایت مدام نیست
مائیم و آہِ نیم شب و نالۂ سحر اہلِ فراق را طلبِ صبح و شام نیست
ہر جا کہ ہست جائے تو در چشم روشن است بنشیں کہ آفتاب بدیں احترام نیست

ناصح مگوئے پند کہ گفتارِ تلخ تو — چوں گفت و گوئے ساقیِ شیریں کلام نیست

مستاں اگر کنند **فغانی** بہ توبہ میل

پیری باعتقاد بہ از پیر جام نیست

وقت گلم تمام بآہ و فغاں گذشت — چوں بگذرد خزاں کہ بہارم چناں گذشت

زیں انجمن چہ دید کہ بیروں نمی رود — دیوانۂ کہ از سر کون و مکاں گذشت

سہل است اگر کنند بجامی مضایقہ — بادل شکستۂ کہ تواند زجاں گذشت

بر باد بودے ار نشدے صرف نیکواں — ایں عمر بے بدل کہ چو آب رواں گذشت

فکر کفن کنید کہ آں ترک تیز چنگ — تیغ آں چناں رساند کہ از استخواں گذشت

گو بر فروز چہرہ و بازار گرم کن — اکنوں کہ عاشق از سر سود و زیاں گذشت

فرہاد کار کرد **فغانی** کہ در وفا

رسمی چناں نہاد کہ نتواں ازاں گذشت

بر و یم میشوی خنداں و چشم از تو خونریز است — در آب و آتشم می افگنی بازایں چہ انگیز است

نداری تاب دردِ من بروں آ از دلِ تنگم — دریں محنت سرا منشیں کہ بس جائے بلاخیز است

بر آب[1] و دانۂ خود خواندہ لعنم مزن چندیں — زباں تیزی چہ حاجت شمع من چوں آتشم تیز است

چہ حاصل چارہ سازی چوں بعاشق درنمی آئی — چہ سود از آشنائی چوں دولت بیگانہ آمیز است

من بد روز بہبودی ندارم ورنہ از بویت — صبا عنبر فشاں گشت و نسیم صبح گل بیز است

مسیحا خستہ گردد گر تو از دستش کشی دامن — من دیوانہ را از ناز کشتن ایں چہ پرہیز است

ہمہ چیز تو محبوبانہ و عاشق کش است اما — قیامت در قبائے چست و آں قد دل آویز است

من و جولانگاہ شیریں سواراں بگذر اے ناصح — بساماں[2] بازماند سر کہ خاک راہ شبدیز است

فغانی در وطن ہر دم گلے از گلشنے دارد

ولے مرغ دلش در صحبتِ یاران تبریز است

ن لہ مرا پنداشتہ، ن ٹہ باز نیاید سرکہ،

توئی مراد دو عالم خرد همیں دانست — کسے کہ دید خدا در میاں چنیں دانست
بپایهٔ شرف آں رند حق شناس رسد — کہ ریگ بادیہ را لعل آتشیں دانست
چناں کرشمهٔ ساقی ربود عاشق مست — کہ در کشید می تلخ و انگبیں دانست
خطا نگر کہ بیک دم هزار شیشهٔ دل — شکست زاهد خودرای و دُردِ[1] دیں دانست
هر آنکہ دست بدست گره کشائے داد — کلید گنج سعادت در آستیں دانست
سزد کہ مهر سلیماں باہرمن بخشند — هر آنکہ نیک و بد کار در کمیں[2] دانست
زبرق حادثہ آتش بخرمنش نہ رسید — غنی کہ قدر گدایانِ خوشہ چیں دانست
چہ خاک در نظر همتش چہ آب حیات — کسے کہ رتبهٔ رندان رہ نشیں دانست

قبول کرد **فغانی** کہ مقبلش خواندی
تو طعن کردی و ایں سادہ آفریں دانست

باز نقاش خزاں طرح دگرگوں زدہ است — رنگہا ریختہ در هم کہ دم از خوں زدہ است
صاحبانِ قلم انگشت گزیدند همہ — زیں رقمہا کہ سر خامہ بچوں زدہ است
دور باد اخطر چشم بد از دختر رز — کہ چو خورشید سراپردہ بگردوں زدہ است
آنکہ ایں نامهٔ سربستہ نوشتہ است نخست — گرہ سخت بسر رشتهٔ مضموں زدہ است
زهرہ آهنگ همہ راست رواں راست گرفت — داستاں غلط است کہ وا اثروں زدہ است
ادب از بادہ مجوئید کہ ایں لعل قبا — سنگ بر جام جم و خم فلاطوں زدہ است
عشق در هر لب جو کوهکنی کرد هلاک — بهماں سنگ کہ در کاسهٔ مجنوں زدہ است
نیست در دائرہ و سطح فلک نقطهٔ خیر — اهل همت قدم از دائرہ بیروں زدہ است

ساقیا جام لبالب بہ **فغانی** بپیما
کہ بفکرِ ذهنت نکتهٔ موزوں زدہ است

ن [1] دوربیں، ن [2] ازکمیں،

چمن ز سایۂ ثروت چو گلشنِ ارم است — نہالِ قدِ ترا آبِ خضر در قدم است
یکے ہزار شدہ آشوبِ حسنت از خطِ سبز — فغاں ز خامۂ صنع اینچہ شیوۂ قلم است
خوشم بنقشِ جمالت کہ در صحیفۂ کُن — مراد از قلمِ آفرینش این رقم است
بغیر آں رخِ چو مہ کہ تا ابد باقیست — نظر بہر چہ درین باب میکنم عدم است
بماہ روئے تو آں آرزو کہ من دارم — ہزار سال اگر بنیمت ہنوز کم است
بناز بر شکن آرزوئے اہلِ نیاز — کہ جلوۂ گل و سرو از نسیم صبحدم است

بزخمِ تیرِ جفا از حریمِ حرمتِ تو
بروں نرفت **فغانی** کہ صیدِ این حرم است.

صد شعلہ آہ از دلِ ہر گوشہ نشیں خاست — آہ این چہ بلا بود کہ از خانۂ زیں خاست
آشفتہ و کاکل بسر و دوش کشیدہ — گویا کہ ہمیں دم ز پری خانۂ چیں خاست
دشمن چہ فسوں خواند کہ آں شمعِ دل افروز — بنشست چو شاخِ گل و خنداں چنیں خاست
ہر چند کزیں دل شکناں گوشہ گرفتیم — از جائے دگر سخت کمانے بکمیں خاست
در خاتمِ فیروزۂ شیریں چہ حلاوت — چوں زہر جدائیش ہم از زیرِ نگیں خاست
سر زد ز دلم صد بنۂ صبر بیندیش — زیں تلخ گیاہے کہ ازیں شورہ زمیں خاست

ہر بار کہ شمشیرِ ترا دید **فغانی**
زاں گونہ بر آشفت کہ موئیش ز جبیں خاست

آزردہ بلبلے کہ بدامِ بلا نسوخت — ترکِ ہوس گرفت ز بادِ ہوا نسوخت
یکرہ دلم در انجمنِ آتشین جان — نامِ وفا نبرد کہ با صد جفا نسوخت
ہرگز جدا نشد ز دلم بے تو پارۂ — کاں پارہ ہم ز داغِ جدائے جدا نسوخت
در آبِ چشم و آتشِ دل غرقِ حیرتم — کیں از چہ رو نگشت مرا آں چرا نسوخت
در محفلے کہ چہرہ برافروخت شمعِ من — ننشست از کرشمہ ز پا تا مرا نسوخت

جائے نگرد بے تو فغانی خیال عیش
کز آرزوئے شمع رخت چند جانسوخت

آہ کاں ابرو کماں چشم سیاہ از ناز بست — پردۂ نیلوفری بر نرگسِ غماز بست
داد ازاں سلطاں کہ در مجلس بصد ناز و نیاز — بار کردم صد رہش تیغ از میان و باز بست
تا چہ افسوں خواند آں لعلِ شکر خا روزِ وصل — کاینچنیں محکم زبان و گوش اہل راز بست
مے رسد در گوشم آوازے ندانم از کجاست — ترک من گویا بعزم صید طبل باز بست
چرخ صیادش بصد جاں باز نتواند خرید — ہر کہ دل در دامِ معشوقِ شکار انداز بست
نالۂ طنبور ترکاں رخنہ در جاں میکند — آہ ازاں ساعت کہ چرخ ابریشم ایں ساز بست
دوش در میخانہ از چنگ غمش آہے زدم — مطرب خوش لہجہ را صد عقدہ در آواز بست
استخوانم را بہ بینی خورد کیں تعویذ مہر — از ہوا بالِ ہما صد بار در پرواز بست

طوطی عمر فغانی بہرِ آں چستے قبا
ایں ہمہ نخل سخن در گلشن شیراز بست

آمد سحاب و چہرۂ گلہا ز خواب شست — نیساں دہان غنچہ بمشک و گلاب شست
صبحست مے بنوش کہ گردوں باشکِ گرم — از بہر جرعہ قدح آفتاب شست
خوش باد وقتِ آں کہ صبو بر سرم شکست — کیں دلق خونفشار نشانِ شراب شست
از داغہائے بادہ برافراخت صد علم — پشمینہ ام کہ عشق بہفتاد آب شست
گو ہمچو برگ لالہ ز برقِ حنا بسوز — گل چوں کتان خود لبِ شب بمہتاب شست
بس رند جامہ سوز کہ در مجلس شراب — آلودہ ساخت خرقہ و مے در شراب شست
از من خراب گشتہ دلِ ابتر من است — دیوانہ کہ لوح شکست و کتاب شست

در خاک و خوں نشاند فغانی دلخراب
نادست از متاع جہاں خراب شست

زہے ز خلعتِ نوروز نو بہارِ تنت | درد بہار گریباں ز شوقِ پیرہنت
ز فرق تا بقدم آفتی بجلوہ رخت | تبارک اللہ ازیں زیب و زینتِ چمنت
سفید روئے قبا آب رنگ بالائش | چہ درخورست و مناسب شگوفہ بہمنت
فدائے دامنِ پاکت ہزار باغ و بہار | کہ لائق است بایں لطف پیرہن بدنت
بایں صفت کہ تو آراستی حدیقۂ حسن | روا بود کہ بخوانم بہارِ انجمنت
ببوسہ میکشی و زندہ میکنی بہ سخن | چہ نیک میروی اے شوخ بوسہ بر دہنت

برائے تحفۂ نوروزِ یوسفانِ چمن
نوشتہ است فغانی ببرگِ گل سخنت

آنم کہ ببزمِ کسم آہنگ نبودہ ست | وز پہلوئے من جائے کسے تنگ نبودہ ست
چندانکہ بہار آمدہ و رفتہ گل از باغ | در ساغرِ عیشم مے گلرنگ نبودہ ست
ایں نیز صفائیست کہ از ہمدمی ما | در آئینۂ ہمنفساں زنگ نبودہ ست
زنہار کہ یکبار چنیں پردہ میندار | زانرو کہ دل آدمی از سنگ نبودہ ست
یوسف کہ از و اینہمہ خونابہ کشیدند | عاشق کش و بیباک بدیں رنگ نبودہ ست
من کشتۂ خوئے تو کہ چوں تیغ فگندی | گویا بکست ہیچ قدر جنگ نبودہ ست
من از تو خجل گشتم و یعقوب ز یوسف | در ہیچ زماں مہر و وفا ننگ نبودہ ست
ہر گام رہ عشق زدین است لعقبے | ایں بادیہ را منزل فرسنگ نبودہ ست

تحریرِ دلکش فغانی ز نوا گفتن عشاق
دلخواہ چو آوازۂ ما چنگ نبودہ ست

خوباں کہ ز ملک دل شاں جسم خراج است | حق نظر ست آنچہ ستانند نہ باج است
درد ست طبیب است علاجِ ہمہ دردے | دردے کہ طبیبم دہد آنرا چہ علاج است
ایں ذرہ کہ مے آورد م مژدۂ خورشید | در دل نمک سودہ و در جسم زجاج است

در منزلِ عنقا چه رسد مرغِ سلیماں — چندانکه نظر میکنم اینجا سر و تاج است
فیضے که نظر میبرد از چشمهٔ خورشید — در روز تواں یافت سخن در شبِ داج است
در آتشِ سودائے تو صد قافله اشکست — خاکستر بازار بود این چه رواج است

بسیار مکش این نفس گرم فغانی
شاید که تحمل نکند بارِ مزاج است

اے گنجِ دوستی که بود دل نشیمنت — گفتن نمیتواں بکسے راهِ مسکنت
من مرغِ آشیانِ مغیلانِ غیرتم — یارائے آں کجا که در آیم بگلشنت
شاید که شعله بر چمنِ هفتمیں رسد — از آتشِ نهانِ اسیرانِ گلشنت[1]
سنگ سیاه سرمه شد از ترکتاز تو — چشم و چراغِ اهل نظر نعلِ توسنت
خنگی سوارِ من چو در آید بترکتاز — زنگ از دلِ غنیم برد برقِ جوشنت
بر اهل درد طبعِ لطیفِ تو سرگراں — شادی بروزگار رقیبانِ کردنت
بسیار دانهائے دلت پایمال شد — آزارِ ذره نرسیده بخرمنت
اے صاحب هزار پری خانه جمال — آزاد کرده عجبے سرو و سوسنت

با آنکه کرده مژه را بر جهاں دراز
یک چاک دل ندوخت فغانی ز سوزنت

هرگه که در سماع رود نخلِ پرفنت — گرد از دل جهاں ببرد گرد دامنت
بر عزم رقص چوں کنی آهنگِ انجمن — خورشید سر زند بتماشائے روزنت
لرزد دلم چو بنگرم از افت و خیز رقص — لرزاں چو برگ لاله و گل جامه بر تنت
در بزم و رزم هستیِ عاشق دهد بباد — گاهے سماعِ تمکین و گه رقصِ توسنت
سرمست و کف زناں چو کشی نغمه در سماع — آرد جماد را بنهال سرو و سوسنت
در رقص و جلوه چوں مژه را میدهی کشاد — در میرود برشتهٔ جاں نوکِ سوزنت

[1] گلخنت ،

رعنائیِ توکشت فغانیِ مست را
چوں در سماع شد الفِ سایہ افگنت

شدی بباغ وقامت سرو رارواں بشکست
قبائے سبز تورنگ رخ خزاں بشکست

میانِ باغ برافشاند آستیں نخلت
بباد دستِ بسے گلبنِ جواں بشکست

شہید عشق چناں سرخوشاں شداز بزمت
کہ جام مے بسرِ خادمِ جناں بشکست

گراں گراں بسر تازیانہ راندی رخش
غرور صف شکنانِ سبک عناں بشکست

پر از شراب امل بود جامِ دل افسوس
کہ ہجر بر سرم آں ساغرِ گراں بشکست

کتاب دردِ من آں یادگار یعنی دل
کسے کہ خواند ورقہائے بے نشاں بشکست

رقیب ویار بہم دست درمیاں کردند
دلِ فغانیِ بیتاب درمیاں بشکست

زہے دربستر برہیز غلطاں سرو سیمینت
چراغ دیدہ شب زندہ داراں شمع بالینت

گلستاں شد جہاں از سایہ ات اے گلبنِ خوبے
خدا در سایۂ خود پرورد گلہائے رنگینت

چناں گرمی کہ چوں جولاں دہی در بیستوں گلگوں
شود آب و غبارِ رہ نشاند نقش شیرینت

نیارامے و مے از گیر ودارِ شاہد و ساقی
عجب شور شراب تلخ بر دل گشت شیرینت

نخیزد از دلے آہے کہ نبود بر دلت روشن
رموزِ عالمے ثبت است بر جامِ جہاں بینت

مراد اغ تو در بزم انسل شد ہمنشیں باجاں
نکو بنگر کہ ہستم از گرفتارانِ دیرینت

توئی گز عین عزت صانعت از گلشن خوبے
باآبِ زندگی مے پرورد شمشاد و نسرینت

تمہ اور سرمرا زاشوب دل تاب کدام آرد
خطاب بزم عشرت باعتاب خانۂ زینت

جہانے صیدِ فتراک است چہ سرمستانہ مے بینی
زدہ چنگال در خونِ دلِ احباب شاہینت

بنخچیراں لباس مشکیت مانع بود ورنہ
در آویزد بدامن خونِ چندآہوئے مشکینت

فغانی بر نہالِ قامتش چوں مید می الحمد
صدا ورنہ چمن مے افگند گلہانگِ آئینت

اے آفتاب مشعلہ دار بکملت — آفاق روشن از علم نور مشعلت

دلہائے دوستاں کہ کتاب الٰہی است — مستاں چو ترک تاز کنی حرز و ہیکلت

برعزم کارزار چو بیروں نہی قدم — از شرق تا بغرب بود گام اولت

اے تابعان شیوۂ حسنِ تو یوسفاں — بر صاحبان حسن خدا ساخت مرسلت

سر دفترِ جمال توئی مجمل سخن — تفصیل را چہ فائدہ گفتیم مجملت

اے بستہ در امور بہ پروردگار دل — پروردگار در ہمہ کارت موکلت

دیباچۂ وفاست وجودِ شریفِ تو — نقش جبیں و زلفِ دوتا لوحِ جدولت

یکبار بنیم بدہم جاں و بگذرم — مردم چو بے غمساں نتواں بود ایکلت

مستانہ چاک ساخت **فغانی** لباسِ صبر
گر مست از نظارۂ سنجاب و مخملت

مرادم ز تو دیدنی بیش نیست — تمنا جز امیدنی بیش نیست

شب وصل کامم ازاں چشم ولب — نگاہے و خندیدنی بیش نیست

ببزم نظر رقص چشم و دلم — بخونابہ غلطیدنی بیش نیست

دلِ خستہ را از دو عنابِ تو — ہوس حال پرسیدنی بیش نیست

ز بس غیرت عشق میسلم بتو — عتابے و رنجیدنی بیش نیست

بخورشید روئے تو مقصود من — نہاں مہر ورزیدنی بیش نیست

ز گلزار حسنِ تو پنہاں ز تو — بنظارہ گل چیدنی بیش نیست

فغانی مرو پیش دنبال او
کہ بیہودہ گردیدنی بیش نیست

تا جاں تنم ز سیل فنا در کشاکش است — سیل عرق مگوئے کہ طوفان آتش است

. . . .

زاں نخل ترفغاں کہ زگلہائے آتشیں
از پائے تا بفرق چو شمع منقش است

فریاد ازاں حریص طرب کز چراغ جام
آتش بخلق درزدہ در فرش زرکش است

غش کرد ہر کہ دید بایں آتش آں جمال
ایں لالہا شگفتہ ز مہ ہائے بیغش است

مارا ز آتشِ تو دہاں خشک و دیدہ تر
خوش آں عرق کہ از شکرت چاشنی خوش است

ہر دم **فغانی** از اثر گرم آں نظر
در آتش از حرارت آں ترک مہوش است

آتش فروز سینۂ احباب پیلتن
کش آفتاب رشتہ کش بند ترکش است

بود خوبی زیاد و عشرت افزوں روز از روزت
خدا بر منتہائے ہمت خود کرد فیروزت

ترا ہر بامداداں عید و نوروزیست در پہلو
کہ عید از عید و از نوروز خوشتر باد نوروزت

نمیدانم چہ در دل داری اے سوزاں تر از آتش
کہ در کیں بر سر آشوبِ دیگر بینم امروزت

زہے صدقِ درست و نیتِ صافی کہ با یاراں
چو شہد و شیر بینم طبع خونی کینہ اندوزت

چرا کافر نگردم از دو چشم کافرت زینساں
کہ بر ایمان و دینم رخنہ زد ترکان کیں سوزت

دو عالم سوز و از شمع رخت یکدل چہ تاب آرد
کہ از مردم نہاں دارد چراغ عالم افروزت

زمانے ہمدمی با تو جہانے آتش انگیزد
چہ تابِ آنکہ گردم ہمدم و ہم رازِ نوروزت

مسرت خوش صبح شام از نغمہ عود طرب زا نزد
فغانی ہم یکے از حلقۂ یاراں دل سوزت

یار گلگوں راند و داغ حسرتم در دل گذاشت
گرم بگذشت و مرا در لول منزل گذاشت

آہ اگر آہے برآید از دلے کاں فتنہ جوے
رفت چوں آبِ حیات و خلق را بسمل گذاشت

لعل بر آتش چو برق از دیدہ رفت آں سحر ساز
صد گرہ در دل مرا چوں شیشہ و قلقل گذاشت

آسمانم تا کنوں در چارہ کشتن نبود
کارم اکنوں شد کہ در ہجراں آں قاتل گذاشت

از پے آں گرم جولاں میزند سر بر زمیں
آنکہ صد ناخن بسنگ راہِ ہر محمل گذاشت

درمیان ما و او گردے نبود از ہیچ رو   در حجاب حیرتم ایں بخت نامقبل گذشت

بادلِ نالاں **فغانیؔ** دور گشت از بزم دوست
از برائے درد دورے فیض آں محمل گذشت

دل خواست تا ز دور ہوا خواہ باشمت   آں دولتم نبود کہ ہمراہ باشمت

روزے نثار مقدم گلگوں بہم رہی   شبہا غبار دامنِ خرگاہ باشمت

روز شکار ہمدمِ گلگشت لالہ زار   مستاں غزل سرائے شب ماہ باشمت

زیں شعلہ ہائے گرم کہ در دل زدم گرہ   دشمن گداز و جانِ عدو کاہ باشمت

آہے کہ بر کشی ز دل ہمچو آئینہ   از جاں شرار چیں تنک آہ باشمت

چوں نیست تابِ صحبتم از عینِ اشتیاق   ہر جا کہ انجمن تہی آگاہ باشمت

خوش گفت با **فغانیِ** مسکیں خیال تو
بنشیں کہ بر خرابۂ دل شاہ باشمت

آنرا کہ دیدۂ دل آگاہ بیش نیست   از دست تا بپا قدمے راہ بیش نیست

دمساز ہجر باش کہ مرد وصال جوے   دست دراز و ہمت کوتاہ بیش نیست

در دست آنچہ خیزد ازو کام ورنہ کام   جز آب حسرت و غم جانکاہ بیش نیست

حق خیال جلوۂ رومال و پیرہن   مارا مجال دامن خرگاہ بیش نیست

گفتی میاں درا ز الف ہو برائے من   گشتم الف و مے الف آہ بیش نیست

عاشق کہ سر نباخت بود نقش روئے آب   سیم سرشک و چہرۂ خوں کاہ بیش نیست

ابرو اگر بلند کند ماہ نو بحسن   گو باش ایں معاملہ یکماہ بیش نیست

ایں مشت استخواں کہ **فغانیست** نام او
نیکو ببیں کہ بندۂ درگاہ بیش نیست

خوش آں رمیدہ کہ در دام روزگار نسوخت   نیامد از عدم اینجا و زار زار نسوخت

کدام تنگدل از بادہ مست گشت شبے — کہ چند روز دگر در غم خمار نسوخت
کہ دل بوعدۂ شیریں لبے مقید ساخت — کہ تا بروزِ قیامت در انتظار نسوخت
شرارِ دل نہ مرا ذرہ ذرہ سوزد و بس — درونِ کیست کہ صد بارہ زیں شرار نسوخت
چراغِ عیش نا فروخت در سراچۂ دل — کسے کہ پیش تو خوں را ہزار بار نسوخت
دریں محیط ندیدم درے کہ در طلبش — ہزار طالب سرگشتہ در کنار نسوخت
نہ دوست بود کہ غمگیں نگشت در غمِ دوست — نہ یار بود کہ جانش برائے یار نسوخت

بخور شراب **فغانی** واشک گرم مریز
نہ خوش دمے کہ دماغت دل فگار نسوخت

دوا خواہم ز تو ادراکم اینست — ہلاکِ آں لبم تریاکم اینست
یکے بند قبا بکشای اے گل — دوائے سینہ صد چاکم اینست
ترا در برکشم تا کُشتہ گردم — تمنائے دلِ بیباکم اینست
بروز آرم شبے باچوں تو ماہے — مراد از انجم و افلاکم اینست
بسوزاں جان من ہر جا کہ باشی — بگو من آتشم خاشاکم اینست
ہمہ حرف تو روید بر زبانم — چگویم چوں در آبِ خاکم اینست
اگر زہرم چشانی اے دل افروز — مراد از لعل تو تریاکم اینست

گہے سوزد دلت بہر **فغانی**
نشان آہ آشناکم اینست

دیوانہ ام مرا سخنِ واژگوں بس است — در نامہ ام حکایت عشق و جنوں بس است
یکچند تیر نالہ من مے تواں شنید — اے مست عشق[1] زمزمہ ارغنوں بس است
بہر ہلاک خویش چہ آیم ببزمِ تو — ایں یکنظر کہ مے نگرم از بروں بس است
تاچند رنج خاطرم از دیدنِ رقیب — عمرے بدردِ دل گذرانند کنوں بس است

ن[1] عیش،

انگیز کشتنم کن اگر دوستی رفیق　　رسوا شدم بر فع جنونم فسوں بس است

بازایں چہ شیون است فغانی بشہر وکوے
چشمے نماند کز تو نشد غرقِ خوں بس است

دردِ من امروز عجب از عشق زیبا دلبریست　　دوزخے در جانم از داغ بہشتی پیکریست
چوں نسوزم بیتو در بستاں کہ در جانم زغم　　ہر گلے داغے و ہر داغے فروزاں اخگریست
من کہ مشغولم بذکر بادۂ لعلت مدام　　کے بود یادم کہ جائے سلسبیل و کوثریست
شوق گفتارت کہ شد در سینۂ سوزاں گرہ　　آتشے گویا فروزاں در دل خاکستریست
دفتر گل را کہ شست از گریہ ابر نو بہار　　ہر ورق بر خون پاکِ درد منداں دفتریست

ہر حباب از چشمۂ چشم فغانی روز ہجر
از ہوائے بادہ در شبہائے وصلت ساغریست

فرہاد رفت و کوہِ ملامت بجا گذاشت　　کار تمام ناشدہ را پیش ما گذاشت
مجنوں کہ بود شہرہ بدرد و بلائے عشق　　رفت از میاں و جا بمنِ مبتلا گذاشت
دل دید چوں ہجوم غمت کرد ترک جاں　　خود را خلاص کرد و مرا در بلا گذاشت
گر من شدم بقائے سگانِ درِ تو باد　　خوش آنکہ رفت جائے باہلِ وفا گذاشت

لب از فغاں ببست فغانی دریں چمن
گلبانگ را ببلبلِ دستاں سرا گذاشت

بکشا زباں کہ طبع زبونم گرہ شدہ ست　　در سینہ آرزوئے فزونم گرہ شدہ ست
از بس کہ جور بینم و دم بر نمی آورم　　اندوہ عالمے بد رونم گرہ شدہ ست
نکشاید آیم از دل و رویم نخندہ ہم　　از درد و غم درون و برونم گرہ شدہ ست
خواہم کہ بگسلم زہمہ کار چوں کنم　　در طبع سفلہ ہمت دونم گرہ شدہ ست
دلسوخت چوں سپند و کشادش نشد زتو　　دردا کہ با تو سحر و فسونم گرہ شدہ ست

هر جام مے کہ قطرہ فشاں دادۂ بغیر
در دل ہزار قطرۂ خونم گرہ شدہ ست
ہر کس کشاد یافت **فغانی** از اں کمند
بیچارہ من کہ بند جنونم گرہ شدہ ست

ترکِ من جانب صحرا پے نخچیر شدہ ست
ہر سر موئے دگر بر تنِ من تیر شدہ است
آنچناں کز ہمہ آں ترک سر آید بجمال
در جہاں داری و لشکر شکنی میر شدہ است
در دلش ہست کہ چوں آب خورد خونِ مرا
گرچہ با من بزباں چوں شکر و شیر شدہ است
ہمہ را سوختی آں روز کہ بر بام شدی
آفتاب تو بیک جلوہ جہانگیر شدہ است
شعلہ آہ **فغانی** نگر و حال مپرس
کز لب تشنہ او قوتِ تقریر شدہ است

نے دارم از وسودم ہمین است
فگارم سخت بہبودم ہمین است
کشتم آہے و سوزم خرمنِ خود
زبانِ آتش آلودم ہمین است
خرامو شتم کند آں دیر پرو ؛
بلائے جان مردودم ہمین است
اگر من زندہ باشم ورنہ باشم
ترا خوش باد مقصودم ہمین است
ز فرقِ آہ سازم خانہ روشن
طرب گاہے زراندودم ہمین است
کشائم در خیال آں روے و سوزم
فغانی فالِ مسعودم ہمین است

سبزی آثارِ خط گرد لب آں سادہ بست
ایں عجب آب زمرد بیں کہ در بیجادہ بست
گشتۂ آں خطِ نوخیزم کہ چوں ترکیب شد
صورتش معنیٔ آب زندہ گی در بادہ بست
زاں نو آموزم جگر خوں شد بلائے از زباں
ہر کہ پیماں با حریف کار نا افتادہ بست
آنکہ دامن مے فشاند از گرد راہ میفرشش
بہر بزمش گل خرید د بر سرِ سجادہ بست
اے کہ در دامے نیفتادی مبیں زنجیر زلف
ایں کمند فتنہ پائے مردم آزادہ بست

ہر سرِ موئے **فغانیؔ** رشتۂ زنار شد
تابنائے عہد با آں نامسلماں زادہ بست[1]

مستِ تو بجز نالۂ جانسوز ندانست
نشۂ رخت گل تازہ و نوروز ندانست

مجنونِ تو ہم بر سرِ خاکسترِ گلخن
جا نداد و بہارِ چمن افروز ندانست

فردا چکند با جگر سوختہ عاشق
چوں فائدۂ صحبت امروز ندانست

سوزِ دل عشاق چراغِ رہ جانست
بے نورِ درونی کہ چنیں سوز ندانست

دل جوہر دانش بہے و روئے نکو داد
قدرِ خردِ مصلحت آموز ندانست

ناقص شد ازیں طارمِ فیروزہ **فغانیؔ**
مسکیں اثرِ طالعِ فیروز ندانست

دستِ اجلم بر دلِ ماتم زدہ رہ بست
عودِ دلم از دودِ جگر مار سیہ بست

آہ از دلِ آں مست کہ چوں رخش برش تاخت
اول گذر بادیہ بر میر سپہ بست

منشور سرافرازی گردنکشی او
تعویذ دلِ ماست کہ بر طرفِ کلہ بست

ہر دل کہ ز دلبر اثرِ حسنِ وفا جست
سودائے خطا کرد و تمنائے تبہ بست

دست از ہمہ او برد کہ در معرکۂ عشق
از روئے ارادت کمرِ خدمتِ شہ بست

یوسف بہ بیابان بلا چو علم افراخت
خورشید ہر اپردہ اش از پردہ مہ بست

ہر طرح کہ در پردۂ دل حسنِ تو انداخت
صد صورتِ دلکش ہمہ بر وجہ شبہ بست

قطع نظر از شہر بتاں کرد **فغانیؔ**
بیروں شد و از دیر مغاں بار گنہ بست

عاشقاں را در سرِ شوریدہ سودا آتشست
در بدن چوں نشتر و در دل ہویدا آتشست

تن نخواہد خوابگاہِ نرم چوں گرم است دل
گلخنے را زیر پہلو فرش دیبا آتشست

میگذارم از حیا تا از تو مے جویم مراد
در نہادِ بیدلاں عرضِ تمنا آتشست

[1] ن لہ تازہ۔

خواب مستی کرده میسوزم ز آشوبِ خمار
چوں نسوزم چوں مرا در جملہ اعضا آتش است
مے مخور بسیار گرچہ ساقیت باشد خضر
کانچہ امشب آبحیوانست فردا آتش است
مردِ صاحبدل رساند فیض در موت و حیات
چوب گل چوں خشک گردد وقت سرما آتش است
گر چنیں خواہد کشید از دل **فغانی** آہِ گرم
تا نفس خواہد زدن گلہائے صحرا آتش است

باز با مرغ سحر خواں غنچہ عقد تازہ بست
دفترِ گل را بعنوانِ وفا شیرازہ بست
آب و سبزہ شد بیروں بر روئے گلرویان شہر
محتسب ہر چند از غربت در و دروازہ بست
جوش مستان و خروش رود و گلبانگ ہزار
زیں نواہا در ہوا از شش جہت آوازہ بست
اشتیاقِ بادہ چنداں شد کہ ہنگام صبوح
غنچۂ سیراب نتواند لب از خمیازہ بست
نازکانِ باغ را حاجت برنگ و بو نبود
زیں سبب در کاسہائے لالہ مشک غازہ بست
طرح ایں مجلس بروں ز اندازۂ وہم است و عقل
آفریں بر دانشِ استاد کیں اندازہ بست
طبع موزونِ **فغانی** بیں کہ در گلزار عشق
ہر بہار از معنیِ رنگیں چہ نخلِ تازہ بست

خورشید من کہ رخشِ جفا گرم داشتست
حسنش بدیں خیال خطا گرم داشتست
تا کے دہد عنانِ مرادم فلک بدست
حالا بتاز یا نہ مرا گرم داشتست
تا آمدم بوادیِ ہجراں گداختم
ایں منزل خراب ہوا گرم داشتست
در عاشقی بسوزشِ من نیست عندلیب
ہنگام را بصوت و صدا گرم داشتست
چوں بیضہ سپہر بر آرد بزیر بال
مرغے کہ آشیان وفا گرم داشتست
در حیرتم کہ آتشِ صوفی برائے چیست
چوں صفہ را سماع و صفا گرم داشتست
در چنگ دہر نیست نوائے غلط ہرو
کیں بزم را ترانۂ ما گرم داشتست
یک مشتری بست بر درِ ایں خانہ آفتاب
بازار خوبے تو خدا گرم داشتست

چوں شمع انسوخت فغانی نیافت وصل
مجلس ازانِ اوست کہ جا گرم داشتست

عاشقاں را دم گرم و دل پر درد بس است
گر مے و گل نبود اشک و رخ زرد بس است

آسماں گو بر ہم مشعل خورشید مدار
کہ مرا ہمرہیِ آں مہِ شب گرد بس است

شہرہ گشتیم بہ تر دامنی و تیرہ دلی
چند ریزید بر آئینہ ما گرد بس است

مطلبِ جامِ جم و آئینۂ اسکندر
کہ ز مردان رہے یک نظر فرد بس است

نیم جانے بدر آوردہ ام از دیر مغاں
این قدر زیں سفر دور رہ آورد بس است

مرشدِ راہ فنا تجربۂ زندہ دلانست
خضر ایں راہ دلِ حادثہ پرورد بس است

از پریشانی شمع است گراں جانی جمع
لب فرو بند فغانی نفسِ سرد بس است

چشمم نظرے در رخ آں دل گسل انداخت
در ہم شد و نیزم بدل منفعل انداخت

جنگِ مے و معشوق جنگ دل و دیدہ است
کو حملہ بدل زد دلِ پر خوں بگل انداخت

در جامہ نگنجیم ازیں شوق کہ آں شمع
دستم بگریباں زد و آتش بدل انداخت

ہر نہالۂ بلغار کہ در دست نگاریست
دستیست کہ سرپنجۂ ترکِ چگل انداخت

میخواست کہ سر رشتہ فرو ریزدم در ہم
آتش شد و سوزم بدلِ مضمحل انداخت

یکبار نہ پرسید بغلطیدن چشمے
مارا کہ بمژگاں زدن متصل انداخت

در آب و عرق از غضبِ یار فغانی
دل را چو گل نم زدہ خار و خجل انداخت

ردیف الجیم

دو ہفتۂ کہ حریفی دریں سرائے سپنج
اگر بہ جرعۂ دُردے رسی بنوش و مرنج

جہاں بت ایست کہ چوں دل بمہرِ او بستی — جفا و جور زیادہ کند بشیوہ و غنج

ترا کہ ہست پر از شب چراغ خانۂ دل — سرشکِ لعل مریز از برائے گوہر و گنج

تو مردِ بازیِ سیارہ نیستی اے دل — زیادہ با فلکِ خردہ داں مچیں شطرنج

کمندِ حادثہ دامیست در کمیں گہِ تو — ہزار حلقہ و ہر حلقۂ ہزار شکنج

نشانِ سنگِ ستم سازدش نہ محرمِ راز — عروسِ دہر بہر کس کہ زد ز مہر ترنج

فغانیست وہمیں داستان مہر فزائی

شمار سنج ندانند زبانِ قافیہ سنج

چند رود مستِ ما بر در خمار کج — تاج کرامت کند بر سر آزار کج

ماہ در آید بسر مہر در افتد برو — بر سر کیں چوں نہد گوشۂ دستار کج

آہ چہ مردم کشست ہمدمِ میخوارہ را — در سر ابرو گرہ نرگس خونخوار کج

آنکہ کہ غنچہ بود بر روش اعتدال — باغ چو بشگفت ساخت رشتہ بیکبار کج

زلفِ پریشاں خوشست در نظرِ مشتری — چوں نگرد ایں متاع چشم خریدار کج

مست و خراباتیم از شرف کعبہ دور

کردہ کلاہِ ادب بر سرِ بازار کج

ردیف الحاء

شد[1] از نظارۂ تو خجل آفتابِ صبح — لعلت بخندۂ نمکیں بردہ آبِ صبح

تاباں ز جیب پرہنت سینہ چو سیم — چوں روشنیِ روز سفید از نقابِ صبح

مارا چو شمع با تو نشانید روبروے — سوز و گداز نیم شب و اضطرابِ صبح

دل را فراغ میدہد و دیدہ را ضیا — دیدارِ آفتاب وشاں و شرابِ صبح

دیوانۂ جمال تو از مستیِ خیال — ذوق مے شبانہ ندانست و خوابِ صبح

[1] ن لہ اے۔

خونین دلم ز سیر مہ و مہر روز و شب　　وز دیر ماندن شب تا و شتاب صبح

بستاں مے صبوح فغانی بفال سعد
ایں دم کہ آفتاب کشاید کتاب صبح

ردیف الخاء

مرغ دلم بحلقۂ موئے نہادہ رخ　　در باغ وصل بر گل روئے نہادہ رخ

مست وصال چوں نشود آنکہ ہر نفس　　بیخود بجیب غالیہ بوئے نہادہ رخ

در بزم عشق ہر نفس از گرمی فراق　　لب تشنہ بہ پائے سبوئے نہادہ رخ

در گلشن خیال تو از تند باد غم　　ہر برگ لالہ بر لب جوئے نہادہ رخ

از دیدہ ام بجستن آں دانہ گہر　　ہر قطرۂ سرشک بسوئے نہادہ رخ

افگندہ ام عنان دل از دست بر دو ہر　　در خو من دو اسپہ عدوئے نہادہ رخ

ہر صبح تا بشام فغانی بجا جتے
گریان و مبتلا سر کوئے نہادہ رخ

تا کے بزیر چشم کشیدن شراب تلخ　　شیریں نمے شود دہن ما ز آب تلخ

تلخی مکن کہ بر دل ما تلخ میکنی　　شیرینیٔ کرشمہ ناز و عتاب تلخ

ما بوسہ خواستیم تو دشنام میدہی　　شیریں نماید از لب شیریں جواب تلخ

عشاق راست در پئے ہر ساغر فراق　　از دیدہ نُقل شور و ز دلہا کباب تلخ

شب جام بیخودی و سحر زہر نیستی　　آہ ایں چہ زندگی بود خوردہ خواب تلخ

دود دلم ز بیخودی غم بروں دہد　　از کاسہائے دیدۂ گریاں گلاب تلخ

از دل سواد صبر فغانی ز گریہ شست　　در آب شور بہ ورق ایں کتاب تلخ

ن ۱ے چوں شفق، ن ۲ے ہر طرف، ن ۳ے بقبلۂ،

ردیف الدال

خوبی بالتفات و وفا کم نمے شود
بنمائے روئے کہ از تو صفا کم نمے شود

صحبت بیا و بوسہ و پیغام تا بکے
این غائبانہ بازیِ ما کم نمے شود

من بوئے دل فرستم و تو نکہتِ عبیر
بارے درین میانہ صبا کم نمے شود

روزیکہ[ن۱] بود با منِ مخلص یکے شوی
در کارِ بندہ لطفِ خدا کم نمے شود

اکنوں کہ آمدی نظرے ہم نمے کنی
از نرگسِ تو رنگِ حیا کم نمے شود

یارب چہ خیر میکنی اے پادشاہ حسن
کز پیشِ خرگہِ تو گدا کم نمے شود

ہر چند خیر بیش بود ذکرِ خیر بیش
نعمت زیادہ کن کہ جزا کم نمے شود

خوں خوردنست کارِ فغانی ز ہجرِ وصل[ن۲]
آسودہ چوں شوم کہ بلا کم نمے شود

بیا کہ شاہدِ گل شمعِ بوستاں گردید
چمن ز جوروشاں روضۂ جناں گردید

ہوا کریم صفت گشت و ابر گوہر بار
فلک انیس شد و بخت مہرباں گردید

بگیر قطرہ کہ از دیدہ ریخت بلبلِ مست
نظر بکن کہ چہا در چمن[ن۳] عیاں گردید

کسے کہ با مے و مطرب نشست بر لبِ جو
میانِ برگِ گل از چشمِ بد نہاں گردید

چناں پیالۂ دُردی کشاں لبالب شد
کہ خاک را ہوسِ آب در دہاں گردید

شراب گشت چو خونِ شہیدِ عشق سبیل
بدستِ ہر صنمے ساغرے رواں گردید

ہوا خوش است فغانی حریف بادہ طلب
کنوں کہ در ہمہ جا مے است میتواں گردید

دمبدم در عاشقی دل را زیانے مے شود
ہر زماں از عمرِ من آخر زمانے مے شود

دل اسیرِ خردسالی گشت و ایں چرخِ کہن
پیر میسازد مرا تا او جوانے مے شود

ن۱ روزے بود کہ، ن۲ بہ ہجرِ وصل، ن۳ جہاں،

روزِ اوّل چوں نہاد انگشت برحرفِ قلم   نفس مے بستم کہ آخر نکتہ دانے میشود
ماہِ من باشد فزونِ ساقیِ خورشید روئے   بر درِ میخانہ ہر ساعت قرانے میشود
ایں خرابیہا کہ واقع شد ز آبِ چشمِ من   گر فرشتہ در قلم آرد جہانے میشود
من نہ آں مرغم کہ رنگے آرد از باغ و بہار   ایں قدر دانم کہ گاہے خوش خزانے میشود
بعد ازیں از دستِ بدخواہاں نخواہم خورد مے   بر تنم ایں آب اگر ہر قطرہ جانے میشود
ایں خبرہائے عجب کز یار مے آرد صبا   میبرم از یاد اگر نہ داستانے میشود
وہ چہ معنی دارد ایں صورت کہ با چندیں سخن
در حضورِ او فغانی بے زبانے مے شود

روزِ گل گشتست یاراں برگِ عشرت ساختند   گل رخاں رفتند و در گلزار صحبت ساختند
گوشۂ بستاں خوش ست اکنوں کہ محبوبانِ مست   در یکے پائے گلے جستند و خلوت ساختند
کار افتاد است عاشق را کہ در صحرا و باغ   دلبراں ہر روز مجلس را بنوبت ساختند
وقت آں آمد کہ در عالم بدست آید گلے   بلبلواں بس کہ با خارِ ندامت ساختند
دوست دارم بزمِ میخواراں کہ گر دشمن رسد   در زمانش مست از جامِ محبّت ساختند
گرچہ مستم چشم بر لطفِ ازل دارم ہنوز   زانکہ حاضر بودہ ام آنجا کہ جنّت ساختند
آہ ازیں بستاں کہ تا برگِ و رخت آمد بروں   از برائے رفتنش صد گونہ تہمت ساختند
بادہ پنہاں کن فغانی تا نگیرد نامِ بد
کیمیائے کاں بصد تدبیر و حیلت ساختند

تو آں گلی کہ مہِ آسماں جبینِ تو بوسد   ملک ز سدرہ فرود آید و زمینِ تو بوسد
چناں لطیف مزاجی کہ جاں بسجدہ نماید   اگر نسیمِ صبا برگِ یاسمینِ تو بوسد
بخوبی آنکہ سر از جیبِ آفتاب برآرد   ہنوز دل نپسندد کہ آستینِ تو بوسد
کسے کہ مہرِ خموشی بلعل نوش لباں زد   در آرزو ست کہ بگذاری و نگینِ تو بوسد

بمکتب تو ملازم بود فرشتۂ رحمت — کہ رشحۂ قلم سحر آفرین تو بوسد

رود نشانۂ دندان حسرت از لب عاشق — دمے کہ جیب تہی دست زینب تو بوسد

نخورد عاشق لب تشنہ مے ز جام صبح — ازیں ہوس کہ مگر لعل آتشین تو بوسد

ببیں کہ تا بچہ غایت رسید شوق فغانی

کہ در خیال دہن چو انگبین تو بوسد

برائے دیدن حسن چو آں ماہ کجکلاہ برآید — خروش عشق ز درویش و پادشاہ برآید

چہ طالع است بینندگان ستارہ روشن — با آفتاب ز رہ ہمرہ و با ماہ برآید

نہال سبزہ ز خود دیگر اے سپہر چہ دارم — بسوزم و ز تخم لالہ سیاہ برآید

چہ خط و خال تو چند از برائے سوختن من — یکے علیم شود دیگرے گواہ برآید

گناہ گرچہ نکردم ولے چناں بقصاصم — کہ دوست گر بدید از جان دشمن آہ برآید

ز حد گذشت ملامت حذر ز شعلۂ آہے — کہ روز بر روز دلہائے بے گناہ برآید

غم و ندامت و حسرت بجان ما زند شبیخون

چناں فغانی تنہا بایں سپاہ برآید

گل آمد ساقیا معشوق گل رخسارے باید — مے بیغش بدست آمد گل بے خارے باید

چرا باشند مرغان بہشتی حبس در مکتب — مقام آن نازنینان گوشۂ گلزارے باید

چو نام دوستی بردی بفیشان از وفا تخمے — بگفتن راست ناید کار کردارے باید

خوشا آن عدہ کز جان مقصودے رسد عاشق — زبان چرب را از شیرینی گفتارے باید

نہ آسانست کشتن خلق را و ساختن زندہ — لب شکرفشان و غمزۂ خونخوارے باید

ہر آن محنت کہ در عالم از آن دشوار تر نبود — بہ یارے میتوان از پیش بردن بارے باید

جمال چہرۂ معنی نداند عاشق حیران — متاع یوسف است اینجا کنون بازارے باید

فغانی خانہ ویران ساز تا تا مرت تقاگیرد — اثر خواہی کہ ماند در جہان آثارے باید

بقدرِ طاقتِ خود ہر کسے غمے دارد — دلِ من است کہ اندوہِ عالمے دارد

خرابِ حالم و باکس نمیتوانم گفت — خوشا کسے کہ بہر حال محرمے دارد

شداست نامہ سیاہ خواجہ راز خانمِ زر — دلش خوش است کہ در دست خاتمے دارد

مرادِ ما بمیانِ سہی قداں بستند — ولے چہ سود کہ بس جائے محکمے دارد

چہ دل نہی برفیقانِ نازہ پرورده — کسے ست یارِ تو کو بہرِ تو غمے دارد

شراب خوردہ فغانی دو خمار شدہ

جدا ز ساقیِ گل رخ جہنمے دارد

خوش آں شبہا کہ سر بر آستانِ دلستانم بود — زخاکِ پائے او مہرِ خموشی بر دہانم بود

بہر صورت کہ میرفتم بکویش آشنا بودم — نہ غوغائے سگانش بیم سنگِ پاسبانم بود

بخوابِ بیخودی شبہا بکنجے میشدم ساکن — زسوئے پاسبانش گوشۂ چشمے نہانم بود

چو بلبل نیم شب گہ خواب مستی میشدم بیدار — زباں چوں میکشودم نامِ آں گل بر زبانم بود

چو از نظارۂ خورشید رویش بیخود افتادم — زکویش ذرہ کاں بر ہوا میرفت جانم بود

فغانی میشدم بے طاقت از نظارۂ آں ماہ

ولیکن غیرتِ او مانعِ آہ و فغانم بود

جز جور و جفا پیشۂ محبوب نباشد — خوبی کہ جفائے نکند خوب نباشد

جائے نرسد نکہتِ پیراہنِ یوسف — گر خود کششِ از جانبِ یعقوب نباشد

ہرگز دلِ پرخوں نشود طالبِ درماں — مارا کہ بجز دردِ تو مطلوب نباشد

یک شمہ نجات از المِ عشق نیابد — آں را کہ بدل صبرِ صد ایوب نباشد

گر جذبۂ عشقت نشود یار فغانی

در راہِ طلب سالکِ مجذوب نباشد

احبابت او اسے کلامِ تو مے کشد — نقلِ فرست و بجنت تمامِ تو مے کشد

هر دم رقیب از تو پیامے رسا ندم | باک از رقیب نیست پیام تو مے کشد
بیداد کن کہ خوں منواں خواست از فلک | صیدے کہ در شکنجۂ دوام تو مے کشد
وہ زیں غرورِ حسن کہ بر ہر گلِ چمن | خلقے در آرزوئے سلامِ تو مے کشد
چوں آب زندگی ہمۂ جان و دل چسود | چوں نازہ میکنی و خرامِ تو مے کشد
پیدا بود کہ روضہ بچند آدمی رسد | مارا ہوائے صحبتِ عامِ تو مے کشد

در آب و آتش ست فغانی بیادِ تو
وسواسِ دل بگفتنِ نامِ تو مے کشد

مجاوران سر کوئے یار سر بخشند، | خورند زہر و بخلقِ خدا شکر بخشند
چہ جائے بادۂ لعل و مفرح یاقوت | دراں مقام کہ احباب جام زر بخشند
گدائے شہر کجا ہم عناں تواناں شد | بہر دمے کہ گہے تاج و گاہ سر بخشند
ہمیں بود کرمِ دلبرانِ اہلِ نظر | کہ سیم ناب ستانند و خاکِ در بخشند
بہر امید کہ خوباں نہ آں درختانند | کہ گل دہند بعشاق یا ثمر بخشند
اگرچہ یک ہنرم است و صد ہزاراں عیب | غریب نیست کہ جرمم بداں ہنر بخشند

ہوائے میکدہ دارد فغانی مخمور
بود کہ اہلِ دلش ہمتِ نظر بخشند

بتانِ شہر کہ ترکانہ تاج مے طلبند۔ | مراد سر بود از ہر کہ باج مے طلبند
نماند در جگرم آب ازیں سیہ چشماں | ہنوز ازیں دہ ویراں خراج مے طلبند
ز دردِ عشق دلِ خلق روزگار پرست | بغافیتے کہ طبیباں علاج مے طلبند
بجلوۂ بتواں شد چراغ مجلس و بس | صفائے فطرت و لطف مزاج مے طلبند
درونِ درد کشاں رفتہ رفتہ گشت و ہنوز | شراب لعل ز جام زجاج مے طلبند
حرانِ انجمنِ خویش تنگدستاں را | کہ جرعۂ ز سر احتیاج مے طلبند

ن ۱۵۱۵

شکر ز شیر جدا مے کنند یک جہتاں — نہ ہمچو شیر و شکر امتزاج مے طلبند

مدہ ز دست فغانی کمند زلف بتاں
کزیں مراد بہ شبہائے داج مے طلبند

چہ شد کہ از ہمہ جائے بوئے درد مے آید — ز ہر کہ مے شنوم آہ سرد مے آید

ز گریہ کور شدم وہ کہ کس نہ شد پیدا — ازیں گلاب کہ بر روئے زرد مے آید

قرار نیست درین چشم ہر زہ گرد ہنوز — ز رہگذار تو چنداں کہ گرد مے آید

ز عشق خون جگر نوش شکر کن مستیز — ز عالمے از پئے تو آب خورد مے آید

یکے درست نسازد زمانۂ نامرد — ز صد شکست کہ در کار ہر دمے آید

مخور فریب کہ پس ماندۂ ہزار خم است — مئے کزیں قدح لاجورد مے آید

ضرورت است فغانی وصال ہم نفسے
ز صد ہزار یکے چوں تو فرد مے آید

آنانکہ باخلاص کلام تو نویسند — در اول دفتر ہمہ نام تو نویسند

آنی کہ ز بزم ہنر و انجمن فضل — جادو قلماں جملہ سلام تو نویسند

یا رب چہ بلا ماہ تمامی کہ نمایاں — بر دل صفت حسن تمام تو نویسند

بس نکتۂ دل گیر زبان قلم آید — عشاق پریشان تو نام تو نویسند

یوسف صفتاں نام خود از غایت تعظیم — در گوشۂ مکتوب غلام تو نویسند

یاقوت لباں ورق لالہ و نسریں — تعریف خط غالیہ فام تو نویسند

چوں گفتۂ مرغان حرم ہست گلو سوز — ہر بیت کہ آں بر در و بام تو نویسند

حاشا کہ ملائک ز بیت خون فغانی
در حوصلہ و دانہ و دام تو نویسند

سحر کہ ساقی ما بادۂ طہور دہد — ندیم بزم ندائے ہو الغفور دہد

ن ثہ بیا کہ۔

دلم بمجلسِ مستانِ حق پرست کشید
که داد عیش بایں زنده حضور دهد

قدم براه نه ابدال که آبِ زندگیست
اگرچه خضرِ رهت وعده‌هائے دور دهد

ز سنگِ بادیه روشن شود زجاجهٔ دل
چو باز عرض تجلّی بکوهِ طور دهد

مخند بر دلِ تاریکِ ما ئے ملائے شمع
چراغ دیدهٔ دروی کشان چه نور دهد

یکے است دردِ فغانی و محنتِ ایوب
خدائے عزّ و جل اش گر دلِ صبور دهد

هر مصوّر کان جمالِ صورتِ موزون کشد
جبر نقش گیرد که ناز و غمزهٔ او چون کشد

تشنهٔ وصلت ز دستِ ساقیانِ چشم و دل
کاسهائے خون ز دستت[1] آں اے بیگور کشد

وقتِ آں مستِ محبّت خوش که در بزمِ فنا
ساغر در وصے ز یاران دگر افزون کشد

آنکه کلکش سحر پرواز در اوراقِ خیال
صورتِ لعلش بصد افسانه و افسون کشد

در حریمِ زیبادهٔ دل آمدی دامن کشان
باش تا جان حسنت هنتی زین میان بیرون کشد

کافرِ چین گر ببیند صورتِ احوالِ من
رخت صورت خانه را از گریه در جیحون کشد

گوهرِ لعلت دمے صد بار در بحرِ جمال
غنچهٔ اشکِ جگر گون مرا در خون کشد

محملِ لیلے اگر برمه رساند روزگار
عاقبت روزے عنانش جانبِ مجنون کشد

رشتهٔ جانِ فغانی بگسلد از بارِ غم
گر بهر دم آه سردے از دلِ محزون کشد

به این جادو وشانم تا سر پیوند خواهد بود
بزنجیرِ محبّت گردنم در بند خواهد بود[2]

اگر صد خوب پیش آید ترا یاد آرم و سوزم
بلا آن دل که بر وصلِ تو حاجتمند خواهد بود

نسیم پیراهن گر روضه ما زد بیت احزان را
همان خون در دل پر از غم فرزند خواهد بود

درین مجلس بپیچیده هر کسے دندان فرو بردن
امیدِ ما بران لبهائے شکر قند خواهد بود

ن [1] بیاد، ن [2] خواهد شد.

اگر تلخی رسد در صحبتِ احباب شیریں باش
مکن ابرو ترش تا کے گلاب و قند خواہد بود

عروسِ دہر ہر دہ روز عہدے بستہ با یارے
نہ پنداری کہ تا آخر بیک سوگند خواہد بود

ہنوزم دل طپید گر خوش تر از جانِ برم آئی
کجا از مژدۂ قاصد دلم خورسند خواہد بود

دغانے عہد اگر ایں است سہل است آبِ حیواں ہم
بخواہد خاک شد ایں جسم آبے چند خواہد بود

نہ مرد عشق خوبانی فغانی زیں ہوس باز آ
ملامت میشوی گفتن زیاراں پند خواہد بود

گر آں خورشید روئے بر سرِ من سایہ اندازد
رقیبش ہمچو ابر آید بروزے من سیہ سازد

گرفتارم بدستِ نازنینے کز ہوائے خود
مرا چوں زار تر بیند بخوبی بیشتر نازد

چناں خوبی کہ گر آئی میانِ مجلسِ خوباں
زہر جانب پری روئے برخسارت نظر بازد

رقیب از محرمی گر شمع بالینت شود شبہا
گمارم آہِ گرم خود بر و چندانکہ بگدازد

بغیر از خاکِ پائیش اے فغانی گر کشی سرمہ
سرشک از دیدہ بیروں آید و رویت سیہ سازد

نظارۂ روئے تو بسے خانہ سیاہ کرد
آتش کند ایں کار کہ آں روئے چو ماہ کرد

زاں نخلِ جواں تا چہ شود روزیِ عاشق
یارے بہوا داریِ او عمر تباہ کرد

امشب منِ دیوانہ دراں بزم نبودم
آہ از چہ کشید آں مہ دیر حال کہ وہ کرد

مارا ز تماشائے تو صد گونہ سیاست
آں چینِ جبین و شکنِ طرفِ کلہ کرد

تنہا چہ کند آنچہ ترا دید ہمیشہ
در آئینۂ دیدہ بہر سو کہ نگہ کرد

نزدیک تر از سایۂ ما بود فغانی
بس دور فتادست ندانم چہ گنہ کرد

دود برآمد دلم چوں سپند
دود نہ نشد از سرِ کارم گزند

آہ کہ با طالعِ بد آمدم
دودِ سپندم نکند ارجمند

عاشقِ دیوانہ چہ داند کہ چیست — طالعِ فرخندہ و بختِ بلند

پند نگوئید کہ من عاشقم — نیشِ زبانم نبود سودمند

سوختم این داغِ جفا تا بکے — پختہ شدم آتشِ بیہودہ چند

صبر مرا نے نفسا دم بدام — گرچہ بہر سوئے فگندم کمند

سوختِ فغانی و قبولے نداشت

آہ ازیں مردمِ مشکل پسند

از چہ مجنوں بر سرِ خود مرغ را جا کردہ بود — غالباً از پیشِ لیلیٰ نامۂ آوردہ بود

از منِ محروم دی چوں میگذشت آں شہسوار — تن تہاں در خاک و خونِ دیدہ ام در پردہ بود

دل نمیداد از کفِ آساں غنچۂ پیکانِ یار — کش بہ آبِ دیدہ و خونِ جگر پروردہ بود

التفاتے کاں پری شب با منِ دیوانہ داشت — نیست در خاطر مرا گر عشوہ ہوشم بردہ بود

مستی و عشقِ فغانی شورِ دیگر داشت دوش

غالباً از دستِ آں میخوارہ جامے خوردہ بود

مے خوارۂ مرا لبِ خنداں نگہ کنید — زیں شکل آنچہ مے کشدم آں نگہ کنید

ناگہ بیا سنے بنما یار غیورِ من — گفتم ہزار بار کہ پنہاں نگہ کنید

اے گلرخاں بصورتِ آں ترک بنگرید — چشمِ سیاہ زلفِ پریشاں نگہ کنید

بے باکِ من رسید دگر مست سرگراں — طرفِ کلاہ و چاکِ گریباں نگہ کنید

تا چند منع من ز خرابی و بے خودی — یکبار آں کرشمہ و جولاں نگہ کنید

ہر دیدہ نیست آگاہ از آں صورتِ غریب — خوبیِ آں ازیں دلِ ویراں نگہ کنید

از بابِ ماں وصل چہ درد از دلم رود — عمرِ بلا و محنتِ ہجراں نگہ کنید

داغے کہ در دل است فغانیِ خستہ را

زیں آہِ گرم و نالۂ سوزاں نگہ کنید

افغاں کہ دل بہیچ مقامم نمے کشد ۔ کس جرعۂ شراب زجامم نمے کشد
آزردہ ام چناں کہ بگلگشتِ کوئے تو ۔ دل ہم بہ اختیار تمامم نمے کشد
دستِ منو میانِ تو زیں تا زکانِ شہر ۔ چا یک تراز تو کس چو بدامم نمے کشد
دل میبرد فرشتہ ورہ مے زند پری ۔ رغبت بسوئے ہیچ کدامم نمے کشد
امروز ہم بوعدۂ مروآفتابِ من ۔ کیں داغ جانگداز بشامم نمے کشد
ایں غیرتم تمام کہ در سال ومہ کسے ۔ بارِ دعا و ننگ سلامم نمے کشد

جز عشق خانہ سوز فغانی دگر نماند
ہم صحبتے کہ ننگِ زنامم نمے کشد

نہ قرار دل بر من نہ بہ زلف یار گیرد ۔ بکجا روم ندانم کہ دلم قرار گیرد
نبود لبسوزِ عاشق دلِ بہار مے ندانم ۔ کہ ببزمِ یار خود را بچہ در دزار گیرد
زجفائے لالہ روئے شدہ ام چناں پریشاں ۔ کہ زبس غبارِ خاطر دلم از بہار گیرد
مشو اے رقیب باعث بشکست خاکساراں ۔ زچناں گلے مبادا کہ دلے غبار گیرد
شدہ ام خراب از انرو کہ چناں میانِ نازک ۔ دہدم بدست و آنگہ زحیا کنار گیرد

زجواب تلخ ساقی چو خراب شد فغانی
دگر از لبش مرادے بچہ اعتبار گیرد

چو باشم سر بزانو ماندہ شب در فکرِ کارِ خود ۔ رود چشمم بخواب و ماہ بینم در کنارِ خود
ببزمِ شمع خود خواہم کہ سوزم ہم چو پروانہ ۔ کہ غیرت میبرم از سایۂ شخصِ نزارِ خود
براہِ انتظارش تا بکے از اشک نومیدی ۔ بخوں غلطیدہ بینم دیدۂ شب زندہ دارِ خود
زآہِ سینہ سوزم چوں چراغ لالہ در گیرد ۔ خس و خاریکہ شب در دشت غم سازم حصارِ خود

فغانی چوں بخاطر بگذراند روز وصل ادہ
نہد صد داغ حسرت بر دلِ امیدوارِ خود

ن لہ یارے۔

ترسم کہ بوسم آن لب و رو ہم نمے دہد
من این طلب ندارم و او ہم نمے دہد

در دستِ روزگارِ گلِ آرزوئے من
زاں گونہ شد خراب کہ بو ہم نمے دہد

من آرزوئے آب بدل سرد کردہ ام
بختم مجال بر لبِ جو ہم نمے دہد

بیم است کز خمار دہم جان۔ و میفروش
یک ساغرم زلالِ سبو ہم نمے دہد

بیگانہ دارم از حرمِ وصل راندہ یار
جائیم بہ پہلوئے سگِ کو ہم نمے دہد

من صد سلام کردم و او یک جوابِ تلخ
بعد از ہزار تندیِ خوے ہم نمے دہد

از بس کہ جور دید **فغانی** ز دستِ دل
راہِ نظر بروئے نکو ہم نمے دہد

دود از دلِ من بادۂ گلرنگ بر آورد
زین خرقہ ترا آئینہ ام زنگ بر آورد

ہر بار نمے برد چنیں مطربم از دست
این بار ندانم کہ چہ آہنگ بر آورد

عشق آمد و در چاہ فراموشیم انداخت
وآنگاہ سرِ او بگل و سنگ بر آورد

گفتم کہ بیک غمزہ درم جامۂ ناموس
من گفتم و مطرب بنوا چنگ بر آورد

شد دیدہ سفید و گلِ مقصود نچیدیم
نخلِ غرض ما ہمہ این رنگ بر آورد

بس تخمِ امید از ہوسِ نام فشاندیم
نامش نشنیدیم ولے ننگ بر آورد

صد کوہِ بلا زیر و زبر کرد **فغانی**
ہر گاہ کہ آہے ز دلِ تنگ بر آورد

خنجر کشیدہ عربدہ با اہلِ حال کرد
آن ترک مست بیں کہ چہ با خود خیال کرد

حسنش یکے ہزار شدہ آمد از سفر
خوش آن ہوا کہ پرورشِ این نہال کرد

ہر شیوۂ ز صورتِ او معنئیست خاص
غافل ہمیں ملاحظۂ خط و خال کرد

یا رب چہ شد کہ از سرِ ما سایہ بر گرفت
آنکس کہ کارہا ہمہ بر اعتدال کرد

ناصح برو کہ انس نگیرد بہیچ کس
دیوانۂ کہ ہمدمیِ آن غزال کرد

ایزد ترا از بہرِ دلِ خلق آفرید — وانگہ چنیں سر آمد و صاحب جمال کرد

خونم چو آبِ خورد دلبت وہ چہ خط نوشت
آنکس کہ بر تو خونِ فغانیؔ حلال کرد

تو گر زارم کشی غمخوارِ جانِ من کہ خواہد شد — کہ خواہا خواست خونم مہربانِ من کہ خواہد شد

مگر خوابِ اجل گیرد شبِ ہجرِ تو ام ورنہ — حریفِ گریہ و آہ و فغانِ من کہ خواہد شد

مرا رشکِ رقیباں مے کشد امشب نمیدانم — کہ فردا تہمتِ آلودگانِ من کہ خواہد شد

بسوزیدم کہ چوں در پائے دام کشتہ اندازند — امانت دارِ مشتے استخوانِ من کہ خواہد شد

کہ خواہد گفت حالِ زارِ من آں پری یارب — دریں شب آگہ از دردِ نہانِ من کہ خواہد شد

شب آمد از کجا جویم فغانیؔ یار ہمدردے
بہ آہ و نالہ دیگر ہم زبانِ من کہ خواہد شد

صبا برگِ گلے سوئے منِ مجنوں نمے دارد — کہ از خارِ دگر دردِ دلم در خوں نمے دارد

نیفتم ہیچگہ در بزمِ شمعِ خود چو پروانہ — کہ کس دستم نگیرد دم بدم بیروں نمے دارد

فسوں خواں در پئے تسکینِ سوزِ من بفکر آں — کہ آہم آتشے در دفترِ افسوں نمے دارد

توانم خواندن آساں قصۂ او گر بر غمِ من — رقیبش در نوشتن حرفے از مضموں نمے دارد

شبے در بزمِ آں مہ زندہ دارم بر مرادِ دل — اگر ساقیِ دوراں در میانم افیوں نمے دارد

فغانیؔ دل منہ بر مہرِ آں دونِ ستم پیشہ
نیفراز و سرے تا دیگرے در خوں نمے دارد

پیشِ لبت کہ مرد کہ ہم از تو جاں نیافت — یک آفریدہ از تو مسیحا زباں نیافت

جاوید کامراں کہ تو ئی در ریاضِ دہر — گلدستۂ مرادِ کہ بادِ خزاں نیافت

فردا جوابِ نقدِ کدام آرزو دہد — عاشق کہ ہیچ گوشہ مراد از جہاں نیافت

باور کہ مے کند کہ مرا رفتن تو کشت — از خوں چو کس بدامنِ پاکت نشاں نیافت

کے در دلش گذشت کہ سوزِ من از کجاست
دشمن کہ آتشم زد و داغ نہاں ندید
نگرفت در پناہِ خودم زاغ ہم ز ننگ
ہر کس چہ علیہا کہ دریں استخواں ندید
کس را چہ انفعال مرا طعن مے کشد
آسودہ را چہ درد کہ زخمِ زباں ندید
تا چشم باز کرد فغانی بداں کمر
خود را بہیچ شکل دگر درمیاں ندید

ہر لحظہ ام خیال بسوے دگر برد
دستم گرفتہ بر سرِ کوئے دگر برد
جاں را بدستِ باد چو سوئے بت واں کنم
لرزد دلم مبادا کہ سوئے دگر برد
آشفتہ ام زباد کہ ہر دم بر غمِ من
گردے ز مقامِ تو بسوئے دگر برد
عاشق شنید بوئے گل از باد و شد ز دست
در مجلسش ندید کہ بوئے دگر برد
آمد ہوائے آنکہ فغانی بہ ہر نفس
برگِ نشاط بر سرِ کوئے دگر برد،

مے خوردہ طعنہ[1] بر منِ ناشاد مے کند
آں ترکِ مست بیں کہ چہ بیداد مے کند
دارم بدل امید کہ[2] پندارم ایں زماں
دارد بدست جام و مرا یاد مے کند
عاشق چو مور در تہِ پا رفت وہمچناں
گلگشت با بتانِ پری زاد مے کند
شوخے کہ در سرش ہوسِ مطربیست و مے
کے گوش بر نصیحتِ استاد مے کند
آتش بجز منم زد و سر داد ہمچو صید
اکنوں کہ داغ کرد چہ آزاد مے کند
با ہر کسے نگوئی فغانی کہ عاشقم
ایں حال خود ز طورِ تو فریاد مے کند

تا چند طلب باشد و مطلوب نباشد
خوں گریم و نظارہ محبوب نباشد
ہر نالہ میانِ من و او قاصدِ رازیست
دلسوز مرا حاجتِ مکتوب نباشد

---

[1] نخ. ہ - ن [2] دارم چنیں امید و بہ پندارم ایں زماں -

هر جا کہ شگافند دلِ مہر پرستاں
یک ذرہ نیابند کہ مجذوب نباشد

گر دیدہ و دل پاک نگہ داشتہ باشی
یا ہیچ از نظرِ پاکِ تو محجوب نباشد

عشق است کہ قربانِ سگِ کوئی کند مرد
ایں درد چو دردِ دلِ ایوب نباشد

شک نیست کہ در قصۂ پیراہنِ یوسف
خونبار ترا دیدۂ یعقوب نباشد

دل برمکن از یار جفا پیشہ **فغانی**
خوبے کہ جفائے نکند خوب نباشد

درونِ سینہ ام ایں نیم جاں کز مہر ماہے بود
بیک نظارہ بیروں رفت پنداری کہ آہے بود

ببوسی آستاں از ما چو در کویش رسی اے باد
کہ مارا چوں تو ہم دریں چمن یک روز راہے بود

کسم در ہیچ گلشن رہ ندادہ آں شب ز بد بختی
گذشت آں ہم کہ ایں دیوانہ را آرامگاہے بود

فتادم در تظلم روزِ جولاں بر سرِ راہش
نہ گفت آں بیوفا کیں آدمی یا برگِ کاہے بود

بہ آبِ چشمِ من رحمے کن آخر کیں ہمہ چشم است
کہ بر خورشیدِ رخسار تو اش روزے نگاہے بود

فغانی از سمومِ عشق در دشتِ فنا افتاد
نشد پیدا نشان و نامِ او گویا گیاہے بود

گرمے روم نزدیکِ او ذوقِ وصالم مے کشد
ور مے نشینم گوشۂ تنہا خیالم مے کشد

بے شمعِ خود گر مے روم در کنجِ تنہائی شبے
گہ غصہ خونم مے خورد گاہے ملالم مے کشد

من خود نمے گویم کہ او مے خوردہ باشد با کسے
آں شکلِ مخمورانہ و تغییرِ حالم مے کشد

قربانِ آں شوخم کہ چوں از دور مے بیند مرا
چنداں تواضع مے کند کز انفعالم مے کشد

گر چوں **فغانی** مے روم در گوشۂ صحرا دمے
آنجا بیادِ نرگسِ چشمِ غزالم مے کشد

از جورِ گل رخاں دلِ من خوار و زار شد
چنداں جفا کشید کہ بے اعتبار شد

رفتیم بے رخِ تو بنظارۂ چمن
بر ہر گلے کہ دیدہ نہادیم خار شد

ای آرزوئے دیدہ و دل بہرِ دیدنت   عمرم تمام صرفِ رہِ انتظار شد

در گریہ اختیار ندارم کہ دیدہ ام   از گریہ در فراقِ تو بے اختیار شد

حسرت نصیبِ دیدۂ شب زندہ دار شد   حرماں حوالۂ دلِ اُمیدوار شد

گفتم رخت بہ بینم و گیرد دلم قرار   آں خود بلائے جانِ منِ بیقرار شد

از جلوۂ تو آہ فغانیؔ علم کشید
در دل غمے کہ داشت نہاں آشکار شد

صُبحے بمن آں شاخِ گل از خواب نخیزد   تا نیم شبے مست ز مہتاب نخیزد

از خانۂ زیں خاست بقصدِ دلِ عاشق   زاں گونہ کہ عاشق ہمچنیں تاب نخیزد

از گرمیِ دل بود کہ آں غمزہ برآشفت   بے جوششِ خوں از رگِ قصاب نخیزد

ہر چند کشم بادہ ز دل پاک نگردم +   گرد یست دریں دل کہ بصد آب نخیزد

خُوں خوردنم از عشق نگوئید بزاہد   تا بے خبر از گوشۂ محراب نخیزد

پہلو بدمِ تیغ نہ ار بر سر کاری   مردِ ہنر از بسترِ سنجاب نخیزد

ایں بے خودی و مستیٔ عشق است فغانیؔ
زیں گونہ خرابی ز مے ناب نخیزد

معاذ اللہ گرت با دیگراں رغبت زیاد افتد   منِ دلخستہ را از غصہ آتش در نہاد افتد

بخود وصلت روا امید اشتم بر دیگراں ہجراں   چہ دانستم کہ فال ام جملہ بر عکسِ مراد افتد

رقیباں حال من با او نمید ارند اگر سوزم   الٰہی آتشے در ہر دم بد اعتقاد افتد

شبے در کلبۂ احزانِ عاشق در نمے آئی   چرا با دوستاں کس اینچنیں بے اعتماد افتد

میر حاجت بغیر از دل کہ در دستِ کسے نبود   اگر ناگہ خدا خواہد کہ در کارت کشاد افتد

فغانیؔ زیں نظر بازی سیہ شد نامہ ات تاکے
خیالت با خطِ نو خیزد فالِ فتنہ زاد افتد

ن۱ جان و دل۔   ن۲ میرم۔ ن۳ کشاد

ساقی بود و بادہ ازیں آب چہ خیزد — من نشئہ عشقم زمے ناب چہ خیزد

گل دیدہ نیفروزد و مہ دل نہ کشاید — مقصود توئی از گل و مہتاب چہ خیزد

خنجر مکش از درد کہ من صید ہلاکم — نزدیک تر ازیں غضب و تاب چہ خیزد

درہم مکش ابرو ز تمنائے دلِ من — جز حاجتِ درویش ز محراب چہ خیزد

چوں تیغِ تو خوردیم چراغیر کشد تیغ — تسلیم چو شد صیدِ تو قصاب چہ خیزد

در خواب شد آں مست بشکلے کہ مرا کشت — تا باز چہ بنماید ازیں آب چہ خیزد

اشکِ تو نبارد گلِ مقصود فغانی

پیدا است کزیں قطرۂ خوناب چہ خیزد

ہرگز ازیں دستِ تہی بند نقابے نکشید — خمِ زلفے نگرفت و مے نابے نکشید

سرآبے فلک عشوہ گرم جلوہ نداد — کاں سراب در آخر بہ سرابے نکشید

عاشقِ سوختہ خرمن ز بیابانِ فراق — تشنہ آمد بہ لبِ چشمہ و آبے نکشید

تا دلم آب نشد گوہرِ مقصود نیافت — بفراغے نرسید آنکہ عذابے نکشید

عاشقت چوں گلِ شبنم زدہ در بر نگرفت — وز گریبانِ تربت بوئے گلابے نکشید

ہیچ جا آتشِ رخسارہ نیفروخت زمے — کہ ز مرغِ دلِ ما خام کبابے نکشید

دلِ مشتاقِ فغانی بر جانیست مدام

گرچہ از ساغرِ مقصود شرابے نکشید

دلم آہِ سحر چو با دعا دمساز گردانید — ز غربت آفتابِ من عناں را باز گردانید

ہوائے دلکشِ صحرا و آبِ دیدۂ عاشق — نہالِ نازکش خوشتر ز سروِ ناز گردانید

کدام ابرو کمانت یار و ہمراہم شد دریں رفتن — کہ چشمِ عشوہ سازت را شکار انداز گردانید

ربود از نرگست بادِ جوانی رنگِ دلداری — غرورت غمزۂ مستور را غماز گردانید

مقدس آتشے کاں از نہادِ شمع چوں سر زد — ز روئے تربیت پروانہ را جانباز گردانید

هوائے زلفِ مشک آمیز و چشمِ سُرمہ سائے تو | چو تارِ عنکبوت اُم تار و بے آواز گردانید

ہمینت بس **فغانی** در بلادِ پارسی گویاں
کہ عشقت عندلیبِ گلشنِ شیراز گردانید

سیمائے تو ام در دلِ پر نور نگنجد | نورِ شجرِ حسن تو در طور نگنجد
از رشکِ گریبانِ تو داغست دلِ من | چندانکہ در و مرہمِ کافور نگنجد
در کنگرۂ وحدت و بر دارِ حقیقت | غیر از سرِ شوریدۂ منصور نگنجد
از تیغ مپوشاں سر اگر در رہِ عشقے | در حلقۂ مستاں سرِ مستور نگنجد
مرغِ دلم از کعبہ زند لافِ خرابات | چوں بوم کہ در منزلِ معمور نگنجد
چینی شکناں را ہوسِ رفتنِ چین است | در بزمِ گدایانِ تو فغفور نگنجد

آلودہ مکن خلوتِ پرہیز **فغانی**
برخیز کہ در صومعہ مخمور نگنجد

زباں بوصفِ جمالِ تو بر نمے آید | کہ خوبیٔ تو بتقریر در نمے آید
کہ مے رود بتماشائے آں خجستہ خصال | کہ از نظارۂ او بیخبر نمے آید
ہزار صورت اگر مے کشد مصورِ صنع | یکے ز شکلِ تو مطبوع تر نمے آید
ز آبِ دیدۂ گریانِ خویش در عجبم | کہ بے نشانۂ خونِ جگر نمے آید
چہ وصفِ جلوۂ گلہائے ناشگفتہ کنیم | چو غیرِ حسنِ تو ام در نظر نمے آید
بر آں سرم کہ بسر وقتِ کشتنم آئی | دریغ و درد کہ عمرم بسر نمے آید

نشانِ او زکہ پرسد **فغانی** حیراں
کہ ہر کہ رفت بکوئش دگر نمے آید

باچونؔ[1] مئے چرا مے چوں ارغواں خورند | بگذار تا بکوئے تو خونم سگاں خورند،
خوننابۂ دلم ز نوائے گل نہ اند کیست | دریاکشانِ عشقِ تو رطلِ گراں خورند

[1] خونِ من۔

در ماندگانِ عشق ترا خواب و خور حرام | آناں کہ عاشقند چرا آب و ناں خورند
شیرانِ مرغزارِ تو ہائے مشکبو غزال | بخشند صید را و دلِ خونچکاں خورند
تاب زبانِ خلق نداری شکر مخواہ | دانی کہ عاقبت طلبان استخواں خورند
خونم حلال اگر بکشی پیش دشمنم | ایں بادہ را زدیدۂ مردم نہاں خورند
گر کوہِ غم رسد ز تو دلبر نمے کنم | یارانِ مہرباں غمِ یاراں ز جاں خورند

مے کش فغانیؔ از رُخِ خوباں کہ خواہ نیست
جامے کہ دوستاں برُخِ دوستاں خورند

ستمگراں غمِ اہلِ نظر نمے دانند | جراحتِ دل و داغِ جگر نمے دانند
بجاں ملامتِ عشاق میکنند عوام | معین است کہ کارے دگر نمے دانند
خرد پسند ندارد شکستِ درویشاں | علی الخصوص کہ بازار سر نمے دانند
جراحتِ دلِ رنداں ز زخمِ تیرِ قضا است | فغاں کہ کج نظراں ایں قدر نمے دانند
بعیب دوستیم دشمنند کج نظراں | ہزار شکر کزیں بیشتر نمے دانند
خوشا نشاط پرستاں کہ سر خوشند مدام | چنانکہ آب ز راز آبِ زر نمے دانند

چہ منزل است فغانیؔ حریم کعبۂ عشق
کہ رہروِ فرشِ رہ یار سر نمے دانند

بمجلسے کہ تو ئی مے دگر نمے گنجد | چہ جائے مے کہ گلاب و شکر نمے گنجد
محبتِ تو چناں ساخت سیرم از عالم | کہ در مزاج دلم خواب و خور نمے گنجد
میانِ ما و حبیب آنچناں معاملہ ایست | کہ گر فرشتہ شود غیر در نمے گنجد
بنوش از دلِ عاشق مے کہ میخواہی | کہ در خزانۂ ما جام زر نمے گنجد
چہ تنگی است کہ در جامِ عیش مسکیناں | بغیر شربتِ خونِ جگر نمے گنجد
مکن دراز فغانیؔ حدیث و شور مکن | دگر بخلوتِ ما درد سر نمے گنجد

عید شد ہر کس مہ نو را مبارک باد کرد | ہر گرفتارے بطاقِ ابروئے دل شاد کرد
گریۂ مستاں بسوزِ نالۂ چنگ صبوح | زاہدِ خلوت نشیں را رخنہ در اوراد کرد
شامِ عید از جانِ خود بے او ملالے داشتم | آمد آں سرو و زقیدِ ہستیم آزاد کرد
گرچہ کشتن عادتِ مردم نباشد روزِ عید | جاں فدائے چشمِ او کیں شیوہ را بنیاد کرد
رحمتے بود آنکہ آمد بر سرم جلوہ کناں | این کہ رفت و ہمعناں شد با یداں بیداد کرد
بندۂ آں سروِ آزادم کہ در گلگشت عید | دردمنداں را بہ تشریف عیادت یاد کرد

ہر سرِ موئے **فغانی** نالۂ دارد ز شوق
گرچہ نتواند زضعف این ناتواں فریاد کرد

کیم من تا کس از مرگم برائے من فرود آید | مرا تشریف کردی بسکہ از دامن فرود آید
فدائے حلقۂ فتراک آں صیادِ دلبندم | کہ بہرِ صیدِ پیکاں خوردہ از توسن فرود آید
از آں روئے عرقناکم رسد از چشمِ دل آبے | مثالِ شبنمِ صبحی کہ بر گلشن فرود آید
برافروز از چراغ بہرِ مہوشاں منزل | کہ خورشید از برائے بادۂ روشن فرود آید
چراغِ تیرہ سوزِ من چہ بنماید دریں مجلس | کہ روزش آفتاب و شب مہ از روزن فرود آید
بنورِ جاں برافروزم سرائے دیدہ لیکن | دلِ سلطانِ من مشکل دریں مسکن فرود آید

فغانی جز بصاحبدل مخواں ویں نظربازی
چنیں معنی کجا در طبعِ ہر کودن فرود آید

سحر فغانِ من آنانکہ از طرفِ بام شنید | شکایتے کہ از و داشتم تمام شنید
زبانِ دشمنی و نصح دوستی گفتم | عیاں نگشت کہ خود را کہ من کدام شنید
دگر ہوائے گلستاں نکرد مرغِ چمن | چو حالِ خستہ دلانِ اسیرِ دام شنید
پیامِ تلخ ز معشوق عینِ مرحمت است | خجستہ وقت اسیرے کہ ایں پیام شنید
سلیحہ گو بجوابِ شکستہ پروازد | بشکرِ آنکہ بہر جا کہ شد سلام شنید

بنام وننگ مقید مشو کہ زاہدِ شہر — ہزار طعنہ زہر کس برائے نام شنید

دگر ز عشقِ جوانانِ مست توبہ نکرد
بنکتہ کہ **فغانی** ز پیرِ جام کشید

سرشکِ لعلِ من حالِ گلِ آزار مے آرد — گہر میریزد و سنگِ ملامت بار مے آرد

شکست از دیدہ خود خورد جانم این سزا آں — کہ صحبت راز خلوت بر سر بازار مے آرد

شرابِ لعل با محبوبِ سیم اندام نوشیدن — فرح دارد ولے تلخِ صد آنمقدار مے آرد

مکن عیبِ من از مستی و سربازی شرابست آں — کہ گردن بستہ شیرانرا بپائے دار مے آرد

بسا مرد سلامت او کہ بہرِ یکزماں مستی — شرابش موکشاں در خدمتِ خمار مے آرد

بجا بخشیءِ مے آنکس کہ دایم میکند انکار — اگر یک جرعہ مینوشد بر آں اقرار مے آرد

فغانی ماہ شبگردِ تو از عینِ ہواداری
گذر در چشمِ بیخواب و دلِ بیدار مے آرد

فراموشم شود چنداں کز و بیداد مے آید — ولے فریاد زاں ساعت کہ یکیک یاد مے آید

ملامت بیں کہ ہر سنگے کہ جست از تیشہ فرہاد — ہوا میگردد و ہم بر سرِ فرہاد مے آید

بدامِ انتظارِ او من آں مرغِ گرفتارم — کہ جانم میرود تا بر سرم صیاد مے آید

نہ تنہا آشنا بیگانہ را ہم میخراشد دل — سخن کز جان پر درد و دلِ ناشاد مے آید

بکوئے دردنوشاں میفشانم قطرہ اشکے — کہ ازیں خاک بوئے مردم آزاد مے آید

چہ میپرسی **فغانی** داستانِ دلخراشِ من
کہ گر بر کوہ میخوانند در فریاد مے آید

آنی کہ از تو حرفِ جفا میتواں شنید — دردت کشم کہ نامِ دوا میتواں شنید

قدت بلند باد کہ بر نخلِ حسنِ تست — آں گل کزو نسیمِ وفا میتواں شنید

ن ۵ لہ کہ عشق است ایں۔

بکشائی لب کہ ہرچہ تو گوئی چناں کنم — حکم ترا بسمعِ رضا میتواں شنید
جائے کہ پستۂ تو زباں آوری کند — دشنامِ تلخ بہ زدعا میتواں شنید
خوباں بعاشقاں سخن خوش نمیکنند — ور ہم سخن کنند کجا میتواں شنید
فریاد ازاں سماع و فغاں زیں نوائے نے — یک نالہ ہم زخانۂ ما میتواں شنید
مقصود صحبتست زگل ورنہ بوئے گل — انصاف اگر بود زصبا میتواں شنید
شد سالہا کہ نالۂ فرہاد پست شد — در بیستوں ہنوز صدا میتواں شنید

مرغاں شدند مست فغانی مروز باغ
کز ہر زباں ہزار نوا میتواں شنید

روزے فلکم پیش درِ او نرسانید — بختم بقبولِ نظر او نرسانید
زانم کہ چہ بر اوج رسید اخترِ طالع — برحالِ بدم چوں اثرِ او نرسانید
عشقم تنِ چوں موی بروزِ سیہ افگند — یکبار در آغوش در او نرسانید
عاشق بچہ مشغول کند پیش کہ دارد — دستے کہ بطرفِ کمر او نرسانید
یارب زچہ رنجیدہ شد آں مستِ شبانہ — دنداں چو کسے بر شکرِ او نرسانید
آخر دہن آلودہ شد از صحبت عاشق — لب گرچہ بخونِ جگر او نرسانید

چوں دست باں تازہ چمن یافت فغانی
آزار بگلبرگِ ترِ او نرسانید

گل آمد و بے یار نشستن کہ تواند — بے یار بگلزار نشستن کہ تواند
یکدم بمرادِ دلِ خود پہلوئے یارے — بے محنتِ اغیار نشستن کہ تواند
زیں شیوۂ مستانہ کہ ہردم تو نمائی — در بزم تو ہشیار نشستن کہ تواند
جز بخت زبونم کہ بردد مبد مش خواب — با من بشبِ تار نشستن کہ تواند
جائے کہ فغانی کند از دستِ تو شیون — بے دیدۂ خونبار نشستن کہ تواند

چشمم زگرد آں تنہ پا یاد میکند — مے گرید و نسیمِ صبا یاد میکند
در آتشم ز عشرتِ روزِ شکارِ تو — ایں دل رمیدہ بیں کہ چہا یاد میکند
نامم ز لطفِ تست دراں کوو گرنہ کہ — دیوانۂ غریبِ ترا یاد میکند
دارد خدا بلطفِ خودت اے فرشتہ خوے — زینساں کہ عاشقت بدعا یاد میکند
باور نمے کنم کہ کنم ترکِ چوں توے — دل گر ہزار نامِ خدا یاد میکند
دارد دلم ہنوز امیدِ وفائے تو — با آنکہ از ہزار جفا یاد میکند
غیر از لبت کہ میکشد آنرا کہ مرہم است — بیمار خویشتن بدوا یاد میکند

چنداں جفا کشید **فغانی** کہ نشنود
گر ہم یکے ز مہر و وفا یاد میکند

خطش چو بنامِ من زاں خامہ بروں آید — بس نکتۂ دلسوزاں زاں نامہ بروں آید
آں روز کہ در مکتب دیدم سبقش گفتم — کاں طفلِ گرانمایہ علامہ بروں آید
ننوشتہ سلامِ من اے دل چہ کشی خود را — بگذار کہ حرفے چند از خامہ بروں آید
دنداں بجگر دادم باشد کہ ازاں مجلس — بخشِ من کم روزے یک شامہ بروں آید
از بیم اماں خود را آتش زدم و رفتم — مردے کہ چنیں دل گرم ہنگامہ بروں آید
اے آنکہ نظر داری روزے بزلالِ خضر — میباش کہ سرِ دمِ من از جامہ بروں آید

دانم کہ دہد تسکیں یک روز **فغانی** را
ہر چند کہ آں دلجو در کامہ بروں آید

آں گل از گشتِ کشت مے آید — وہ چہ عنبر سرشت مے آید
شب کجا بادہ خوردۂ اے گل — کز تو بوئے بہشت مے آید
از سرم پا کشیدی و گفتم — کہ سرِ من نخست مے آید
بستہ زنار و دل گرہ کردہ — مست سوئے کنشت مے آید

ن لہ کفِ ، ن لہ طرف ۔

بدعائے فرشتہ رد نشود | آنچہ از سر نوشت مے آید

اے فغانی سزائے تست بخش
ہرچہ از خوب و زشت مے آید

تا کے کسے بزہد و لبِ خشک خوے کند | خضرِ رہے کجاست کہ مے در سبو کند
اے طالب بہشت درِ مے فروش گیر | آنجا دہند ہرچہ دلت آرزو کند
آنکس کہ بر پیالہ ما پشتِ دست زد | گو این قدر گذار کہ ناخن فرو کند
خرسند شو کہ ہرکہ زباں بست از سوال | حاجت نماندش کہ دگر جستجو کند
بے نیتِ درست نمازش درست نیست | منکر اگر ز چشمۂ حیواں وضو کند
منعم بصد امید نشاند درختِ گل | غافل کہ فرصتش نگذارد کہ بو کند

کارِ فغانی از مددِ خلق بہ نہ شد
کارِ نکو خوشست کہ بخت نکو کند

آں رہرواں کہ روے بدرِ دل نہادہ اند | بے رنج راہ رخت بمنزل نہادہ اند
تا میتواں شکستِ دلِ دوستاں مخواہ | کیں خانہ را بکعبہ مقابل نہادہ اند
بسم اللہ اے فقیر کہ چندیں تنِ عزیز | در شاہراہِ میکدہ بسمل نہادہ اند
در حیرتم کہ پیکرِ خاک از چہ جان نیافت | زیں کشتہائے عشق کہ در گل نہادہ اند
درماندۂ صلاح و فسادیم الحذر | زیں رسمہا کہ مردم عاقل نہادہ اند
از گوشہ ہائے میکدہ جوئیم صفائے وقت | کانجا ہزار آئینہ بر گل نہادہ اند
کمتر طریق دردکشی دردسر بود | ایں رسم را بشیوۂ مشکل نہادہ اند

غمگیں مشو فغانی اگر بادہ ات نماند
صد جائے بیش بہرِ تو محفل نہادہ اند

آمد بہار و دل بے وجام تازہ شد | ہرم بساقیانِ گل اندام تازہ شد

ن لہ بساز۔

از خاک کشتگان وفا خواست بوئے گل
داغے کہ بود بر دل از ایام تازہ شد

دل کندہ بودم از مے و ساقی چو گل رسید
جانِ رمیدہ را ہوسِ کام تازہ شد

ہر شاخِ گل ز کج کلہے مید ہد نشاں
یارانِ رفتہ را بجہاں نام تازہ شد

مرغِ ہوا بخانہ خرابیِ من گریست
چنداں کہ سبزہ ام ز لب بام تازہ شد

آہ از فریبِ دہر کزیں عشوہ بس نکرد
تا خلق را ہماں طمعِ خام تازہ شد

مے نوش و گل بریز **فغانی** کہ عاقبت
بارغِ ہنر[1] ز چشمۂ انعام تازہ شد

التفاتِ چشمِ آں مشکیں غزالم مے کشد
مردمیہا میکند کز انفعالم مے کشد

گرچہ آزادم ز قیدِ دانہ و دامِ ہوس
شوقِ دام و دانۂ آں زلف و خالم مے کشد

من نمے نالم ز اندوہِ شبِ ہجراں ولے
ہر نفس اندیشۂ روزِ وصالم مے کشد

چوں خراماں میرود سروش بگلگشتِ چمن
شیوۂ رفتارِ آں نازک نہالم مے کشد

نامِ دیدارش ندارد دیدۂ حیرانِ من
در نظر مے بندم از ویش خیالم مے کشد

باز میپرسی کہ خونت را کہ مے ریزد بناز
ناز نینی را چہ گویم کز سوالم مے کشد

پیر گشتم چوں **فغانی** در رہِ عشق و ہنوز
آرزوئے دیدنِ آں خورد سالم مے کشد

رسید آں شمع و زہر جانبے پروانہ مے جوید
پریشاں کردہ کاکل عاشقِ دیوانہ مے جوید

چگویم کاں بہشتی از ہوائے گلرخے چوں شد
چو آتش گشتہ در کوئے ملامت خانہ مے جوید

نگردد آشنا با کس وگر ہم مہرباں گردد
حریفے ہمچو خود کافر دلِ بیگانہ مے جوید

ز بد خوئی و مستی خوں کند در کاسہ ام اکنوں
کہ پیماں بستہ با میگوں لبے پیمانہ مے جوید

نکردی گوش گفتِ کس ولا اکنوں شدی عاشق
پے خواب از **فغانی** ہر شبے افسانہ مے جوید

[1] ن لہ ہزار۔

هوا گل بیز گشت و مرغ در پرواز مے آید | بہارِ رفتہ از گلشن بہ گلشن باز مے آید
تحیت میرساند بلبلاں را بادِ نوروزی | کہ گل بارِ دگر بر جلوہ گاہِ ناز مے آید
بگرداں پردہ اے مطرب کہ از راہِ عراق امروز | مہِ اوجِ فلک در گلشنِ شیراز مے آید
چہ بادِ مشک بیز است ایں کہ بوئے جاں دہد گردش | مگر از راہِ آں ترکِ شکار انداز مے آید
مئے لعل و نسیمِ گل مباد از جہاں خالی | کہ ایں آب و ہوا در سر مرادم ساز مے آید
بیا ساقی کہ انجامش بہ از آغاز خواہد بود | ہر آنکو با صفائے نیت از آغاز مے آید
بشارت باد زاں صیاد دوش کبکِ خراماں را | کہ باز از طرفِ دشت آوازِ طبل باز مے آید

مسیحا یار و خضرش رہنما و ہمعناں دولت
فغانی آفتابِ من بدیں اعزاز مے آید

کنوں کہ باد خزاں فرش لعل خام کشید | خوش آں کہ در صف مستاں نشست و جام کشید
دلم کہ جام نگوں داشت سالہا چو حباب | ببیں کہ موج سرابش چناں بدام کشید
فلک نداد مرادم چنانکہ دل می خواست | ولی بہر سر مویم صد انتقام کشید
شدم اسیر شکار افگنی کہ صد پارہ | سناں ز دیدۂ شیرانِ تیز گام کشید
ہزار جرعۂ فیض است در قرابۂ عشق | خوش آں حریف کہ آں کاسہ را تمام کشید
چگونہ لذتِ جام وصال دریابد | ز یار ہر کہ نہ بعد از فراق کام کشید
خوش آں فتادہ کہ ہر چند یار سرکش بود | بگرمیِ نفسش بر کنارِ بام کشید

بہ سیل داد **فغانی** سر سفینۂ خویش
نہ نام نیک شنید و نہ ننگ نام کشید

وقت است اے حریف کہ مے در سبو کنند | دامن کشاں بمنزل مقصود رو کنند
ما جوئے شیر و قصر زبرجد گذاشتیم | ساقی بگو کہ میکدہ را رُفت و رو کنند
می دہ کہ وضع میکدہ بے مصلحت نشد | کاریکہ می کنند حکیماں نکو کنند

امروز داد مرشد ما رخصت شراب | امّا باین قرار که کم گفت گو کنند
بگذار کار توبه صوفی به ساقیان | تا اندک اند کی بگلویش فرو کنند
مشکل حکایتی است که هر ذرّه عین اوست | امّا نمی توان که اشارت با و کنند
خوبان ز آب دیدۂ ما غافل اند حیف | زین یوسفان که جامه بخون شُسته شو کنند
قسمت نگر کشتۂ شمشیر عشق یافت | مرگی که زندگان بدُعا آرزو کنند

آلودۂ شراب فغانی بخاک رفت
آه ار ملایکش کفن تازه بو کنند

خوبان خراب نرگس مستانۂ تواند | خود راز یاد برده درافسانۂ تواند
آنانکه میبرند بحسن از پری گرو | رخساره برفروز که پروانۂ تواند
مستاں که بسته اندلب از آبِ زندگی | در آرزوئے ساغر و پیمانۂ تواند
من خود چه ذرّه ام که هوا آفتاب رو | هر روز تا بشب بدر خانه تواند
باخویش کردی اہل نظر آشنا ولی | چونیک بنگری همه بیگانۂ تواند
مستاں که شسته اندلب از آبِ زندگی | در آرزوئی ساغر و پیمانۂ تواند
حالا بعقل و حیا یو قیب از تو کام یافت | بے بہرہ آن گروه که دیوانۂ تواند
اے گنجِ حسن با تو چه دانه است کاین چنیں | مرغانِ قدس طالب ویرانۂ تواند
دل بروفای همنفسانِ دورو مبند[۵۱] | آنها که خویش تر بتو بیگانۂ تواند

وصلت[۵۲] چه یافت نیست فغانی طمع مبر
بسیار کس در آرزوئے دانۂ تواند

زگلگشت آمدی بنشیں که مشک چیں فرو ریزد | میان بکشا که از هر شو گل و نسرین فرو ریزد
چه خوشتر زیں که عاشق خفته باشد زار و معشوقش | زگلزار آید و گل بر سر بالیں فرو ریزد

ن ۵۱ منه ۔ ن ۵۲ وصلش ۔

خوش آں محفل کہ خورشیدی درون آمد عرق کردہ — نشینند و زمہ نو خوشۂ پروین فرو ریزد
زبان دان ایست ترک من کہ ہنگام سخن گفتن — بعنوانِ عجب لبس نکتۂ رنگین فرو ریزد
زگردِ رہ چو افشاند غزالم رشتۂ کاکل — ہزاراں نافۂ سربستہ از ہر چیں فرو ریزد
بانگیز علاج دل طبیب کاردان من — زنخل خامہ چندیں میوۂ شیریں فرو ریزد

دگر زاں لب چہ میخواہی فغانی زیں غزل گفتن
ترا بس نیست ایں دُرہا کہ در تحسین فرو ریزد

نسوزیم کہ گل ایں چراغ میماند — غبار مے رود از پیش و داغ میماند
جز از لقائے خودم نگہتے نمی بخشی — مگو کہ ایں سخنم در دماغ میماند
زہے صفائے بناگوش و قطرہائے عرق — کہ ہر یکے بدر شب چراغ میماند
خوش آں حریف کہ چوں سر نہد بپائے قدح — ز بادہ اش قدرے در ایاغ میماند
بچمن شگفت عجب دارم از مہندس سپہر — کہ صوفیانہ بہ کنج فراغ میماند

چناں شدست فغانی ز بوئے لالہ و گل
کہ شب بیاد تو در کنج باغ میماند

آہِ آتشناکِ من بوئے دلِ مجنوں دہد — گر نسوزد دل کجا ایں روشنی بیروں دہد
نازک اندامے کہ سوزے در جگر دارم از و — تر نگردم گر ہزارم غوطہ در جیحوں دہد
بس محال ست ایں کہ گردوں نم دہد نقدِ مراد — ایں کہ من یکذرہ دارم مے ستاند چوں دہد
گر نہ از بیداد او تیغم رسد بر استخواں — کے بگویم زیں حکایتہا کہ جوئے خوں دہد
حقۂ فیروزۂ افلاک دارد نیش و نوش — دل فدا شد ہر کہ را یکبار ازیں معجون دہد
طالب مے خانۂ عشقم کہ مستِ جام او — حشمتِ جمشید بخشد تاجِ افریدوں دہد
وہ چہ دلکش مجلسے داری کہ ہر روز آفتاب — رو بدیوارِ تو آرد پشت بر گردوں دہد
عشق در ہر مشربے کیفیتے دارد غریب — یک شرابست ایں و چندیں نشہ گوناگوں دہد

دیدہ دریا کن فغانی تا کنارت پر شود
تا صدف باراں نگیرد کے دُرِ مکنوں شود

توئی کہ تو کسے بہ شیوۂ خوبی نمیداند | ز تو خوشتر کسے آئین محبوبی نمے داند
بحسن صفحہ سیم تو ناظر مردم چشم | رموز حرف ملفوظے و مکتوبے نمے داند
پر از خونامۂ سروی کنار دامنِ عاشق | لب جوئے بہشت و سایۂ طوبے نمے داند
من از جانش ہوا خواہ دلِ فارغ کہ از خوبی | چہ داند رغبت طالب چو مطلوبے نمے داند
چہ حاصل گر شود صد جامۂ جاں چاک تا دامن | چو یوسف روئے من اندوہ یعقوبے نمے داند

ولے کو دلربائے در نیابد جذبۂ شوقے
فغانی جز طریق آستاں روبی نمے داند

دلم کہ سوخت سپندِ مہ جمال تو باد | اسیر سلسلۂ دام زلف و خال تو باد
ہزار افسر شاہی و تخت سلطانی | فدائی سلطنت حُسن بے زوال تو باد
تمام صورت احوال دردمنداں را | مدام جلوہ در آئینہ جمال تو باد
ز دفتر دل عشاق چوں کشائی حال | نوائے زمزمۂ شوق حسب حال تو باد
چراغ دیدہ شب زندہ دارِ من یارب | ز نور شمع طرب خانہ وصال تو باد
چو صف زنند بتاراج دل سیہ چشماں | بلائے اہلِ نظر شیوۂ غزال تو باد

بلائے جان فغانی و آفت نظرش
کرشمۂ خم ابروئے چوں ہلال تو باد

این باد ز طرفِ چمن کیست کہ داند | ویں بوئے گل از پیرہن کیست کہ داند
این نافہ کہ برگل شکند غالیۂ تر | از سلسلۂ پُر شکن کیست کہ داند
مارا برخ زرد بود صد رقم از خوں | دو گل رُخ و نسرین بدن کیست کہ داند
اے باد چہ داری خبر از غنچہ لعلش | افسونِ تو مہر دہنِ کیست کہ داند

آشوبِ دل و دیدۂ شیدائے فغانی
نظارہ سرو و سمن کیست کہ داند

دلا آں شمع دیدی غیرت پروانگی باید
باآتش آشنائی وز ہوا بیگانگی باید

جگر خواری و جاں سوزیست کمتر شیوۂ در عشق
خرد چو دل بایں سودا نہد فرزانگی باید

سبک ، ظرفیست در بزم محبت دجلہ جیحوں
چو ساقی عشق شد دل راگراں پیمانگی باید

شکستم شیشۂ ہستی شدم با دوست ہمکاسہ
بنائے عمر ویراں را گرم ہمخانگی باید

غبار ہستی از جاں برفشاں در خدمتِ جاناں
وصال گنج داری آرزو ویرانگی باید

چو در دل گرم کردی جا ہم از دل جو نشاطِ مے
حریفِ خانہ سوزاں را شراب خانگی باید

فغانی بے خود انرا با غیوراں کار دشوار است
عناں از دست دادی بعد ازیں مردانگی باید

از کعبہ عزم دیر برون از طریق بود
اما چہ چارہ چوں دلِ گمرہ رفیق بود

ہمچوں فرشتہ از دلِ میخانہ باز گشت
عقلم کہ دیر سال رفیقِ شفیق بود

رمزے کہ از دہانِ صراحی شنید جام
کُنہش کسے نیافت کہ مقصد عمیق بود

آخر بآب و دانۂ مے خانہ صید شد
مُرغ دلم کہ طائر بیت العتیق بود

حرفے شنیدم از لب جاں بخشِ ساقیاں
از جاں شدم کہ نکتہ بغایت دقیق بود

ہم در میانِ گریہ فغانی فرو رفت
بیروں نشد ز بزم تو مسکیں غریق بود

دوش آں پری ز قید رقیباں رمیدہ بود
صیدِ کمند ما شدہ آیا چہ دیدہ بود

در جوئبار دیدۂ عشاق جلوہ داشت
سروے کہ سر ز چشمہ حیواں کشیدہ بود

بر برگِ گل دمیدہ فسوں سبزہ خطش
خوش سبزۂ کز آبِ لطافت دمیدہ بود

آشوب دیدہ و دل و آسیب عقل و دیں
آں قامتِ کشیدہ و زُلفِ خمیدہ بود

بر بہر اشارتے کہ بشرح و بیاں نداشت تا دیدہ را بہم زدہ بودم رسیدہ بود

آں لالۂ کہ چید فغانی ز باغ دل
تاثیر آتشِ جگر و آب دیدہ بود

ترک من چوں لالہ برگ عیش بہ صحرا کشید سایہ باں زد بر کنار سبزہ و صہبا کشید
آہ ازاں دم کز سر مستی بعاشق جام داد وانگہ از عین عنایت منتظر شد تا کشید
آندم از جاہ دست افشاندم کز گلگشتِ باغ آستیں بر زد بناز و پیرہن بالا کشید
عشق چوں بر لوح مستی[۱] قرعۂ توفیق زد دیگراں را ترک فرمود و رقم برما کشید
گردِ من از سیل مژگاں نیزہ بالا ہست خار بیش ازیں نتواں سناں از دیدۂ بینا کشید
مے تواں گفت ایں کہ نتواں یافت در صد جام زہر آنقدر تلخی کہ فرہاد از کف حلوا کشید

ہست در محشر فغانی را کلید باغ خلد
یک بیک پیکاں کہ در عشق از دلِ شیدا کشید

بیخودی در عشق بازی باد رسوائی مباد درد باد او ز ملامت ناشکیبائی مباد
رستم از قید خرد یا رب اسیرِ عشق را ہمدمی جز با گرفتارانِ شیدائی مباد
بے تو غیر از نالۂ جانسوز و آہِ جانگداز عاشقاں را ہمدم شبہائے تنہائی مباد
جمع کردم در خم زلفت دل سرگشتہ را ہیچ دل یا رب پریشاں گرد و ہرجائی مباد
بے فروغ شمع رخسار تو اے چشم و چراغ دیدۂ شب زندہ داری باد و بینائی مباد
در حریم چشم و دل بادا جمالت جلوہ گر شمع را کارے بغیر از مجلس آرائی مباد

قول[۲] زاہد با فغانی در گرفتاری عشق
دم نمے گیرد کہ کس مجنون و شیدائی مباد

تا رخت را سبزہ در گلبرگِ تر پنہاں بود از تماشا سیر نتواں شد مگر پنہاں بود

---

[۱] ن۔ ہستی ۔ [۲] ن۔ قولِ ناصح با فغانی در پریشانیِ دل ۔

باز وقت آمد که هر کس با حریفِ سرو قد
در میان لاله و گل تا کمر پنهاں بود

خوش بود با لاله رویاں باده بر لبهائے کشت
خاصه آنساعت که خورشید از نظر پنهاں بود

دیده را حالا ز جام لاله آبے میدہم
گرچه داغِ بیشمارم در جگر پنهاں بود

بلبل شیدا نمے داند که در ایں بارگاه
زیر هر برگِ گلے صد نیشتر پنهاں بود

عیشِ من تلخست ورنه عالم از شهدست پُر
بلکه در هر گوشه صد تنگِ شکر پنهاں بود

زار مے سوزد فغانی گرچه پیدا نیست داغ
برقِ آهِ دردمنداں را اثر پنهاں بود

مه خورشید روئے من دمے یکجا نمے گُنجد
چناں گرمست بر دلها که بر دلها نمے گنجد

نسیم دامنش گلزارِ گیتی بر نمے تابد
غبار موکبش در عرصه غبرا نمے گنجد

شهیدے کز سر کویش غبار آلوده بیروں شد
ز شوقش تا ابد در جنت الماوا نمے گنجد

ازیں میخوردن پنهان و پیدا مستیِ دارم
که از پنهاں ندارد جا و هم پیدا نمے گنجد

ز عشق کافرے پیرانه سر در بزم میخواراں
بدینم رفت بیدادے که در دنیا نمے گنجد

نخواهد در سر و کالائے بلائے عشق و مستی شد
وجود پر بلائے من که در یکجا نمے گنجد

ز بیدادِ غیورے آنچه از دل کافری دیدم
چه جائے کعبه در بُت خانهٔ ترسا نمے گنجد

جنون عشق و از جانان خیال بوسه آغوشے
مگو اینها که اینها در خیالِ ما نمے گنجد

فغانی را دهانِ آرزو شیریں نخواهد شد
پر از زهرست جام او دراں حلوا نمے گنجد

رفتی و چشمِ روشنم از اشک حرماں تیره شد
در دل چراغے داشتم آں هم بهجراں تیره شد

بس تیره و افسرده ام در آتشم افگن شبے
داغ تو باشد شمع من بارے اگر جاں تیره شد

دیگر چه گل چیند کسے از گریهٔ شبهائے من
کز دیدهٔ آلوده ام سیلاب مژگاں تیره شد

میسوزم و آگه نیم کز چیست چندیں آتشم
بر من چه تابد چوں دلم از داغ پنهاں تیره شد

آلودہ نتواں زیستن بہر حیات جاوداں　　آئینہ اسکندری از آب حیواں تیرہ شد

سوز فغانی تہ بتہ در پیشش از شرم گنہ
ہم در خور آتش بود دل چوں بعصیاں تیرہ شود

خزاں آمد گریبانے بہ وندی چاک خواہم کرد　　بمن دہ مے کہ برافشانئے چوں تاک خواہم کرد
ورق را باز گردانید مستاں مے بگردانند　　کہ چندیں معنی رنگیں دگر ادراک خواہم کرد
چمن از برگ رنگیں گشت چوں بتخانۂ آذر　　ز مستی سجدۂ در ہر بن خاشاک خواہم کرد
بچین ابروئے ساقی کہ تا دارم مے باقی　　نظر در چشم مست و غمزۂ بیباک خواہم کرد
چو عکس خط ساقی در شراب افتاد دانستم　　کہ حرف عافیت از صفحہ دل پاک خواہم کرد
بروئے تازہ رویان خزاں من بادہ خواہم خورد　　حریف سفلہ را در کاسۂ سر خاک خواہم کرد

فغانی بوسۂ ساقیست تریاک شراب تلخ
دہان تلخ را شیریں بدیں تریاک خواہم کرد

آنکہ بہر دیگراں در زلف چیں مے افگند　　چوں رسد نزدیک من چیں بر جبیں مے افگند
دیدہ ام جائے پری روئے کہ پیش تخت او　　گر سلیماں میرسد خالی نگیں مے افگند
ہر کجا یک دل بہ تیر غمزہ مے سازد نشاں　　صد کماندارش پیاپے در کمیں مے افگند
صاحب خرمن نمیداند کہ دہقاں وقت کار　　دامن دولت بدست خوشہ چیں مے افگند

دور از اں دنداں و لب از مے فغانی توبہ کرد
آرزو چندے بشیر و انگبیں مے افگند

مرا ہر روز بے او صد غم جانسوز پیش آید　　الٰہی دشمن جان مرا ایں روز پیش آید
چناں دل تنگم از نادیدن آں بے گل رویش　　نگردم شاد اگر صد عید و صد نوروز پیش آید
خوش آں روزے کہ سوزم تا سحر در کنج تنہائی　　چو بیروں آئیم آں شمع جہاں افروز پیش آید
چو وقت آید کہ از لعل لبش فیروزی یابم　　بلا ہائے عجب از بخت نا فیروز پیش آید

بطاقِ ابرویش دارد فغانی دیدهٔ حیراں
کہ از ہر گوشہ تیرِ غمزہ دلدوز پیش آید

مرا یادِ تو ہر دم آتشے در دل برافروزد — نگشتہ شعلہ از یکجا بجائے دیگر افروزد
درآ و خانہ روشن کن کہ امشب مہلست عمرم — بود چندانکہ پیشِ من کسے شمع برافروزد
گرت سوزد خیال شمع رخسارت ازاں خوشتر — کہ محنت خانۂ من بے تو شمع خاور افروزد
نیفتد بے توام یک ذرہ در دل پرتو شادی — فلک ہر چند شمع دولتم روشن تر افروزد
چنیں کز آتش رویت تن من گشت خاکستر — دلم آئینہ مقصود از خاکستر افروزد

خوش آں محفل کہ بنشیند فغانی با دلِ نالاں
جمالِ ساقیِ گل رخ بنورِ ساغر افروزد

بازم بسینہ عشق جنوں جوش میزند — وز خون گرم دل بہ دروں جوش میزند
آسودہ بودم آہ کہ از یک نگاہ گرم — خونے کہ مردہ بود کنوں جوش میزند
سرتا قدم گداختم از درد عاشقی — خونابہ بنگرید کہ چوں جوش میزند
جانم بلب رسید ہنوز از خیالِ خام — در سینہ آرزوئے فزوں جوش میزند
مور شکستہ بال بشہدِ تو چوں رسد — کز طامعاں دروں و بروں جوش میزند
نتواں نگاہ کرد بداں روئے آتشیں — از بسکہ خال غالیہ گوں جوش میزند

ہر دم ز خامیِ تو فغانی در آتش است
بہر سواد سحر و فسوں جوش میزند

چناں آزردہ ام از تیزیِ عشق زیادِ خود — کہ خواہم اندکے از دل او برد یادِ خود
بایں قوتم کہ ننشینم دگر با دلبراں لیکن — ندارم اعتمادے بر دلِ بے اعتمادِ خود
فراقم آفتِ ہستی و جانم نخلِ رسوائی — مدام از فتنۂ سوزم ز بختِ فتنہ زادِ خود
مشوگر یار ہر گز خاطرم از شاہد و ساقی — کہ من در عالمِ دلبستگی دیدم کشادِ خود

فغانی مے ننوشی تا بود عشق و جنوں در سر
اگر آگہ شوی در وقتِ مستی از فسادِ خود

فگند یار بدلہائے خستہ تیرے چند | بگوشہ نظر انداخت گوشہ گیرے چند
دل از بہانہ ترکاں در آتش است مدام | بسوختیم بدست بہانہ گیرے چند
زبے نظیری شکل تو در جریدہ حسن | نہادہ اند خط سبز بے نظیرے چند

غزل بگوئے فغانی در آرزوئے جواں
کہ گرم از سخنانِ تو اند پیرے چند

دیدی کہ بخت آخر یار و ندیم چوں شد | آں صبر و تلخ کامی ناز و نعیم چوں شد
اشکم کہ خارہ مے سفت جا کرد در دل دوست | الماس پارۂ من دُرِ یتیم چوں شد
بیگانہ خوئے ما را کز آشنا حذر بود | خلق اش کریم چوں گشت طبعش سلیم چوں شد
برمن کہ نور شمعش صد نور بر بتابد | پروانہ پریشاں آخر مقیم چوں شد

ایں استخواں فغانی کز درد و داغ مے سوخت
پہلوئے شیر مرداں قدرش عظیم چوں شد

دوشش کہ مہماں رسید در تنِ ما جاں نبود | لاشۂ بے جانِ ما لائق قرباں نبود
مست پئے نقل و مے بر سرِ عشاق تاخت | بر سرِ دست آنچہ بود جز دلِ بریاں نبود
دیدہ چوں از لختِ دل در نظرش خواں کشید | حیف کہ جانِ رہی بر سرِ آں خواں نبود
حق لبش بود جاں نزل قدومش نشد | صبر حرم بود دل در خورِ قرباں نبود
آنچہ مرا مو کشاں در قدم بت کشید | حلقۂ زنار بود زلفِ پریشاں نبود

او کہ بچاکِ قبا ساخت فغانی خراب
ترک چگل بود و بس یوسفِ کنعاں نبود

جہاں بغیبت ہم صحبتاں نمے ارزد | برشک و غیرت دو ہمتاں نمے ارزد

تمام نعمت دنیا و نفع لذت آں ‏ ‏ بذکر خیر ولی نعمتاں نمے ارزد
وصالِ دوست کہ مقصودِ عالم کین ست ‏ ‏ غرور و نخوت نو دوستاں نمے ارزد
تمام عمر شہنشاہی و جہانداری ‏ ‏ بہ پست عہدی و کم خدمتاں نمے ارزد
فروغ کوکبۂ حسن و شور مستیِ عشق ‏ ‏ بچشم و نازِ نکو طلعتاں نمے ارزد

بسے خوش است فغانیؔ سرودِ مجلس عشق
ولے بشرکت بے نسبتاں نمے ارزد

دلہائے بستہ از گل باغِ تو باز شد ‏ ‏ چشم جہانیاں بچراغِ تو باز شد
چندیں گرہ کہ بر دلم از غصہ بستہ بود ‏ ‏ ہر یک ز جرعۂ زِ ایاغِ تو باز شد
آندم کہ سر بروں روم از حلقہ جنوں ‏ ‏ روئے دلم بلالہ باغِ[1] تو باز شد
خالی مباد ساغرِ عیشت ز خونِ ما ‏ ‏ کز ایں شرابِ ناب دماغِ تو باز شد

عشقت چو باز گشت فغانیؔ نہاں مدار
اکنوں کہ مرہم از سرِ داغِ تو باز شد

ماتم نشست و کوکبۂ صور شد بلند ‏ ‏ صد نیزہ در حوالۂ ناسور شد بلند
گلبانگِ میفروش بدردی کشاں رسید ‏ ‏ پند آشتی کہ زمزمہ صور شد بلند
معشوق در کنار دہد روشنی بدل ‏ ‏ زاں آتشم چہ سود کہ از دور شد بلند
منکر مشو کہ درگہ دیوانہ دیدہ اند ‏ ‏ آں آتشے کہ از شجر طور شد بلند
آباد باد میکدہ کز فتنہ ایمن است ‏ ‏ نخلے کزیں سراچۂ معمور شد بلند
آں روز نقد ہستی مانند بادہ شد ‏ ‏ کز طرفِ باغ طارمِ انگور شد بلند

بادا بقائے پیر کہ از جام فیضِ او
افسانۂ فغانیِ مخمور شد بلند

نو بہار آمد کہ بوئے گل جہاں را خوش کند ‏ ‏ جرعہ نوشاں را شقایق نعل در آتش کند

[1] ن لہ راغ۔

خورم آں شاہد کہ نو شد بادۂ بیغش بناز　　عاشقِ دلخستہ از نظارۂ او غش کند
لالہ خونریز و گل آتش بار و سوسن دہ زباں　　مُرغِ سرگرداں ازینہا تا کہ خاطر خوش کند
آہوانرا چشم و مُرغاں را نظر ماند براہ　　تا کے آں ترکِ شکاری دست در ترکش کند
شمہ طاقت نیارد گر بود صبح و شفق　　آنچہ بر دل جام صاف و ساقیِ مہوش کند

بلبل طبع **فغانی** در گلستانِ نظر
بہر تسخیر گلے ایں نغمہ دلکش کند

ہر آنچہ از صورت و معنی بر اہلِ راز مے آید　　تمام از گوشۂ آں نرگسِ غماز مے آید
سخن از پردہ میگوئی و لے گویا بود حسنت　　فروغ حسن شخص از جوہر آواز مے آید
فغاں از برقِ پیکانت چو شمع دلفروز ست ایں　　کہ از شصتِ تو اے ترک شکار انداز مے آید
زچنگ قامتِ عاشق چہ گلبانگ طرب خیزد　　چرخ واژگوں ابریشمِ ایں ساز مے آید

بہ بیں حالِ **فغانی** اے کہ بر آئینۂ پاکت
رخِ انجامِ کارِ ہر کس از آغاز مے آید

زخوباں خورد سالِ من طریقِ مرشدی دارد　　غلام ہمتش گردم کہ لطفِ ایزدی دارد
ہنوز از چار دہ نگذشتہ مولود ہمایونش　　بہ پیرانِ جہاندیدہ ہزاراں بخردی دارد
عفا اللہ نور سے خلوت نشیں تر از مے کہنہ　　من و یکجرعہ از جامش کہ طور بیخودی دارد
بسر تاجِ سیہ کج کردہ و چیں بر جبیں ماندہ　　خراماں با ہمہ رعنا قداں رعنا قدی دارد
نماید پاک و درویشانہ الفت گونۂ باخلق　　نہ فکر خود نمائی و نہ سودائے خودی دارد

گہے ہیچو لباس خلق مے آید بروں چوں گل
فغانی دیدۂ او را قبائے امردی دارد

منم کہ دوست مرادم ز تلخ شور دہد　　مدام بادہ و نُقلم بدستِ زور دہد
پیالہ گیر کہ دستے بمہر نتواں یافت　　اگر نگین سلیماں بدستِ مور دہد

مرا ز خاکِ درِ دوست بیش ازاں فرحست — کہ سرمہ مژدہ بینش بچشمِ کور دہد
قبول کن کہ بہ از کسوتِ ملامت نیست — کہ ہر چہ دوست بدردی کشانِ عور دہد
زآب چشم **فغانی** چہ خیزد اے بدخواہ
سزائے مردمِ بیدرد خاکِ گور دہد

نوروز علم برزد و گل در چمن آمد — خورشیدِ سفر کردہ من در وطن آمد
مرغے کہ ز ہجران گلے داشت ملالے — در باغ بنظارۂ سرو و سمن آمد
گل باز رسید از سفر و سرو ز گلگشت — پیمانہ بیارید کہ پیماں شکن آمد
یعقوب جواں شد ز صبا من شدم آتش — ایں بوئے دگر بود کز آں پیرہن آمد
ہمراہِ صبا بوئے مسیحا نفسے بود — زاں بوئے دلِ مردہ من با سخن آمد
ز عشق و مے زندگی آورد چناں غم — آفت نہاں بود کہ بر کوہ کن آمد
سرمست رسید از رہِ خوباں بنظارہ — گشتند سراسیمہ کہ ہاں پیلتن آمد
خاموش نشد از سخنِ عشق **فغانی**
ہر چند کہ سنگ ستمش بر دہن آمد

غم نیست کز دلم ز فراقت ستم برد — یک ذرہ ہمدمیِ تو صد سالہ غم برد
در ششدر وصال کہ دا دست ہر دو کون — بر دل کہ نقشِ کم زند البتہ کم برد
آنجا کہ جرم بخشیِ خلقِ کریم تست — کس را مجال نیست کہ نام کرم برد
گلگون ناز را چو بجولاں در آوری — صد خرمنِ مراد بباد قدم برد
تا چند با خیالِ تو شطرنجِ آرزو — دل گفتِ آں دو سلسلہ خم بخم برد
ہر کو دہد بحسن فروشاں متاعِ دل — قلب سیہ آورد و جامِ جم برد
بر نقل مجلسِ تو **فغانی** چو دست یافت
حاشا کہ رشک و غصہ صید حرم برد

رعنائے من چو دست برقص و سماع کرد — در جلوۂ ہزار ہزار اختراع کرد
تا جاں نداد و ور نشد از سرش سماع — آنکو ترانۂ زلبش استماع کرد
آہ این چہ راہ بود کہ آں ارغنوں نواز — زد نغمۂ فراق زما انقطاع کرد

دشمن بروزِ عیش **فغانی** نزاع داشت
ہجرانِ دوست آمد و رفع نزاع کرد

از دوری من دیرِ مغاں بیتِ حزن شد — مخموریِ من توبۂ صد توبہ شکن شد
آں دل کہ سفالِ سیہ میکدہا بود — از فیض نظر مجمرہ مشک ختن شد
آئینۂ دل پاک شد و یار در آمد — صد شکر کہ کارم ہمہ بر وجہ حسن شد
آں عشق و جوانی کہ دریں واقعہ با تست — افسوس کہ در ہیچ و دیم درد بدن شد
پار آں شجرِ حسنِ تو نو بود نہانی — امسال چہ شمشاد قد و سیم بدن شد
بس روغنِ دل مرہم کافورِ جگر ساخت — معشوق کہ شیریں سخن و بستہ دہن شد
در دیدہ بدل گشت سیاہی بسفیدی — نظارہ کہ ریحان ترت برگ سمن شد
از بادۂ صافم نکشاید دلِ روشن — تا شمع جمالِ تو چراغ دل من شد
بر ساغرے شاید اگر لب بکشایم — چوں خاتم لعل تو مرا مہر دہن شد

قطع نظر از ساغر و مل کرد **فغانی**
بگذاشت گل میکدہ و رخ بہ چمن شد

جفا مکن کہ دگر آں جفائے گنجد — چناں شدم کہ بدل ماسوائے گنجد
ہزار گونہ جفا نقش بستہ در دلِ تو — چشد کہ یکدو رقم از وفائے گنجد
نگو ئیمت کہ مکن گفت گوئے بیگانہ — چو در دلت سخنِ آشنائے گنجد
در آمدی بدل و رستم از جفائے جہاں — بہر کجا تو بیائی بلائے گنجد
بدردِ عشق **فغانی** خستہ را دلتنگ — چناں پر است کہ یادِ دوائے گنجد

ماہِ من از جامہ خواب مہر سر بر میکند
خلعت مخموریِ خورشید در بر میکند

یار جائے تا کمر در زر نہاں چوں آفتاب
عاشقِ بیچارہ جائے خاک بر سر میکند

خاک مرو از کیمیائے عشق مے سازد ولے
بادشاہ من کجا نظارہ در زر میکند

دل ز شوق دانہ زنجیر طوقِ گردنش
یاد خاک بوتہ و دکان زرگر میکند

اوکہ در ہر گوشہ دارد چوں **فغانی** صد ہزار
کے بعزلت خانہ اش یکبار سر بر میکند

چند گرہ بر زباں وہ کہ دلم چاک شد
از نفس گرم من شعلہ در افلاک شد

حاصل گنجِ دماغ در قدحے مے زدم
نافہ مشکینِ دل صرف گل تاک شد

نکہت داماں و جیب رفت بہفتم چمن
بس کہ برقص و سماع نخل تو چالاک شد

از مددِ دل شدم کشتہ جولاں گہت
لاشہ قربانِ من قابلِ فتراک شد

مست بہ آہنگِ رقص خاستی از بزم ناز
جان ہزار آدمی در قدمت خاک شد

گر نہ ز عود ترت دود بر آمد ز دل
دستہ ریحان ما تودہ خاشاک شد

نامزدِ تیغ عشق گشت **فغانی** سرت
لایق قرباں شدی چوں کہ دلت پاک شد

دلم کہ ہمرہ آں مہ چو ابر جست شود
گداز تا برود آں قدر کہ سست شود

ندیدہ دامنِ پاکِ تو مہر و ماہ ہنوز
درست باد کتابے کہ خامہ شست شود

قلم دریغ مدار از سفینہ عاشق
کہ ایں شکستہ بہ اصلاح تو درست شود

بناتِ پارہ مائے بروز دیدہ گلاب
تبارک اللہ ازیں موسمے کہ رست شود

من اولت چو بدیدم بغم نہادم دل
کہ حکم خیر و شرِ ہر کس از نخست شود

دلم بخدمت نخل بتاں بر آمد زار
کہ ناز کست نہالے کہ خانہ زست شود

دلیر نیست **فغانی** ہنوز در رہ عشق
مگر بخدمت اصحاب درد چست شود

امروز صفائے دلم از سیمتنے بود | جانم پر از اندیشہ نسریں بدنے بود
چوں دستہ گل ساعدے از داغ نہانی | آراستہ زاں دست کہ گلفتی چمنے بود
در جوش در و بام ز نظارۂ دیدار | گرما بہ مگر خلد بریں انجمنے بود
در تا بہ حمام فروزندہ چو ماہے | نے زہرہ آہے نہ جمالِ سخنے بود
از سجدۂ شکرم دلِ شوریدہ نیاسود | کاں وصل نہ اندازہ بخت چو منے بود
در جامہ نگنجیدم ازاں شوق کہ دل را | آب از عرق سینہ گل پیرہنے بود
بر چشمہ خورشید دریغست کشودن | چشمے کہ بدیدار چناں غمزہ زنے بود

او رفت و فغانی بسر صفحہ حمام
چوں قالب جاں رفتہ درونِ کفنے بود

تا دیدہ در رخ تو مقابل نمے شود | کام دل از جمالِ تو حاصل نمے شود
ہر دل بحلقہ سلسلہ موئے قرار یافت | دیوانہ من است کہ عاقل نمے شود
دست تہی اگر ہمہ تعویذ دوستیست | در گردنِ مراد حمائل نمے شود
غافل مشو ز حالِ اسیرے کہ یکنفس | از جلوۂ خیال تو غافل نمے شود
دل شد اسیر آہوئے مردم فریب تو | کارش بسحر جادوئے بابل نمے شود

خونِ قتیل عشق فغانی بہیچ رو
فردا وبالِ دامنِ قاتل نمے شود

در ہر کہ نیست نشاء دردِ تو مردہ باد | ہجر تو مرگ زندہ دلانِ فسردہ باد
بے جلوۂ تو مردمک دیدۂ مرا | گر خاک مقدمت نشود باد بردہ باد
گل ہائے آتشیں کہ برآوردہ آب چشم | خونِ جگر ز پردہ مژگاں فشردہ باد
نقشے کہ غیر صورت مردم فریب تست | از صفحہ مراد دو چشم ستردہ باد
بر گوہر دلے کہ بزلف تو بستہ اند | یک یک بدست ہندوئے خالت شمردہ باد

ہر اشک لالہ گوں کہ نشد صرف گلرخے
گرد انہائے لعل بود خاک خوردہ باد

این خاک استخوں فغانی امانتست
از بہر طعمہ سگِ کو بیت سپردہ باد

گہ بلطفم مے نوازد گہ بنازم مے کشد
زندہ مے سازد مرا آں شوخ بازم مے کشد

ہر شب از افسانۂ غم گیردم خواب اجل
آخر ایں افسانۂ دور و درازم مے کشد

نازنینِ من کجائی وہ کہ در راہِ امید
دیدۂ محروم از اشکِ نیازم مے کشد

گر نگریم مے شود خوننابہا در دل گرہ
ور بگریم خندۂ آں عشوہ سازم مے کشد

ور غمش چوں میشوم با نالۂ بے ہم نفس
دلنوازیہائے آں مسکیں نوازم مے کشد

چوں فغانی ہر نفس میسوزم از داغ نہاں
ور کشم آہے ز دل افشائے رازم مے کشد

دلم بے آں شکر لب ترک عیشِ انجمن گیرد
نہ گل را بو کند نے ساغرے در دہن گیرد

من از خونابہ خوردنہائے ہجر افتادہ ام بیخود
صبوحی کردہ او با دیگرے راہِ چمن گیرد

نسیمے گر رود در کوئے او لرزم من بیدل
ز رشکِ آنکہ ناگہ بوئے آں گل پیرہن گیرد

ز جور او کشم تیغ و کنم آہنگِ قتلِ خود
مگر رحمے کند آں بیوفا دستِ من گیرد

رود با مطرب وے ہر شب آں گل در گلستانے
فغانی با دلِ پرخوں رہِ بیت الحزن گیرد

خوں خوردنم ز ہجرِ تو از حد بروں مباد
زیں تلخ بادہ چہرہ کس لالہ گوں مباد

آتش بسوز نالہ ہستانِ عشق نیست
خوشدل کسے بنغمۂ ایں ارغنوں مباد

اے گل خیال کشتن عاشق نہ طور تست
بر دامنت نشانۂ ایں رنگ خوں مباد

سوزاں ترا ز جدائی یار ست رشکِ غیر
ایں داغ بر جراحت عاشق فزوں مباد

وصل تو آفتاب ندیدم کہ فال زد
کس ذرہ کواکب طالع نگوں مباد

ن لہ عشق۔

هردم بشکلِ دیگرم آں غمزہ مے کشد — کافر بہ تیغ غمزہ خوباں زبوں مباد
آنرا کہ نیست گرمیِ عشقت حیات نیست — سر بے ہوائے عشق و دلم بے جنوں مباد

خود را تمام داد **فغانی** بدستِ عشق
آشفتہ دل ز وسوسہ چند و چوں مباد

حسنِ تو بچشمِ ما نگنجد — آں نور بہیچ جا نگنجد
باز امشبم از خیالِ آنرو — در دیدہ و دل صفا نگنجد
بے مغز سرے کز آفتابے — یک ذرہ درو ہوا نگنجد
یارب چہ دلست آنکہ ہرگز — در وے رقمِ وفا نگنجد
گل بر سرِ خاکِ من میارید — کانجا بجز از گیا نگنجد
بیگانہ گرفت بزمِ آں شمع — پروانۂ آشنا نگنجد

ہر شام زیاربِ **فغانی**
در ہفت فلک دعا نگنجد

خیالش در وفا چوں وصل رو با روئے خواہد بود — خیالِ یارِ بدخو ہمچو او بدخوئے خواہد بود
نہالے کز ہوا داری ندارد گوشہ چشمے — اگر از آبِ حیواں سر زند خود روئے خواہد بود
قضا چوں دست چوگانش بدید از زور بازو گفت — کہ در میداں ایں پرفتنہ سرہا گوئے خواہد بود
ز دستِ نیکواں ہرگز بدی صادر نخواہد شد — اگر واقع شود از پہلوئے بدگوئے خواہد بود
گلے کز گریۂ مجنوں و خاکِ کوہکن روید — جنوں آمیز و شور انگیز و آفت بوئے خواہد بود

بجائے چوبِ گل گر تیغ باشد در کفِ درباں
فغانی عندلیبِ گلشنِ آں کوئے خواہد بود

شبہا گذشت و چشمِ من یک لحظہ آرامے ندید — بے گریہ صبحے دم نزد بے خونِ دل شامے ندید
یک شب سرِ شوریدہ ام سامانِ بالینے ندید — روزے ز دل خوں گشتہ ام از دے سرانجامے ندید

نگذشت روزے باشبے کیں جان خرمن سوختہ — پروانۂ شمع نشد داغے گل اندامے ندید

عمریست کیں دل تنگی دارد فغانی با بتاں
هرگز کشاد کار خود از حلقہ دامے ندید

خوباں ندیم مجلس عشرت نگشتہ اند — کس را بظلم در سر صحبت نکشتہ اند
آں دلبراں کہ یافتہ اند از وفا نشاں — عشاق را در آتشِ غیرت نکشتہ اند
خوش آں بتاں کہ بوسہ ندادند بے طلب — ورنیز دادہ اند بہ منت نکشتہ اند
بسیار بودہ اند وفا پیشہ عاشقاں — خود را چو من بخاکِ ندامت نکشتہ اند
بگذر ز قیل بے جہت ما کہ نیکواں — صید حقیر را ز مروت نکشتہ اند

بے حکمتے نگشت فغانی ترا حبیب
چوناں کس مخالف حکمت نگشتہ اند

آنیم کہ صد بار ز ما لعلِ تو جاں برد — مرغ دلِ ما را بتغافل نتواں برد
آور د صبا در قدمت کہ ہمہ جاں خواست — از غنچہ جاں بخش تو ہر جا کہ نشاں برد
در دوزخ ہجراں ہمہ شد جنّت فردوس — گلہا کہ ز دیدار تو چشم نگراں برد
آتش شد و از خرمن جاں شعلہ برآورد — ہر بار کہ دل نام وصالت بزباں برد
از ما مطلب زہد کہ در انجمن عشق — اول قدم ایں تحفہ ز ما رطلِ گراں برد

ہر جور کز اں تنگ دہاں دید فغانی
چنداں بزباں گفت کہ آخر بزباں برد

گر تلخ شدی شور تو از سینہ کجا شد — شیرینیٔ درد از دلِ بے کینہ کجا شد
شب یار و سحر دشمنِ جاں اینچہ خمار ست — خاصیت نُقل و مے دوشینہ کجا شد
از لخت کبابِ دلِ ما زود شدی سیر — حق نمک و صحبتِ دیرینہ کجا شد
عاقل نشود تیرہ بیک آہ ز مجنوں — نور خرد و طبع چو آئینہ کجا شد

هر چند بود سوختنی دلقِ فغانی
آخر ادب خرقۂ پشمینہ کجا شد

چوں گوش بر فسانہ ام آں پر بہانہ ماند
رخ تافت از من و سخنم در میانہ ماند

جاں رفت و دیدہ بہرِ تماشائے روئے تو
گردید آب بحسرت و در چشم خانہ ماند

بر خاک رہ چو عرصہ شطرنج شد تنم
از بس کہ در قفائے از سمِ اسپت نشانہ ماند

حرفیست از وفائے تو اے ترک تند خوے
ہر جا خطے کہ بر تنم از تازیانہ ماند

از خواب بر نخواست فغانی سرت مگر
در کلبہ جرعۂ ز شراب شبانہ ماند

چشم ز دیدنِ مہِ روئے تو بس نکرد
روئے ترا کہ دید کہ بازش ہوس نکرد

عاشق ز کوئے دوست نشد مائل حرم
مرغ از حریم باغ ہوائے قفس نکرد

فریادِ من ازاں سرِ کوے ہیچ کم نہ شد
تا باسگانِ خویش مرا ہمنفس نکرد

بر خاک رہ چو دید سرم زیر پائے خویش
پا بر سرم نہاد نگہ باز پس نکرد

چنداں کہ جور دید فغانی ز دلبراں
از بخت خویش دید شکایت ز کس نکرد

آنچہ من مے کشم از عشق تو مجنوں نکشید
وانچہ من دیدم ازیں واقعہ فرہاد ندید

آہ ازاں رمز و اشارت کہ میان من و تو
رفت صد گونہ سخن بے مددِ گفت و شنید

غنچہ عیش من از گلشن جنّت نشگفت
بر دلم از چمن وصل نسیمے نوزید

مستی و تشنگی جرعہ کشاں ساخت فزوں
از لبِ لعلِ تو آں قطرہ کہ در بادہ چکید

دل کہ بود از شکن طرۂ مشکینِ تو برو
یافت سر رشتہ امید بمقصود رسید

شہد نوشین ترا مژدہ کہ از زہر فراق
شد فغانی بتمنائے وصالِ تو شہید

دلم روانہ شد و جان ہم سفر گیرد — کہ از مسافرتِ دورِ من خبر گیرد

تو نازنینی و ما دردمند و دُرد آشام — میان ما و تو صحبت چگونہ در گیرد

ز تابِ شمع رخت آتشیست در دلِ من — کہ گر نفس بکشم شعلہ در جگر گیرد

بہ پائے بوسِ تو آنکس رسد کہ چوں خورشید — اگر خرام کنی مقدمت بہ زر گیرد

رخت ز نازکیِ خط و خال مشک افشاں — ہزار نکتۂ باریک بر قمر گیرد

کشد گلاب **فغانی** دواں[ن] ز گوشۂ چشم

گرت ز نالہ عشاق دردِ سر گیرد

کدام عید کہ حسنِ تو صد شہید ندارد — صباحتے کہ تو داری صباح عید ندارد

غنیمت است زمانے مہِ جمال تو دیدن — کہ عید وصل بتاں مدتِ مدید ندارد

چہ حاصل از نظرِ پاک و دیدۂ روشن — چو چشم شوخِ تو پروائے اہلِ دید ندارد

بیا کہ بہرِ تو باز است دیدہ ہا بسرِ رہ — در خرابۂ اہلِ نظر کلید ندارد

کسے مناظرہ با من کند ز دیدنِ رویت — کہ ہیچ آگہی از مصحفِ مجید ندارد

غلام ہمتِ پیرِ مغاں و حکمتِ اویم — چرا کہ او ستمِ جور بر مرید ندارد

رسید عید و ندید آنکہ جمال **فغانی**

کہ چشمِ مرحمت از طالع سعید ندارد

چسازم وہ کہ آں بیباک روئے از ہر دو زن پوشد — ز چشم بد پریشان و ز زلفِ پر شکن پوشد

بصد رنگ دگر مے سوزدم آں شکلِ مستانہ — گر فتم کاکل پر تاب و چاک پیرہن پوشد

ہمہ یوسف رخاں زارند بہرِ آستیں کوشش — کسے زیں ساں قبائے دلبری در انجمن پوشد

گریباں مے کشاید تا کند صد رخنہ در جانم — بگل گشتے قبا نازک تر از برگ سمن پوشد

کسے کز دیدۂ روشن جدا ماند تواند ہم — کہ سال و مہ برائے خود در بیت الحزن پوشد

دلم را پارہ مے سازی و مے دوزی گریبانم — چہ رحم است ایں برائے شوخ کے عاشق کفن پوشد

[ن] دواں — روان۔

مگو حالِ **فغانی** اے صبا بگذشت کار از آں
کہ درد محنت و غربت زیارانِ وطن پوشد

بہر کس گر در آئی خوبیِ رخسار کے ماند | نہالے کاینچنیں باشد تنش پُر بار کے ماند
نشانِ دامن پاکت زروز افزونیِ حسنت | وگرنہ خوبیِ دہ روزہ ایں مقدار کے ماند
توئی در دل چو خون و جاں بہم آمیختہ با من | کسے کیں بادہ در جامش بود ہشیار کے ماند
رسد روزے کہ از باغ وصالت بر تواں خوردن | رسد گلگشت من ہم در دلم ایں خار کے ماند
زحسن پر کمالست ایں کہ شد خلقے خریدارت | اگر اندک زمانے باشد ایں بازار کے ماند

رسد خوابے کہ تا روز قیامت بر ندارم سر
فغانی دیدۂ کس ایں قدر بیدار کے ماند

غبارے کان گل از دامن بوقتِ رفتن افشاند | بمیرم تا صبا ہمچو عبیرش در من افشاند
کسے ہمچو صبا در گلشنِ کوئے تو رہ یابد | کہ یکبارہ ز گردِ ہستی خود دامن افشاند
پس از من بلبلے پیدا شود در پائے ہر گلبن | صبا خاکسترم را چوں بطرف گلشن افشاند

فغانی مے رود افتاں و خیزاں بر سر راہے
کہ جاں خود بپائے رخش آں صید افگن افشاند

امروز اگر مے بمن آں لب نرساند | مخمور تو پیدا است کہ تا شب نرساند
نظارہ جولاں تو ام کے بر دا ز ہوش | کز ایں طرفت بازی مرکب نرساند
بیچارہ خرابے کہ دلش سوختہ از بیم | دستے بچناں عارض و غبغب نرساند
آہ از دل آں شوخ کہ مست آید و از ناز | بر ساغر خونیں جگراں لب نرساند

برخواست شرارے ز دلِ گرم **فغانی**
آزار بگلبرگِ تو یارب نرساند

مارا گلے از روئے تو چیدن نگذارند | چیدن چہ خیال است کہ دیدن نگذارند

بہر سخنے از لبت اے غنچۂ خنداں — چوں گل ہمہ گوشیم و شنیدن نگذارند
ہر جا کہ شود آئینہ روئے تو پیدا — آہے ز سر درد کشیدن نگذارند
مارا ز نمکدانِ تو اے کانِ ملاحت — غیر از جگر پارہ گزیدن نگذارند
ویں طرفہ کہ رندانِ خرابات مغاں را — پیراہن ناموس دریدن نگذارند

ہر چند کشد سرزنش خار **فغانی**
ورا گلے از روئے تو چیدن نگذارند

سر از نیاز من آں سرو سرفراز کشید — نیازمندیِ من دید و سر بناز کشید
بیک نگاہ نہاں میتواں تلافی کرد — ہراں ستم کہ دل از چشم سرفراز کشید
خوشا کرشمہ جولاں کہ بر سرم از ناز — عنان توسن سرکش فگند و باز کشید
کجاست روز وصالش کہ تا شود کوتہ — فسانۂ شب ہجراں کہ بس دراز کشید
جمال دولت محمود دولت آندم یافت — کہ یار سلسلہ از طرۂ ایاز کشید
رسد بمقدمت اے سرو نازِ مشتاقے — کہ نقدِ جاں بر ہت از سر نیاز کشید

چو زر گداخت **فغانی** تمام ہستیِ خویش
دمے کہ از غم دل آہِ جانگداز کشید

چشمم زگردِ آں کف پا یاد مے کند — مے گرید و نسیم صبا یاد مے کند
نامم ز لطف تست دراں کوئے ورنہ کو — دیوانۂ غریب ترا یاد مے کند
دارد خدا بلطف خودت اے فرشتہ خو — زینساں کہ عاشقت بدعا یاد مے کند
باور نمیکنم کہ کند ترک چوں توئے — دل گر ہزار نام خدا یاد مے کند
دارد دلم ہنوز امید وفائے تو — با آنکہ از ہزار جفا یاد مے کند
چنداں ملامتست کہ باور نمے کنم — گر ہم مرا بلطف و صفا یاد مے کند
غیر از لبت کہ مے کشد آنرا کہ مرہمت — بیمار خویش را بدوا یاد مے کند

چنداں جفا کشید **فغانی** و نشنود
گر ہم یکے ز مہر و وفا یاد مے کند

ہرگز بہ رخت سیر نگاہے نتواں کرد
وز بیم کساں پیشِ تو آہے نتواں کرد

روزے کہ بنا دیدنِ رویت گذرانم
شرح غم آں روز بما ہے نتواں کرد

خنجر مفگن بر من و خلقے مکش از رشک
از بہر یکے قصد سپا ہے نتواں کرد

مجنوں نتواں سوخت کہ از پردہ بروں شد
قطع نظر از خانہ سیا ہے نتواں کرد

اے شاخ گل از سایہ لطفِ تو چہ حاصل
گر تربیتِ برگِ گیا ہے نتواں کرد

چوں جا دہدت در دلِ پر درد **فغانی**
محنت کدہ را منزلِ شا ہے نتواں کرد

چوں از مئے صبوحی رنگ و رخش بر آید
بہر نظارۂ او خورشید بر در آید

خوش آنکہ سر بزانو باشم در انتظارش
ناگہ چو سر بر آرم آں ماہ بر سر آید

افسونِ پند گویاں دیوانہ ساخت ما را
با آں پری بگوئید تا در برابر آید

آں سادہ کزیں در بیروں رود سلامت
دارد سر ملامت گر بار دیگر آید

آں نور دیدہ دارد جاں در دل **فغانی**
در دل خوش است لیکن در دیدہ خوشتر آید

خزاں رسید و گلستاں باایں جمال نماند
سماع بلبل شوریدہ رفت حال نماند

بشکل و رنگ رخت از جہاں کمالے یافت
ولے چہ سود کہ آخر باں کمال نماند

چو آفتاب کہ مغرور حسن و طلعت شد
کہ چوں خزاں دمِ آخر در انفعال نماند

نشان لالۂ ایں باغ از کہ مے پرسی
برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

کجاست کشتیِ مے تا بر آورم طوفاں
کہ در مزاجِ زماں ہیچ اعتدال نماند

چگونہ از صدفِ تشنہ دُر بروں آید
کہ در سحابِ کرم قطرہ زلال نماند

بیا کہ برد فغانی غبار غیر از دل
کدورتے کہ بود موجب ملال نماند

دلم ز روز بد خویش ماتمے دارد
چہ ماتمست کہ اندوہِ عالمے دارد

خراب حالم و با کس نمے توانم گفت
خوشا کسے کہ بہر حال محرمے دارد

شد دست نامہ سیہ خواجہ را ز خاتم زر
دلش خوش است کہ در دست خاتمے دارد

امید ہست کہ از باغ وصل گل چینیم
ہنوز دیدہ خونیں دلاں نمے دارد

چہ دل نہی بہ رفیقانِ ناز پروردہ
کسیست یارِ تو کو بہرِ تو غمے دارد

شراب خوردہ فغانی و در خمار شدہ
جدا ز ساقیِ گل رخ جہنمے دارد

گل رخاں از نفسِ ما اثرے یافتہ اند
دل دگر ساختہ گویا خبرے یافتہ اند

نیست نزدیکتر از کوئے تو راہے بخدا
کہ ازیں کعبہ بفردوس درے یافتہ اند

آستانِ تو بود برج سعادت کہ درو
ہر دم از بالِ ہما شاہ پرے یافتہ اند

طوطیاں فاتحہ خوانند خطِ سبز ترا
از نمکدانِ تو گویا شکرے یافتہ اند

پیش چشم تو نیاورد کسے تابِ نظر
مگر آناں کہ ز جائے نظرے یافتہ اند

رو نتابند اسیرانِ تو از تیغ قضا
از سر و کارِ جہاں ایں قدرے یافتہ اند

سرو جاں باخت فغانی و نزد نقشِ مراد
خوش حریفاں کہ ز دستِ تو سرے یافتہ اند

لعلت از مے خندہ بر برگ گل سیراب زد
شمع رویت شعلہ بر خورشید عالمتاب زد

دید در محراب نقش طاق ابرویت امام
شد دلش بیتاب و سر در گوشہ محراب زد

دل کہ سوئے غمزۂ مژگانِ خونریزت شتافت
خویش را از بیخودی بر خنجر قصاب زد

پیش خورشید خت گل رفتہ بود از حال خویش
بر رخش ابر بہاری از ترحم آب زد

شیوۂ چشم سیاہت فتنہ بادام شد — عشوۂ لعل چو قندت خندہ بر عناب زد

برگل سیراب مردآب لطافت عارضت — از حیا روئے تو آتش در شراب ناب زد

بندۂ آں شاہ خوبانم کہ در مصر جمال — سکۂ خوبی برائے رونق احباب زد

ہیچگہ خونابہ از چشم فغانی کم نشد

بس کہ از لعلت نمک بر دیدۂ بیخواب زد

دمیکہ بوئے گل از باد نو بہار آید — بغنچۂ دل من بے تو زخم خار آید

بہار آمد و مردم بعیش خود مشغول — دو چشم من نگراں ہر طرف کہ یار آید

مرا چو نیست نشاط از بہار و باغ چہ سود — کہ سبزہ بر دمد از خاک و گل ببار آید

دلا بپائے گل و سرو آب دیدہ مریز — نگاہدار کہ آں سرو گلعذار آید

ز باغ وصل جواناں گلے بچیں امروز — کہ گل رود ز گلستاں بروں خار آید

چو در دولت نکند نالۂ فغانی کار

بگشت گلشن کویت دگر چہ کار آید

معلّم چوں تبعلیم خط از دستش قلم گیرد — خط او بیند و تعلیم از اں مشکیں رقم گیرد

ستم گویند ہر کس از معلّم یاد مے گیرد — معلّم آید وزاں شوخ تعلیم ستم گیرد

چنیں افسانہ ہائے خوش کہ دل گفت از دہانِ او — خضر گر بشنود از حیرتش خواب عدم گیرد

کشم سر در گریباں ہر سحر بے آں گل خنداں — مبادا آہِ سردم در چراغ صبحدم گیرد

بدیں سوزے کہ دارد پیر کنعاں در غم یوسف — سزد گر گوشۂ بیت الحزن آتش علم گیرد

اگر من سوختم بادا چراغ عمر او روشن — قضا پروانۂ از مطلع انوار کم گیرد

فغانی در حریم کویت آمد با دلِ سوزاں

چہ شک باشد کہ خود را بے تو داغ محترم گیرد

بیا کہ ساقیِ ما بے نقاب جلوہ کشود — بہ بیں در آئینہ جام چہرہ مقصود

سزد کہ پیر خرابات جُرم ما بخشد / بآب چشم صراحی و سوز سینہ عود

زہر درے کہ درآید ہمائے دولتِ عشق / نشانِ بختِ بلند ست و طالع مسعود

دلے کہ بے خبر از اصل گوہرِ نظرست / اگر در آئینۂ جاں کند نظارہ چہ سود

تو آں گلی کہ جہانے دریں چمن ہر دم / نسیمِ لطفِ تو مے آرد از عدم بوجود

ازیں شراب کہ لعلت بہ مے پرستاں داد / بیک دو ساغر دیگر نہند سر بہ سجود

خوش آنکہ مست بخاکِ درت سپارم جاں / نہادہ بر قدمت چہرہ غُبار آلُود

فغانی از نظرِ یار ہمچو نرگسِ مست
شبے نرفت کہ بے ساغرے طرب بغنود

سرے کہ در قدمِ سروِ سرفرازِ تو باشد / در اوجِ سلطنت از جلوہائے نازِ تو باشد

گرت ایاز بہ بیند بدیں جمال نکوئے / کند قبول کہ سُلطانِ او ایازِ تو باشد

اگرچہ نقدِ دلم سکّہ قبول ندارد / بدیں خوشم ست کہ در بُوتہ گدازِ تو باشد

بخدمتِ تو چہ سازم نثار وقت تکلّم / کہ در مقابلۂ لعلِ دلنوازِ تو باشد

زہر چہ غیرِ تو پرداخت خانۂ دل را / بدیں امید کہ روزے امینِ رازِ تو باشد

بہ سحر خامہ بہ بندم زبانِ طعنِ مخالف / اگر اشارتِ ابروئے عشوہ سازِ تو باشد

چہ کام خوشتر ازیں عیش بے زوال فغانی
کہ ہر کجا قدمِ او رُخِ نیازِ تو باشد

ہر دل کہ گرم ز آتشِ پنہانِ من شود / گر کافرِ فرنگ بود بُت شکن شود

از دل چو بگسلم گرہِ غم بہ تیرِ آہ / تبخالہ زند سرو مہر دہن شود

مجنوں کُجا و ہمدمیِ بُلبلانِ حی / دیوانہ بہ کہ طعنہ زاغ و زغن شود

با عشق ہر کہ زادہ شد از مادر و پدر / در شہر[1] گو ملامتی مرد و زن شود

در ہر گلِ زمیں کہ نشینی شود بہشت / ہر جا کہ در خرام درآئی چمن شود

[1] شہر و کو

ہر بخیہ از قبائے کبود تو روز صید دام ہزار یوسف گُل پیرہن شود
بندِ زبان کجُا و فغانی بیقرار
بند زبانِ دل شدہ تا رِکفن شود

دلِ سوزانِ من از نکہت نو روز نکشاید فغاں کیں غنچہ را جز نالہ جاں سوز نکشاید
ہمہ درہائے عشرت باز و من در کنج غم غنچہ درمن کے کشاید بخت اگر امروز نکشاید
جہاں در دیدۂ مجنوں سیہ شد آہ اگر لیلےٰ نقابِ زُلف از روئے جہاں افروز نکشاید
شدم در جنگ حرمانِ تو از قید خرد فارغ کسے دام از برائے صید دست آموز نکشاید
شبے در خواب اگر بینیم فغانی روزِ تنہائی
ازاں خواب پریشاں دیدہ را تا روز نکشاید

چہ تندیست کہ سویت نگاہ نتواں کرد نہفتہ روئے نکویت نگاہ نتواں کرد
بشیوہ ہائے دگر زندہ مے کنی مارا بجور و تندیٔ خویت نگاہ نتواں کرد
زبس کہ دود برآوردہ از دلم چو سپند بخالِ غالیہ بویت نگاہ نتواں کرد
چنیں شراب کجا خوردۂ بہشتیٔ من کہ سیر بر گل رویت نگاہ نتواں کرد
سگت فغانیِ دیوانہ را کشید بخوں
فغاں کہ بر سرِ کویت نگاہ نتواں کرد

دوشم چراغِ دیدہ بصد نور رو تاب بود درسر شراب و در نظرم آفتاب بود
تا روز در مشاہدۂ شمع روئے دوست میسوختم چرا کہ نہ ہنگامِ خواب بود
از زہرِ چشم و تیغ زبانش نبود فکر دیوانۂ کہ بر سر آتش کباب بود
بودمے بہ از ہزار پری خانۂ چگل دل درمیان بصورت و معنی خراب بود
با آہ و نالہ ہر چہ سر آمد زمانِ وصل از نقدِ عمر آں دو نفس در حساب بود
از غایتِ حیا نتوانست دیدنش ہم شرم روئے او بسرخ او نقاب بود

ساقی ز آہِ گرمِ فغانی مرو بتاب
آنرا چہ اختیار گناہِ شراب بود

از دیدہ پنہاں آں پری گشت و دلِ من خوش نکرد
آں مرغِ وحشی عاقبت رفت و نشیمن خوش نکرد

از شمعِ خود مانَدم جدا چندانکہ دل کردم سیہ
روشن دلِ پروانۂ کیں تیرہ مسکن خوش نکرد

از عاشقی شد عاقبت روزم ببدنامی سیہ
ترسیدا از روزِ سیہ آنکس کہ ایں فن خوش نکرد

خوش حالتِ مرغے کہ او جا کردہ در ویرانۂ
وز ہای وہوئے باغباں گلگشت گلشن خوش نکرد

از چنگِ طفلاں دامنم خالی مباد اہیچگہ
کیں دلِ رسوائی دلم بیچاکِ دامن خوش نکرد

بے او فغانی ہیچگہ نشنید صوتِ خوش دلی
عاشق دریں محنت سرا جز آہ و شیون خوش نکرد

مروم ز عیشِ گلشنِ دنیا چہ دیدہ اند
ایں بے غماں ز باغ و تماشا چہ دیدہ اند

خصمانہ در ملامت زنداں نہند روئے
ایں خلق بے ملاحظہ از ما چہ دیدہ اند

امروز چوں مرادِ ہم اینجا میسر است
اصحاب در بشارتِ فردا چہ دیدہ اند

خاصانِ بزم وصل نجویند نو بہار
مقصود صحبت است ز صحرا چہ دیدہ اند

احباب را حیات در اسبابِ عشرتست
اندیشہ کن کہ از گُل و صبا چہ دیدہ اند

نقدِ رواں دہند و ستانند آبِ تلخ
مستاں دریں معاملہ آیا چہ دیدہ اند

از بادہ منع خلق نہ قانونِ حکمتست
تا مردمِ دقیق در آنجا چہ دیدہ اند

ترسم کہ خود پرست شوی آفتابِ من
گر گوئمت کز اں رُخِ زیبا چہ دیدہ اند

جائے کہ ہیچ آب رود خونِ عاشقاں
در بودنِ فغانی شیدا چہ دیدہ اند

ساقی بیا کہ روزہ برفتن شتاب کرد
مے دہ کہ عید پائے طرب در رکاب کرد

آنکس کہ ذوقِ بادہ بروز تلخ مے نمود
بگذاشت جامِ شربت و میلِ شراب کرد

آں نازنین کہ دستہ گل داشت پیش رو — از چشم خونفشانِ محبّاں حجاب کرد
از آفت خرابی سیل فنا گذشت — دریا دلے کہ خانہ تہی چوں حباب کرد
رنگے ز بیوفائیِ ایام گل نمود — بادِ خزاں کہ خانۂ بُلبل خراب کرد
عمرے رقیب در طلبِ وصل میدوید — آتش نشد میسّر و مارا عذاب کرد
از آہِ گرمِ خویش فغانی تمام سوخت
آندم کہ یادِ صحبتِ آں آفتاب کرد

یادِ تو ہیچم از دلِ پُرخوں نمے رود — دُرد دیدہ ام خیالِ تو بیروں نمے رود
نامِ وفا مبر کہ دلم از جفا پرست — ایں دردہائے کُہنہ بافسوں نمے رود
زیں گونہ کز جفا جگرم آب میکنی — از چشمِ من نکوست کہ جیحوں نمے رود
چشمم سفید گشت و لے آہ کز خیال — زُلفِ سیاہ و عارضِ گلگوں نمے رود
صد گونہ گل بمنزلِ لیلےٰ شگفت و ریخت — داغش ہنوز از دلِ مجنوں نمے رود
آہم قبول نیست وگرنہ کدام روز — کیں شعلۂ ضعیف بگردوں نمے رود
مے شد فغانی از پئے خوباں بصد نیاز
آیا چہ گفتہ اند کہ اکنوں نمے رود

بگذشت از غرور و عتابش کسے نہ دید — پوشیدہ شد چناں کہ نقابش کسے ندید
منظور ہیچ مست نشد نرگس و گلش — ہرگز میانِ بزمِ شرابش کسے ندید
آبحیات بود و لیے تر نہ شد ازاں — گل داشت سالہا کہ گلابش کسے ندید
بیروں نہ رفت و خلق جہاں مند عاشقش — عالم گرفت و پا برکابش کسے ندید
ہر شب در آرزوئے وصالش کہ کیمیاست — خُفتند صد ہزار و بخوابش کسے ندید
آہ نہاں کشید فغانی و جاں سپرد
رفت آنچناں کہ ہیچ عذابش کسے ندید

آں پری چہرہ کہ دیوانہ اش اہل نظرند — عاشقانش ہمہ دیوانہ تر از یکدگر اند
آہ ازیں عشوہ نمایاں کہ بہر چشم زدن — در نظر چشمۂ نوشند بدل منتشرند
ماہِ رُخسار تو دارد اثر حُسن تمام — خوب رویانِ دگر چوں مہ نو بے اثراند
گر ہزارند حریفانِ تو ور چند ہزار — بدو جامِ مے عشق تو یکے جاں نبرند

بس کن ایں گریۂ شبگیر فغانی کہ چو صبح
مردم از اشک جگرگونِ تو خونیں جگراند

عجب ہے کہ بمن آں شتابکارہ رسید — بصید بیدلۂ خویش یکسوارہ رسید
صبا ز گردِ رہش ذرۂ نیاوردہ — بخرمنم زسم توسنش شرارہ رسید
بروزگارِ اسیراں سعادت قدمش — نوید وصل بدلہائے پارہ پارہ رسید
چرا ز دیدۂ احباب رو بگرداند — از و باہلِ نظر خود ہمیں نظارہ رسید

دمے کہ کرد فغانی ز جور عشق آغاز
اثر ز نالہ گرمش بخارہ خارہ رسید

گُلے کہ از نفسش مشک ناب بگذارد — چرا لب شکریں ور شراب بگذارد
خوش آں بدن کہ زمے در قبا چو گل روید — نہ آں کہ ہمچو شکر در گلاب بگذارد
بدل فروزیِ شمع جمال او نرسد — ہزار سال اگر آفتاب بگذارد
گہے زغم جگر پارہ ام کباب شود — دمے زغصّۂ دل چوں کباب بگذارد
بہر کنارۂ جوئے کہ برکشم نفسے — چہ جائے مُرغ کہ ماہی در آب بگذارد

فغانی از طلب کیمیا نیاید باز
مگر دمے کہ دریں اضطراب بگذارد

نہ بے رحمی چو آں گل پیرہن دور از من شد — تنم از خرقہ پشمینہ ام ہر تار سوزن شد
نماید ہمچو عکس طوطی از پے اندر آئینہ — دلِ خونیں کہ از پیکان خوباں غرق آہن شد

عفا اللہ از مے آں شوخ عاشق کش کہ باخوباں | بزعم عاشق خود در سر من دست و گردن شد
بکنج محنت و غم سوختم چوں شمع در فانوس | چہا از اشک و آہم سوز دل بر خلق روشن شد

فغانی دامنت زیں خاکداں ہمچو صبا در چیں
کہ در گل ماند اینجا ہر کہ او آلودہ دامن شد

مدام از کشت امیدم خس و خاشاک میروید | عجب گر بر مراد من گلے از خاک میروید
منم در عالم و ایں دانہائے اشک بے قیمت | ز خاک سخت دل آنہم بصد امساک میروید
مرا از ہر گل نو در جگر خاریست پنداری | کہ از دلہائے ریش و سینہائے چاک میروید
دم باقی ست دامن برمچیں از آب و خاک من | ہنوز اندک گیاہے زیں گل نمناک میروید
چو من بے بہرہ ام از عشرت دنیا چو سوم زاں | کہ بر طرف چمن گل مید مد یا خاک میروید

فغانی پاک شو تا مہر گردد کینۂ دشمن
کہ دارو ئے محبت از زمین پاک میروید

ردیف الراء

شکر خدا کہ با من بیدل نشست یار | مے خورد و بے حجاب بمحفل نشست یار
آندم بسر غیب رسیدم کہ چوں پری | از راہ دیدہ آمد و در دل نشست یار
منعم نہ آگہست کہ با بینوائے شہر | آمد بدر و نوشی و بر گل نشست یار
در بزم عیش و گوشۂ غم باوجود ناز | باور دمند خویش مقابل نشست یار
اکنوں کہ دم زجائے کہ از غایت وفا | دستم بدوش کردہ حمائل نشست یار
یک یک نہ بر چشم حریفاں خود شناخت | باور مکن کہ از ہمہ غافل نشست یار

خورسند شد فغانی مہجور عاقبت
باآں غریب سوختہ منزل نشست یار

ولا بگوشۂ آں چشمِ شرمناک نگر — تو پاک آمدۂ پاک باش و پاک نگر

مزاجِ حسن لطیفست و طبع عشق غیور — جفائے یار نخواہی بترس و باک نگر

چرا فریفتۂ چرخ و انجمی شب و روز — گہے بحالِ فرو رفتگانِ خاک نگر

بخونِ پاکِ شہیداں کہ چوں شراب خوری — بہ کاو کاوِ نظر عرصۂ مغاک نگر

باں مرو کہ مے از ساغرِ مسیح خوری — مآلِ کار بگہ کن درم ہلاک نگر

جوابِ آئینہ با خلق صاف و یک دیم — صفائے خاطرِ مستانِ سینہ چاک نگر

چہ بیخودیست فغانیؔ سر از شراب بر آر

ہزار خانہ خراب زمینِ تاک نگر

کارِ ما جز نامرادی نیست دور از وصلِ یار — نامرادانیم مارا با مرادِ دل چہ کار

گر نمے چینم گلِ شادی بخواری ہم خوشم — زانکہ من دیوانہ ام گل را نمیدانم ز خار

دل چو بردی بعد ازیں صبر و قرارِ من مجوے — بیدلاں را نیست دور از دلبراں صبر و قرار

چند سازی چارۂ دردم۔ خدارا اے طبیب — بہ نخواہم شد بدرمانِ تو دست از من بدار

زارم و سوزد دلم منعِ من از زاری مکن — تا بگریم بر دلِ پُر آتشِ خود زار زار

کار فرما تیرِ مژگاں را و تیغِ غمزہ ہم — گو دلِ ما خونچکاں مے باش و جانِ ما فگار

تا کنار از ما گرفتی اے بہارِ عاشقاں

جائے گل دارد فغانیؔ اشکِ[۱] گلگوں در کنار

از ہمہ جاں گویم کہ دل دارد دلارامی دگر — من جائے دیگر در گمان مسکین دلم جائے دگر

در جست و جوئے دلبری گویم سخن از ہر دری — روئے سخن با دیگری در سر تمنائے دگر

از گلستانِ کوی او دورم ز بیمِ خوے او — دارم خیالِ روی او ہر دم بہ سودائے دگر

ہر چند مے بندم[۲] دہان در گریہ ام زآہ و فغاں — بے اختیاری ناگہان افتادہ غوغائے دگر

۱؎ اشکِ خونین ۔ ۲؎ ہر دم گرہ مے بندم

چوں گریہ را پنہاں کنم کز دیدۂ تر دامنم — تا دیدہ برہم میزنم سر کردہ در[1] پائے دگر
مردم ز آہ متصل آشفتہ حال و تنگدل — زاں آہوئے مشکیں خجل کردم بصحرائے دگر

عشقِ **فغانی** گر بسے ماند نہاں از ہر کسے
زاں بہ کہ گوید ہر کسے اینجاست رسوائے دگر

اے عارضت بوسہ زلب دلنواز تر — آبت ز آتشِ ہمہ کس جانگداز تر
شمعیست قامتِ تو کہ در جلوۂ جمال — ہست از تمام کج کلہاں سر فراز تر
دل چوں نہم بوعدۂ خوباں کہ ایں گروہ — ہستند ہر یک از دگرے عشوہ ساز تر
بیداد کن کہ حسن گرانیست ہر زماں — دستت بود بعاشق مسکیں دراز تر
کردی نگاہ و اہلِ نظر را نواختی — معشوق کس ندید ز تو چشم باز تر
از دوریِ تو دیدۂ شب زندہ دارِ من — دارد شبے ز روزِ قیامت دراز تر
آہ از تکبرِ تو کہ بیگانہ تر شوی — ہر چند در رہت منِ مسکیں نیاز تر

نازِ ترا کشید **فغانی** بصد نیاز
ہر چند ساخت عشقِ تو اش بے نیاز تر

شبِ ہجرم خوش آید نالہ و فریاد ازاں خوشتر — فغانم ہم خوش و آہِ دلِ ناشاد ازاں خوشتر
ز تو خوش[2] مے نماید ایں کہ بدگوئی رقیباں را — و گر ہرگز از ایشاں ہم نیاری یاد ازاں خوشتر
بکن بر جانِ من ہر جور و بیدادے کہ میخواہی — کہ جورت بر دلم خوش باشد و بیداد ازاں خوشتر
خوشست ایں کز ملامت خانۂ دلہا کند ویراں — و گر ایں شیوہ را از من کند بنیاد ازاں خوشتر
بکوئے عاشقی عرضِ تحمل گو بکن خسرو — کہ شیریں را نماید زاریِ فرہاد ازاں خوشتر
خوشست آبحیات از بہر قیدِ زندگی لیکن — گرم تیغِ تو از ہستی کند آزاد ازاں خوشتر
فغانی را کشد ناز و عتابِ لالہ رخسارا — زبانِ طعنِ تو اے سوسنِ آزاد ازاں خوشتر

ن ل[1] یا، ن ل[2] ازو خوش مے نماید اینکہ بدگوید رقیبانرا۔

خط کرد حالِ آں لبِ میگوں زیادہ تر — دردم زیادہ بود شد اکنوں زیادہ تر

حسنت زیادہ باد کہ ہر روز مے کنی — خوبی زیادہ و شیوۂ موزوں زیادہ تر

کردی چناں عتاب کہ در سینہ کار کرد — حسنِ عبارت از لبِ میگوں زیادہ تر

از مجلسِ تو گشتہ برندم کہ ساخت دل — سوزِ درونِ خانہ زبیروں زیادہ تر

عمرم وبال گشت **فغانی** کہ دیدہ است
آب حیات را دلم از خوں زیادہ تر

چوں بہ میخانہ رسیدی سخنِ دور گذار — دخترِ رز طلبیدی ہوسِ حور گذار

باز کن دیدۂ بیدار در آئینۂ جام — نظرِ خلوتیاں را بہماں نور گذار

بیشر از مے و معشوق بعاشق نرسید — قصۂ روضہ دقیق است بہ جمہور گذار

بلبلا نند حریفانِ قدح بادہ طلب — سازِ چینی بطرب خانۂ فغفور گذار

ہیچ عاقل نکند گوش بہ افسانۂ مست — از رخ راز مکش پردہ و مستور گذار

رازِ سربستۂ معشوق زبیگانہ مپرس — سرِّ ایں مسئلہ با عاشقِ مہجور گذار

سایۂ نخلِ حرم جوئے کہ آنجاست ثمر — وادیِ ماعرفانست رہِ طور گذار

ایں نہ حرفے ست کہ آخر شود اے بادہ فروش — ہمچنینم بدرِ میکدہ مخمور گذار

دل خرابست **فغانی** بخرابات گریز
باقیِ عمر دریں منزلِ معمور گذار

در آب و آتشم ز تماشائے روئے یار — در غم ز لالہ چمن آرائے روئے یار

دوری کہ میرود نفسم روز دیگرم — در انتظار وعدہ فردائے روئے یار

ترکِ طلب مکن کہ شرطِ محبت است — کافر شدن بہ ترکِ تمنائے روئے یار

دل غنچہ اش گرفت و نظر دیدہ نرگسش — جاں درمیاں رفت بسودائے روئے یار

پروانہ شوق داشت کہ در آتشِ وصال — پروائے خود نداشت ز پروائے روئے یار

رندیم و شوخ دیدہ و مستِ نظر پرست　　نقشِ دو کون دیدہ در اجزائے روئے یار
زآغاز حال بود **فغانی** زعین شوق
دیوانہ محبت و شیدائے روئے یار

دل آرمیم بسوئے تو روزے ہزار بار　　ہو تیم بروز بوئے تو روزے ہزار بار
در آتشم نشاند و دامن زند خیال　　از اشتیاقِ روئے تو روزے ہزار بار
سوزم ز داغ ہجر تو ہر دم ہزار رپے　　میرم ز آرزوئے تو روزے ہزار بار
از ہر کرانہ چشمۂ خونے رواں کند　　چشمم ز جستجوئے تو روزے ہزار بار
گم مے شود دل از من و مے یابم اش دگر　　در حلقہائے موئے تو روزے ہزار بار
تا یافتم کہ عمر بدہ جوئیست خوئے تو　　جاں میدہم بخوئے تو روزے ہزار بار
بر ہر دو کون دست تعلق فشاندہ ام　　از رقص و ہائے ہوئے تو روزے ہزار بار
دم بر میار باش **فغانی** حریف عشق
گو بشکند سبوئے تو روزے ہزار بار

شبست و بر دلم از ہر ستارہ داغِ دگر　　ز ہر ستارہ بروے دلم چراغِ دگر
فراغتم دہد از کائنات ساغرِ مے　　وگر ز دستِ تو باشد دہد فراغِ دگر
بہر کہ داد ایاغے ز دستِ خود آں ترک　　اماں نیافت کہ ساقی دہد ایاغِ دگر
ز گریہ لالہ ستاں دامنم چو دامن کوہ　　با شک سُرخ چہ پرسم نشانِ راغِ دگر
بآب لعل و ہوائے دلم مخواں در باغ　　کہ ہست سوختۂ عشق را دماغِ دگر
برائے کسب نظر ہر سحر سیہ چشماں
بروں برند **فغانی** بلہو لاغِ دگر

دلا بسوز و ببزم نشاط خانہ مگیر　　بناز مغبچگاں بادہ مغانہ مگیر
ہزار آفت و در دست در وصالِ بتاں　　عتاب ناز نگر غمزہ و بہانہ مگیر

چه سر نهی بدر خانهٔ که تا صد سال
رسد خطاب که برخیز و آستانه بگیر

تو مرغ کنگرِ عشقی اسیرِ دام مشو
دریں خرابهٔ پر فتنه آشیانه مگیر

بلا و فتنه بود عشق اول و آخر
دقیقها که بود دست و زمیانه بگیر

دریں زماں که فلک دشمن است و دوست عدو
تو خویش را بغلط صاحبِ زمانه بگیر

چه بے غمیست فغانی مرو ببزم طرب
سرودِ بیخبراں را بخود ترانه مگیر

اے ہر قدم بخاک رہت بسملے دگر
در خوں زترک و تازِ تو ہر سو دلے دگر

شب نیست کز فروغ تو اے شمع انجمن
پروانهٔ نسوخته در محفلے دگر

صد داغ حسرتم بدل از شمع بزم اوست
آں نخل کے دہد به ازیں حاصلے دگر

دیوانه ایست چرخ که ہر دم بصورتے
سنگے زند بکاسهٔ خونیں دلے دگر

مہر و وفا ز دلبر و خشنودیِ رقیب
افغاں که ہست ہر یک ازاں مشکلے دگر

چوں از پے نشانه سنگ پری وشاں
دیوانهٔ نخاست ز آب و گلے دگر

بگذر ز خود که نیست فغانی برائے تو
لایق ترا ز مقام فنا منزلے دگر

ما شسته ایم ز آئینهٔ دیده گردِ غیر
زیں نقش خانه جلوهٔ او دیده ایم خیر

فارغ بود ہم از مدد شیخ و خانقاه
او را که جذب عشقِ بتاں مے کشد بدیر

مائیم و طوفِ کعبهٔ کوئے پری رخاں
قطع نظر ز ملکِ سلیمان و وحش و طیر

میلِ ریاضِ دہر نبود از عدم مرا
اینجا بعشق لاله رخاں آمدم بسیر

دامن کشاں بخونِ فغانی چو بگذری
پوشیده باد جلوهٔ حسنت ز چشم غیر

اے مرا ہر ذره با مہر تو پیوندے دگر
ہر سرِ مویم بوصلت آرزو مندے دگر

بسمل از دام گرفتاری که بر هر ذره اش — از کمند زلف مشکیں بستهٔ بندے دگر

من که همچو غنچه دارم با لبت دلبستگی — کے گشاید کارم از لعل شکرخندے دگر

دل گرفتار غم و درد است یکبارش مسوز — از برائے محنتش بگذار یکچندے دگر

آرزوئے جام لعلت هر نفس بے اختیار — مے کشد در موج خیز فتنه خرسندے دگر

چوں نهال ناز پرورد غمت صورت نه بست — از زلال شیره اش جاں یافته قندے دگر

نیست بالاتر ز طاق آں دو ابروے بلند — بر زبان عشقبازان تو سوگندے دگر

از من بد روز بے ساماں ترے در روزگار — مادر گیتی ندارد یاد فرزندے دگر

بر نمیگیرد **فغانی** از رهت روئے نیاز
گرچه مے گیرد ز نازت هر زماں پندے دگر

باز ایں دل دیوانه را افتاده سودائے دگر — وز ناله در هر کشورے افگنده غوغائے دگر

از شمع دولت خانهٔ سوزم بهر کاشانهٔ — هر لحظه چوں پروانهٔ در آتشم جائے دگر

شد جان غم پرور من دور از مه شب گرد من — بهر علاج درد من باید مسیحائے دگر

بیتاب من در گلشنے نے طاقتم در مسکنی — سوزم بکنج گلخنے هر دم بسودائے دگر

از لاله سر پیچیده ام دامن ز گل درچیده ام — زانرو که جائے دیده ام رخسار زیبائے دگر

با سرو خود پیوسته ام وز بار طوبے رسته ام — بے غنچه دل بسته ام بر نخل بالائے دگر

جائے **فغانی** در قفس مے سوزد از داغ هوس
وز ناله او هر نفس ۔ سوزے بماوائے دگر

ردیف الزاء

چوں یار شدی عهد وفا کم نکنی باز — از ره نروی گوش بمردم نکنی باز

سوز جگر مدعی از تندی خویت — در روئے وے اے شمع تبسم نکنی باز

صد بار دلم را بسخن ساختہ شاد آخر چہ شنیدی کہ تکلّم نکنی باز

از خشمِ تو و طعنۂ دشمن روم از جاں سوئے من اگر چشم ترحم نکنی باز

دانی کہ چہ خوں خورد از آوارگیِ اے دل جائے کہ رسی خوردِ تنعم نکنی باز

مدہوش شد از خونِ دلِ خویش **فغانی**

از بہرِ چنیں مست سرِ خم نکنی باز

خورشیدِ من امروز بشکلِ دگری باز مے خوردہ نہاں گرم زما میگذری باز

امروز بما چشم ترحم نکشودی چونست بعاشق نمیداری نظری باز

افروختہ رخسار چنیں کردہ عرقناک از حالِ دلِ تشنہ لباں بیخبری باز

دانم چہ نظرہاست در آندم کہ بشوخی پنہاں ز برم میروی و مے نگری باز

اے دل ز جنونِ خودی آوارہ ز برمش بیفائدہ میسوز کہ بیرونِ دری باز

شاید کہ ز بویش دم دیگر بخود آیم اے غیر ز بالینِ من آں گل نبری باز

پس شیفتہ مے بینمت امروز **فغانی**

دانم کہ ز بیدادِ کہ خونیں جگری باز

ما گرفتاریم بر ما ناوکِ بیداد ریز سوسن و گل در کنارِ مردمِ آزاد ریز

قطرۂ خونابہ ام در آتشِ گلخن فگن پارۂ خاکسترم در رہگذارِ باد ریز

خارِ خشک ما سزاوارِ سمومِ آتش است آسماں گو آبِ حیواں بر گل و شمشاد ریز

ایکہ با شیریں لباں لب میزنی جام مراد مست چوں گردی گلابے بر دلِ فرہاد ریز

استخوانم ریخت از مے مے نہم بنیادِ عشق از برِ خود اے ہما گردے بریں بنیاد ریز

خواہد از بسیاریِ غم بردنم خوابِ اجل جرعۂ از ساغرِ خود بر منِ ناشاد ریز

در نظرگاہِ **فغانی** خار ہم باشد دریغ

اے صبا نسرین و گل بر منزلِ آباد ریز

مست آمدی کرشمہ کناں در قبائے ناز / زیں گونہ نازنیں کہ توئی ہست جائے ناز

بخرام و ناز کن کہ خدا در ریاضِ حسن / آراست سروِ قد ترا از برائے ناز

ہر جا کہ ہست شیوہ و ناز ست کار تو / دل مبتلائے شیوہ و جانم فدائے ناز

یکدم کہ دست داد ملاقات وصلِ تو / شد فوت فرصتم ہمہ در ماجرائے ناز

تا چند سر زند ز دلم در حضور دوست / افغاں ز جور غمزہ و آہ از جفائے ناز

ہر ذرہ ام فریفتہ ناز پیشہ است / کافر مباد پیش بتاں مبتلائے ناز

از بہر اضطرابِ **فغانیؔ** بے قرار
پیوستہ باد بر سر سروت قبائے ناز

رخ برفروز و خونِ دلم را روانہ ساز / آتش بجز منم زن و مستی بہانہ ساز

ایں قطرہ کہ در جگرم تازہ شد گرہ / از عشوہ خوشہ خوشہ کن و دانہ دانہ ساز

ہر تیر غمزہ را کہ ز مژگاں رواں کنی / اول دل شکستہ ما را نشانہ ساز

بس ناز کست توسنت اے نازنیں سوار / از رشتہائے جانِ من اش تازیانہ ساز

شاید کہ پرتوے دہد اے مطرب صبوح / سوزِ دلم ترانۂ بزم شبانہ ساز

بخوابم بکشت خدا را فسانۂ / زاں چشم جادوانہ لعل فسانہ ساز

تا سیلِ غم بخانۂ مارہ نیاورد / ایدل در آب و خاکِ خرابات خانہ ساز

از آہِ آتشینِ **فغانیؔ** ز اشک گرم
گل خانہ سوز آید بلبل ترانہ ساز

ہلاکِ جانم ازیں خط دلکش است ہنوز / اگرچہ سبزہ سیراب شد خوش است ہنوز

فدائے آں گل رویم کہ دست زد نشدہ ست / خرابِ آں مے لعلم کہ بے غش است ہنوز

نمیرود ز دلم لعلِ یار و خندۂ جام / کجاست بادہ کہ نعلم در آتش است ہنوز

گسست رشتۂ جانم ہزار بار ز ناز / بہ نیم بوسہ دلم در کشاکش است ہنوز

ز شوقِ آں لبِ میگوں و خط زنگاری / بخوں سفینۂ دلہا منقش است ہنوز

بگردِ آئینہ اش خطِ سبز دائرہ ایست
ولے ز آہِ دلِ ما مشوّش است ہنوز

فغانِ گوشہ نشیناں زگوش ابر گذشت
سوارِ من چو مہِ نو براہرش است ہنوز

سفید ساخت فغانی زغصہ موئے سیاہ
دلش اسیرِ جوانانِ مہوش است ہنوز

خوش میرسی بعربدہ مائل بخوابِ ناز
در دستِ جامِ فتنہ و در سر شرابِ ناز

پروردگار در چمنِ حسن و دلبری
پروردہ است سروِ روانت بہ آبِ ناز

روزے قضا کہ خلعتِ حسنِ تو شد تمام
افشاند صانعش بگریباں گلابِ ناز

در مکتبِ جفا لبِ مسکیں نواز تو
کردست درسِ فتنہ رواں از کتابِ ناز

در سایہ دو زلفِ تو اے ماہ پردہ گی
ماندست روئے دولتِ من در حجابِ ناز

بر قدرِ قابلیتِ ہر کس رسد مراد
احباب لائقِ غم و اغیار یابِ ناز

از ناز و غمزہ تو فغانی فگار شد
مسکیں سزائے غمزہ دہد یا جوابِ ناز

ردیف السین

دارم از غنچۂ لعلِ تو خطابے کہ مپرس
لطف و قہریکہ مگو۔ ناز و عتابے کہ مپرس

بیخود از پرتوِ خورشید رخش افتادم
بر رخم زد ز مژہ گرم گلابے کہ مپرس

آب و آتش نشود جمع دل و دیدۂ من
دارد از آتشِ رخسارِ تو آبے کہ مپرس

بر زباں سوختہ داغ بہشتی صفتے است
دارم از دستِ دلِ خویش عذابے کہ مپرس

شمع میگفت شب از گرمیِ رویت سخنے
زار میسوخت دلِ خستہ زتابے کہ مپرس

بر خیالِ لبِ میگونِ تو از اشک نیاز
داشتم در قدح و دیدہ شرابے کہ مپرس

ہر سوالیکہ دل از لعلِ تو میکرد نہاں
غمزۂ شوخِ تو میگفت جوابے کہ مپرس

نقل میکرد فغانی زدہانت سخنے

غنچہ برطرفِ چمن واشت حجابے کہ مپرس

صبح دولت تا ابد باقی نمے ماند بکس ۔۔۔ دولتے کاں ہست باقی دولتِ عشق است بس

مرغِ دل تا دامِ زلف ودانۂ خالِ تو دید ۔۔۔ طائرِ اندیشہ ام افتاد در دامِ ہوس

یار بے پروا و فریادِ دلِ من بے اثر ۔۔۔ ہم ز دل فریادہا دارم ہم از فریادرس

بگذر از خود تا رسی با آں گلِ محمل نشیں ۔۔۔ تا بکے سرگشتہ میگردی بآوازِ جرس

بینوایاں راحضورِ گلشن و گلخن یکیست ۔۔۔ دیگراں بر سرو و گل بینند و ما بر خار و خس

بسکہ می نالد فغانی بے تو شبہائے دراز

صبح را از نالۂ او بر نمے آید نفس

آلودہ مے لعل ترا چوں نگرد کس ۔۔۔ طاقت نبود کاں لبِ میگوں نگرد کس

منت کہ رسیدم ز تو یکرہ بزلالے ۔۔۔ در ساغر خود چند ہمہ خوں نگرد کس

خوبی تو مکن کار بگفتار بد آموز ۔۔۔ سہل است کہ بر مردمک دوں نگرد کس

مگذار کہ میرم بنمائے آں خط اگر چہ ۔۔۔ حیف است کہ ایں خالِ ہمایوں نگرد کس

افسوں بچہ کار آید اگر مہر و وفا نیست ۔۔۔ جائے کہ وفا نیست بافسوں نگرد کس

آں تشنہ لبم من کہ بآبے نخرم باز ۔۔۔ در آتشم ار بر لب جیحوں نگرد کس

خوش باش فغانی کہ ہمہ وہم و خیالست

گر کوکبۂ حشمت گردوں نگرد کس

سحر ز دوست شنیدم ترانۂ کہ مپرس ۔۔۔ نشانِ نقل و شرابِ شبانۂ کہ مپرس

بہر زماں کہ برآمد شرار جانانہ من ۔۔۔ گرفتم از شکر او فسانۂ کہ مپرس

نفس نفس کہ برآمد رخش ز آتشِ مے ۔۔۔ کشید شعلۂ شوقم زبانۂ کہ مپرس

سوارہ رفت بانگیز کشتنم فرمود ۔۔۔ اشارتے لبر تازیانۂ کہ مپرس

صباح شام بامید سرمه قدمے — بدیده مے سپرم راهِ خانهٔ که مپرس
زمانِ خسرو شیریں زمانِ عشرت بود — منم زیوسفِ خود در زمانهٔ که مپرس
زجور دوست بهرکس که شمهٔ گفتم — گرفت از منِ غافل بهانهٔ که مپرس
ز دیده ام شب ہجراں و بامدادِ وصال — نثار شد گہر دانه دانهٔ که مپرس
بوصف خالِ **فغانی** سحر ز مطرب عشق
شنیده ام غزل عاشقانهٔ که مپرس

ازجانِ من حکایتِ جانانِ من بپرس — غافل چه داند ایں سخن ازجانِ من بپرس
ہر قطره زبوں نشود در شب چراغ — ایں ماجرا زدیدهٔ گریانِ من بپرس
آنکس که دل بوعدهٔ وصلش نهاده است — گو ایں حکایت ازدلِ بریانِ من بپرس
من ہم زیکدو کاسهٔ اول شدم زدست — حالِ من اے رفیق زمهمانِ من بپرس
برگیر جام و یادِ ہوادارِ خویش کن — بردار شمع و کلبهٔ احزانِ من بپرس
خونِ منست آنکه تواں ریخت بے گناه — خنجر چو برکشی درِ زندانِ من بپرس
گلگشت ماہتاب زمے روشن است حال — روزِ عقوبت و شب ہجرانِ من بپرس
منشیں **فغانی** از طلب کعبهٔ مراد
برخیز و راهِ کشورِ سلطانِ من بپرس

ایں نخلِ تازه[ن] بیں که ندیدست خارِ کس — نگرفته رنگ دامنش ازلاله زارِ کس
باآب خود برآمده ہمچوں گلِ بہشت — لب تر نکرده ہیچ گه ازجوئبارِ کس
آئینه اش زآهِ کساں مانده در اماں — ننشسته گرد بر دلش از ره گذارِ کس
شہرے شد از کرشمهٔ مستانه اش خراب — وز باده اش نه رفت عذاب خمارِ کس
مجروح میکند بزبان جمله را ہنوز — یکره نگشت مرہم جانِ فگارِ کس
اے آنکه میروی زپئے اش بازکش عناں — کاں آہوئے رمیده نگردد شکارِ کس

[ن] ملے تازہ نہیں۔

فریاد ازاں حریف کہ ہرچند مے خورد　　از کبر و ناز سر ننہد در کنارِ کس
اے کاش بر مرادِ کسے چوں نمے رود　　بارے بوعدہ ہم ندہد انتظارِ کس

شمعے کہ روشن است **فغانی** بنور خود
پروا نمیکند بہ شبستانِ تارِ کس

آتشم در جان و دل در حسرتِ کامست وبس　　حاصلِ عمرم ہمیں اندیشۂ خامست وبس
جامِ یاقوت و شرابِ لعل خاصانرا رسد　　بینوایاں رانظر بر رحمتِ عامست وبس
صد سخن در ضمن ہر یک نکتۂ شیرینِ اوست　　اضطرابِ دل نہ از شادیِ پیغامست وبس
نشۂ خاصیست در ہر برگ ایں عشرت سرا　　غیر پندارد کہ مستی در مے و جامست وبس
پے بمقصد بر کہ نبود بے مسمے ہیچ اسم　　ایں کہ میگویند از عنقا ہمیں نامست وبس
از زبان راست قولے نکتۂ کردم سوال　　گفت دم درکش کہ خاموشی سرانجامست وبس

دردمے باید **فغانی** نے ہمیں درس و دعا
دردِ عاشق آہِ صبح و گریۂ شامست وبس

زیں بحرِ نیلگوں دمِ آبے ندید کس　　سرہا فرو رفت و حبابے ندید کس
پیوستہ[1] زہر میکشم از مشربِ سپہر　　ہرگز دریں قرابہ شرابے ندید کس
مردم تمام در پئے آبادیِ خودند　　بارے بلطف سوئے خرابے ندید کس
بر آتش[2] از برائے تو گشتیم سالہا　　ویں طرفہ تر کہ دودِ کبابے ندید کس
چندیں ہزار فال زدم از برائے وصل　　اما ہنوز رائے صوابے ندید کس

راحت مجو **فغانی** و با دردِ سر بساز
در شیشۂ سپہر شرابے ندید کس

نظر پرست شدم از ستارۂ کہ مپرس　　ربود دین و دلم ماہ پارۂ کہ مپرس

ن[1] پیوستہ زہر میچکد از شیشۂ سپہر۔ ن[2] در۔

بلے تمام نمک غنچۂ تمام سخن ‏— کرشمہ کہ کند چوں نظارۂ کہ مپرس
زبان نرم ولب پر فسانۂ کہ مگو ‏— تنِ چو سیم ودل ہمچو خارۂ کہ مپرس
بدیگراں چہ کند غنچہ اش گل افشانی ‏— جہد ز فتنہ گرم شرارۂ کہ مپرس
ہرکہ کرد نظر در شمار عشق آورد ‏— منم دراں سحر گوئے در شمارۂ کہ مپرس
میانِ دار غزلخواں چوایستادم مست ‏— بلے گزید جہے از کنارۂ کہ مپرس

بہ بزم وصل فغانی چکارے آید
کہ آں رمیدہ بود ہیچکارۂ کہ مپرس

ردیف الشین

اے دل بتلخیِ غمِ ہجراں صبور باش ‏— ایں ہم نوالہ ایست بنوش وشکور باش
خواہی کہ برمزارِ[1] توشمعے بالستد ‏— شمعے شود ملازمِ اہلِ قبور باش
حالا تو درمیان نیستانِ غم بسوز ‏— گو وعدۂ وصال ہنگامِ سور باش
از دیدہ چوں جدا شدی از دل شدی جدا ‏— خواہی کہ خاصِ شاہ شوی در حضور باش
شاید گزیں کریوہ سبکبار بگذری ‏— از ہرچہ خار راہِ تو گردید دور باش
تاکے ز ہر چراغ تواں کرد کسبِ نور ‏— خود را بسوز در نظرِ شمع و نور باش

ناپختہ پختنی است فغانی کباب دل
چندیں شتاب نیست بگو در تنور باش

بہ بستر افتم وہر دن کنم بہانۂ خویش ‏— بدیں بہانہ مگر آرمت بخانۂ خویش
بلے شب است کہ در انتظار مقدمِ تو ‏— چراغِ دیدہ نہادم بر آستانۂ خویش
بیا کہ ہر کہ بدانست قیمتِ دمِ نقد ‏— بعالمے ندہد عیشِ یکزمانۂ خویش
بعشوۂ مے و نقلات[2] بدام آوردم ‏— دلت چگونہ ربودم بہ آب[3] و دانۂ خویش

ن[1] مزار۔ ن[2] لعلت۔ ن[3] دام۔

حسودِ تنگ نظر گو بداغِ غصه بسوز
که هست خاتمِ مقصود بر نشانهٔ خویش

سبک عناں بہ خودم خواں که دولتم این است
سرم بلند کن از خط تازیانهٔ خویش

کلیدِ گنجِ سعادت بدستِ ماه وش است
که بر فقیر نه بندد درِ خزانهٔ خویش

نه مرغِ زیر کم اے دہر سنگسارم کن
چرا که بروه ام از یاد آشیانهٔ خویش

مرو که سوز **فغانی** بگیرد ت دامن
سحر که یاد کند مجلسِ شبانهٔ خویش

باکساں در صلح و باخود دائماً در جنگ باش
هیچ کار از بیغمی نکشایدت دلتنگ باش

طاعت و عشرت نگردد جمع باهم اے عزیز
گر مریدِ پیرِ مائی یکدل و یکرنگ باش

بادشاهی مانع فقر و نقیضِ عشق نیست
همت از دلهائے آگه جوے و بر اورنگ باش

خضر اگر همره بود از دوریِ منزل چه باک
وادیِ مقصود گو هر گام صد فرسنگ باش

پیرِ صحبت گفت بشنو هر که دارد قول راست
گر نوائے نے نباشد گو صدائے چنگ باش

چوں ندانستی که در اصل از کدام آب و گلی
خواه لعلِ آتشیں خواهی سفالِ سنگ باش

آه گر همت مجلسِ عشاق مے آرد بجوش
نیک مے آئی **فغانی** بر همیں آهنگ باش

نتوانم که ببینم از دورش
آه ازاں شرمِ چشمِ مخمورش

نیست در شهر کس که عاشق نیست
چه بلا گشت حسنِ مشهورش

ایں چراغ از کدام انجمن است
که جهانے بسوخت از نورش

چه بود حالتِ نظر بازی
کاینچنیں آفتیست منظورش

چه کند عطر پیرهن عاشق
فکر کن زعفران و کافورش

چه دل ست ایں دلِ **فغانی** وائے
که نه پیداست ماتم از سورش

افزوں ز صد قیامت در دل زیار آتش | دوزخ یکے و ما را سوزد ہزار آتش
در جاں ز عشق سوزے در دل ز طعن داغے | یاراں حذر کہ بارد زیں روزگار آتش
دلسوزی عزیزاں بر گریہ ام چہ حاصل | آبم گذشت از سر نہ آید بکار آتش
در دیدہ[ن لہ] چند سوزم در گوشہ ہائے زنداں | آں بہ کہ بر فروزم در پائے دار آتش
آتش شود گلستاں روزِ وصال ما را | از بخت واژگوں شد گل در کنار آتش
نے زندہ ام نہ مردہ زیں لطف و قہر تا کے | وقت شراب آبے گاہِ خمار آتش

شد آفت فغانی حشمت[ن ۲] ز ہم نشیناں
در گلستاں نگیرد[ن ۳] الا بخار آتش

یا مرا کامے دہ از لعلِ شراب آلودِ خویش | یا ہلاکم کن بزہرِ چشمِ خواب آلودِ خویش
خندۂ شیریں لبالب سازیا دشنامِ تلخ | از گدایاں کم مکن لطفِ عتاب آلودِ خویش
در چمن بندِ قبا بکشا و جیبِ غنچہ را | نکہتے بخش از گریبانِ گلاب آلودِ خویش
تا بکے اے سرو چوں گل در عرق داری نگاہ | از حیا خوی کردہ رخسار حجاب آلودِ خویش

پیشِ آں لبہا فغانی از سوالِ بوسہ مرد
زندہ کن او را بدشنامِ جواب آلودِ خویش

من آنم کز لبِ لعلِ تو یابم کامِ خویش | خوشدلم گر جرعہ بخشی مرا از جامِ خویش
آنچناں من نام یارم بردہ ام از خود زیاد | کز فراموشی نمے آید بیادم نامِ خویش
یکنفس آرام بے لعلت ندارد جانِ من | چوں کنم درماندہ ام با جانِ بے آرامِ خویش
دارد استغنا چو مرغ زیرک آں مشکیں غزال | ماندہ ام حیراں کہ چونش آورم در دامِ خویش
بر لبِ بام آے و از ہر گوشہ بنگر آہِ من | صد چراغِ دیدہ نور افشاں بگیر در بامِ خویش
ہیچ محرم رہ ندارد در حریمِ وصلِ یار | عاشقِ محروم چوں گوید بدو پیغامِ خویش

ن لہ شبہائے تار سوزم در گوشہائے زنداں - ن ۲ حشمت - ن ۳ نہ بیچد -

از چه می نالی فغانی با غمش فرصت بس است
محنت هر روزه و اندوه صبح و شام خویش

دل از عیش جهان کندیم و ذوق باده تابش
نمی آرد بظلم شحنهٔ شب گشت مهتابش

چه شکر بخت خود گویم چه دیدم برقرار اینجا
فروغ بزم عشرت با فراغ کنج محرابش

چه عیش از متی یکساعت شب تیره روز آنرا
که آتش از غم فردا بود در خانه خوابش

نمی باید چو کوهی دیدهٔ باید چو دریایی
که با خورشید روی چون نشینی آوری تابش

بجام زر توان خوردن شراب لعل با خوبان
چه سازد عاشق بیجان که سامان نیست اسبابش

شود دل گرم اگر بخشد سپهرت خلعت خورشید
که تیزی سنان دارد سر هر موی سنجابش

نه پنداری که مغزی هست نقل مجلس گردون
هزار افسون و نیرنگ است در بادام و عنابش

فغانی چون دولت سیری ندارد از می ساقی
به اصلاحش چه میکوشی بیفگن تا برد آبش

فغان ز بازی اسب و هوای خانه زینش
که باد خاک قدم صد نگار خانهٔ چینش

تبارک الله ازین آب و رنگ خاتم خوبی
که خال چهرهٔ صد یوسف است نقش نگینش

همان زمان که بسویش نگه ز دور فگندم
نشان نازکی خو بود ز چین جبینش

بهر طرف که عنان تابد آن سپهر ملاحت
هزار چهره چنین خیزد از یسار و یمینش

بیا که در دل تنگ من از خزانه عشق
امانتی است که روح الامین نبود امینش

چراغ حسن ز محراب ابروی تو فروزان
که در پی است دعای هزار گوشه نشینش

ز دست ساقی مجلس پیاله گیر **فغانی**
گل مراد شگفت از نهال عیش بچینش،

بنگری در آئینه روی چو ماه خویش
آتش بخرمن زنی از دود آه خویش

ردم که بی توام نفسی کاهدم ز عمر
دردا که مردم از نفس عمر کاه خویش

دارم تبِ فراق و ندارم مجالِ آہ | گریم ہزار بار بحالِ تباہِ خویش
قصدِ سیاہ روزیٔ ما تا کے اے سپہر | ما خود رسیدہ ایم بروزِ سیاہِ خویش
چشمش بغمزہ تیغ بخونریزِ من کشد | یارب تو آگہی کہ ندانم گناہِ خویش
ہست ایں گلِ شکستہ گیاہے ز باغِ تو | دامن بناز برمشکن از گیاہِ خویش
اے در پناہِ لطفِ تو ہمسایۂ عالمی | آوردہ ام بسایۂ لطف پناہِ خویش

اے بادشاہِ حسن **فغانی** گدائے تست
دارد امیدِ مرحمت از بادشاہِ خویش

تا چند دردسر کشم از گفت گوئے خویش | جائے روم کہ خود نبرم رہ بسوئے خویش
من چوں بخوئے کس نیم و کس بخوئے من | آں خوبتر کہ خوئے کنم ہم بخوئے خویش
بے رنگم آنچناں کہ دریں بوستاں چو گل | آگہ نمیشود دلم از رنگ و بوئے خویش
روشن دلاں چو آئینہ از غایتِ صفا | بینند روئے خلق و نہ بینند روئے خویش
تا شد کمندِ زلفِ تو پیوندِ جانِ من | صیدِ دلم رمیدہ ز ہر تار موئے خویش

رندیست دل شکستہ **فغانی** خاکسار
بر سنگِ امتحاں نہ دہ صد رہ سبوئے خویش

سراسر شیوۂ ناز ہست سرو سایہ پرورش | و لے در جلوۂ جولاں نمے یابد کسے گردش
گرفتارے کہ حیرانِ جمالِ اوست روز و شب | نہ بیند راحت از خواب و نباشد لذت از خورش
کسے را سجدۂ محرابِ ابرویش قبول افتد | کہ رنگِ صدق پیدا باشد از رخسارۂ زردش
بقدرِ حالِ خود ہر کس بدیں در تحفہ دارد | منِ مسکیں ندارم ہیچ غیر از تحفۂ دردش
ز اظہارِ محبت ہر کہ خود را مردِ رہ داند | گر از تیغِ ملامت رو بگرداند مخواں مردش

فغانی با گلِ گلزارِ عالم داشت دلگیری
ہوائے گل رخے از ہستئ خود ساخت دل سردش

چہ ترکیب است یارب ورنہ پیراہن اندامش — کہ ہوشم مے رود ہرگہ کہ آید بر زباں نامش
زد آتش در دلم یارب چہ گرمی مزاجست ایں — کہ نبود در قبا چوں برگ گل یک لحظہ آرامش
خرامم میکند آں مستِ حسن از شیوۂ ہر دم — زہے حسن و جوانی کم مبادا ایں بادہ در جامش
براں لب بستہ دندانِ ہوس چوں میکند عاشق — نمیدانم کجا خواہد کشید آخر سر انجامش

نشست از تو چو در آتش **فغانی** کام نادیدہ
کشادے ہم نشد از آہِ صبح و گریہ شامش

کہ فتاد در فراقت کہ نسوختی تمامش — اجلست غالباً ایں کہ فراق گشت نامش
نبوید مرگ خواند سوئے خویشتن قیامت — چہ قیامت آشنائے کہ اجل بود پیامش
بعذاب داغ حرماں ولے کام خواہم از وے — کہ نشست آتشِ من ز خیال ہائے خامش
نہ بمکست ایں کہ خونم بخورد شراب خوردہ — تو ہم اے رقیب بدخو چہ دہی زبادہ جامش
بر ستارہ رقیباں نبرم حسد کہ آں مہ — بکرشمہ چوں درآید ہمہ جاست فیض عامش

بچہ روز نیک بیند ز تو کام دل **فغانی**
کہ چو بخت خود غلیمے بکمیں بود مدامش

کو مطربے کہ مست شوم از ترانہ اش — دامن کشم ز صحبت عقل و بہانہ اش
امشب حکیم مجلس ما شرح بادہ گفت — چندانکہ چشم عقل غنود از فسانہ اش
خاک در سرائے مغانم کہ تا ابد — خیزد صدائے بیغمی از آستانہ اش
ساقی سحر بگوشہ میخانہ بر فروخت — شمعے کہ آفتاب بود دیگ زمانہ اش
دریاب نقد وقت کہ جم با وجود جام — تا رفت در حساب نیا روز مانہ اش
بے برگ شو کہ آنکہ جہاں را دہد فروغ — شاید کہ شب چراغ نباشد بخانہ اش
صیدیست بس بلند نظر دل کہ در ازل — بر آفتاب تعبیہ شد دام و دانہ اش
یارب چہ بادہ خورد **فغانی** ز جام عشق — کز یاد رفتہ است غم جا و دانہ اش

میرسد عشق و دلِ افسردہ مے آرد بجوش	آہ ازیں آتش کہ خونِ رفتہ مے آرد بجوش
ماہلاک غمزۂ آں شوخ و او گرم شکار	باز خونِ صید پیکاں خوردہ مے آرد بجوش
رفتہ بودم در عدم از یک اشارت باز خواند	آں مسیحا صد چنیں دل مردہ مے آرد بجوش
مے رود مستانہ میگوید بسوز و دم مزن	زیں سخنہا عاشقِ مستانہ مے آرد بجوش
تنگدل ما ئیم ورنہ غنچۂ او را چہ باک	زانکہ جانہائے بلب آوردہ مے آرد بجوش

آتشی ہست ایں کہ مے ریزد **فغانی** اشک گرم
وز جگر ایں قطرہ نشمردہ مے آرد بجوش

از پئے دل مرد و عاشقِ بیباک مباش	ما ہمہ غم ز تو داریم و تو غمناک مباش
نیست چالاک تر از قدِ تو روئے بچمن	از ہوس مائل ہر قامت چالاک مباش
اے تو خود مرہم ریش دل خونیں جگراں	در خیال جگر ریش و دل چاک مباش
خاک شد بر سر راہ تو بسے خاک عزیز	دامن افشاں روی و غافل ازیں خاک مباش
ما چو آئینۂ دل از غیر تو پرداختہ ایم	یک نفس غائب ازیں آئینۂ پاک مباش

باک ادراک **فغانی** مخور از جانب عشق
مانع او مشو و منکر ادراک مباش

رمید از خواب چشماں عتاب آلود بینندش	بخونم تشنہ لبہائے شراب آلود بینندش
برآمد خواب کردہ از چمن تا جاں دہد عاشق	نشان برگ گل بر روئے خواب آلود بینندش
چو پرسیدم کہ از بوئے کہ پیراہن قبا کردی	چو برگ گل گریبان گلاب آلود بینندش
ندارد شمع من تاب جوابِ گفت بیگانہ	لب خنداں و گفتار حجاب آلود بینندش
بدشنامم زباں بیروں کشد چوں بوسہ خواہم	مر انگشت آں پسر ناز عتاب آلود بینندش

جگر باشد **فغانی** تا نویسد نسخۂ زاں لب
ز خوباں دل در قہائے کباب آلود بینندش

تو مست خواب ہم از شب نشستۂ خویش — منم کہ سر زدہ بر بازوانِ خستۂ خویش
ہزار بار دگر کردہ ام بر شتۂ صبر — ز انتظار تو پیمان ناگسستۂ خویش
دل شکستۂ من صد خیال بست و نشد — کہ بر تو عرض نماید شکستہ بستۂ خویش
ز چشم زخم مخالف چہ احتمالِ گزند — ترا کہ شد نظر از طالع خجستۂ خویش

ترا بس است **فغانی** ز دوستِ نخلِ خیال
شگفتہ باش ز گلہائے دستہ دستۂ خویش

فردا کہ ہر غنیم نماید غنیم خویش — دستِ من است و دامنِ یارِ قدیمِ خویش
گر پے برو غنی کہ چہ سود ست در کرم — ریزد چو آب در قدم خلق سیمِ خویش
دانستنیست سرِّ محبّت نہ گفتنی — بگذار فہم نکتہ بطبعِ سلیمِ خویش
یارب بمذہبِ[1] کہ بود سوختن روا — آں را کہ پرورند نباز و نعیمِ خویش
ناز کترست ازاں کہ تواں داد از و نشاں — آں گل کہ تازہ ساخت جہاں از نسیمِ خویش
عاشق مرا نکشت کہ معشوق دل نواز — سازد بدور بادہ بدامش ندیمِ خویش
بارے کجاست تا بخرابات رو نہیم — کز دست دادہ ایم رہِ مستقیمِ خویش
نام از کرم ثبات پذیرد نہ از درم — ایں نکتہ گفت حاتمِ طے با حکیمِ خویش
کردم سوال صبحدم از پیرے فروش — گفتا کرم نما کہ شوی چوں کریمِ خویش

محرم نشد **فغانی** درویشِ کاں غیور
میراندش بہ تیر نہ گرد حریمِ خویش

بغایت تلخ گفتار ست شیریں لعلِ میگونش — ہزاراں جان شیریں نُقل شربتہائے معجونش
ہر آنکو با چنیں میخوار صحبت آرزو دارد — بہ بینی کمتریں روزے کہ در ساغر بود خونش
ہراں بیدل کہ خوبانش ببازی در میاں گیرند — نگر دانند از و ماتم نگر دانند مجنونش
شدم خاک درت واں ذرہ کو از خاک برخیزد — نشاند بر کنار چشمہ خورشید گردونش

[1] ن ملہ مذہبے۔

نیم زاہد کہ در خلوت بنور طاعتش یابم — نہ جادویم کہ دام رہ کنم طومارِ افسونش

چرا در فکر آں باشم کہ چوں دل کام ازو یابد — کہ گر خواہد رساند بر مراد خویش بیچونش

برائے ورد بودہ آدمی گر عکس ایں بودے — نیاوردے قضائے ایزد از فردوس بیرونش

ندارد ہیچ کم آں مہ **فغانی** مہر افزوں کن

کہ آخر بر فروزی صد چراغِ حسنِ افزونش

ہزاراں غصہ دارم در خیالِ روئے نیکویش — ز فکر ظلم بسیار و خطائے تندئِ خویش

شرابے در قدح دارد کہ بہرِ حالت و مستی — حریف از پردہ امکاں بروں مے آورد مویش

من و تلخ ہمہ عشقے و درد ساغر آشامی — نصیبِ ہوشیاراں ساغر شیریں لبِ جویش

دلم شد خونچکاں از نوک مژگان جفا جوئے — کہ بر صد خوں گرہ بست است ہر یک حلقۂ مویش

بآبِ دیدہ مے بازم نظر با ترک بدخوئے — کہ گاہ نازکی خوں میچکد از چینِ ابرویش

خضر در چشمہ حیواں نہاں از آبِ تیغِ او — منِ دیوانہ دست از جاں و سر شستہ روم سویش

فغانی کار عاشق از طلب دوری دارد

مراسے نیست کاں در سعیِ طالب نیستِ ہیچویش

منِ مجنوں کہ دور افتادہ ام از بزم دلجویش — چہ میل تحفۂ مجلس خوشا سنگ سر کویش

فروغ حسن او بر دیدہ بندد راہِ نظارہ — خوشا آئینہ رویش کہ دارد روئے بر رویش

نگنجد در قبا چوں گل ز دل گرمی و بیتابی — نیارد یک دمے یکجا ندانم کسبِ جادویش

منِ دیوانہ ایمن چوں زیم در بزم خونخواری — کہ گر علائے نشیند کشتہ مے خیزد ز پہلویش

ہزاراں جان با تو از شہادت رفتہ از عالم — بچوگاں باختن از جا برد تعویذ بازویش

اگر بیند **فغانی** روئے گرمی زاں چراغ دل

نگرداند دمے رو از سجود طاق ابرویش

روزے کہ نقشبندِ رخت زد بر آب نقش — از نسخۂ تو باز گرفت آفتاب نقش

آں کافتاب از قلمِ قدرتش گلے است | صد جائے کردہ نام ترا در کتاب نقش
آہ ایں چہ نازکیست کہ در دیدۂ خیال | گیرد وجودِ نازکت از جائے خواب نقش
زیرِ لبت تبسمِ پنہاں و لطفِ فاش | گویا کہ بستہ آبِ رواں در شراب نقش
آندم کہ گل ز ابرِ بہاری وجود یافت | بست آرزوئے جیب قبایت گلاب نقش

چشمِ خیال بازِ **فغانی** ازاں دو رخ
زد آفتاب برق چو با ماہتاب نقش

چناں تیز است در خوں ریختن مژگانِ خونریزش | کہ خونِ دل چکد از دیدہا چوں بنگرم تیزش
لبش از عشوہ شیریں دہد دادِ دلم روزے | دلے در غمزہ بیداد ست چشمِ فتنہ انگیزش
دریں باغِ کہن چوں سبزۂ نوخیز وا زخاکم | ہنوزم در نظر باشد خیالِ خطِ نوخیزش
مگر آگہ شد از سوزِ دلِ من شمع در گریہ | کہ بس دلسوز مے آید سرشکِ آتش آمیزش
ز شوقِ لعلِ میگونت بخونِ دل بود تشنہ | دلِ بیمارِ من کز آبِ حیوانست پرہیزش
چناں شد دیدۂ سرگشتہ دور از گردِ راہِ او | کہ مے گردد بخونِ خویش مژگانِ گہر ریزش

فغانی مے رود افتاں و خیزاں در عنانِ او
کہ آویزد دلِ پرخوں بفتراکِ دلاویزش

ردیف الصاد

چوں برقص آئی بمجلس آفتاب آید برقص | گر خرامی بر کنارِ جوئے آب آید برقص
خونچکاں در پیچ و تابم از سماعِ گرمِ تو | ہمچناں کز آتشِ سوزاں کباب آید برقص
روز نخچیر تو از نیرنگِ خالِ زیرِ چشم | آہواں را در جگر ہا خونِ ناب آید برقص
در سوالِ آنکہ رقصاں کے بہایت جاں دہم | بشنوم حرفے کہ جانم را جواب آید برقص
عاشقاں از شوق بیخود زندہ در آتش روند | بر گلت چوں سنبل پر پیچ و تاب آید برقص

چوں تو دربزم طرب طنبور گیری در کنار | در دلم ہر قطرہ خوں از اضطراب آید برقص

خیز دست افشاں بمجلس کز ہوایت جاں فشاں
از صفِ مستاں فغانی را خراب آید برقص

ردیف الضاد

خرابِ حسن ترا از شراب ناب چہ فیض | ز سرو لالہ چہ کام از گل و گلاب چہ فیض
چو نیست دست بدست حریف بادہ کشاں | شب دراز ز گلگشت ماہتاب چہ فیض
بایں قدر کہ بلعلِ تو نسبتے دارد | شرابخوارہ شدم ورنہ در شراب چہ فیض
اگر نہ جلوہ روئے تو درمیاں باشد | ز ماہتاب چہ پرتو ز آفتاب چہ فیض
خوشست صحبت نزدیک وصلِ لو بار و | ز شاہدے کہ کند روئے در نقاب چہ فیض
بغیر ازیں کہ شود در مے وصال تو حرف | دگر ز سوز و گداز دل کباب چہ فیض

بعشق داد فغانی دو روز عمر جہاں
بغیر عشق دریں منزلِ خراب چہ فیض

ردیف الطاء

غمت ز آئینہ خاطرم زدود نشاط | بداں مثال کہ گوئی دراں نبود نشاط
تمام عمر باندوہ عاشقی بگذشت | ندیدم آنکہ برویم درے کشود نشاط
بعشق سر بہزاراں الم کشید آخر | ترانہ کہ در آغاز مے نمود نشاط
غمت رسید و مزید نشاط شد دل را | چہ خوش غمے کہ چو آید بدل فزود نشاط
بوئے عشق چو سر بر زدم ز جیبِ عدم | بہ لبست بر دل پر غصہ ام وجود نشاط
بجز غم از دلِ تنگم برو نمے آید | کہ ایں خرابہ دیرینہ آزمود نشاط

بہر ترانہ نجنبد دلِ **فغانی** زار
کہ از فسانہ بخت بدش غنود نشاط

ردیف العین

میگداز م دیدہ تا یکذرہ موجودم چو شمع
میرسد بر اوجِ گردوں نفس دودم چو شمع

دیدۂ اختر شمارم شہرتِ نیساں گرفت
بس کہ بر ہر نوکِ مژگاں گوہر آموسم چو شمع

در دلِ ہر ذرہ روشن ساختم مہرِ رخت
گل بروے آفتاب خود نہ اندودم چو شمع

گرچہ نقدِ ہستیم در آتشِ عشقِ تو رفت
اندکے ہم در صفائے فطرت افزودم چو شمع

چوں سپند از گردِ مجلس دور کردم چشمِ بد
خوابگاہت رابدودِ دل بیالودم چو شمع

داشتم داغِ ترا در سینہ چوں مجمر نہاں
راز پنہاں را نقاب از چہرہ نکشودم چو شمع

اینچنیں کز غصہ خوں میگریم ولب میگزم
بایداز روئے زمیں آوارہ شد زودم چو شمع

اشک گوہر ریزم از خونابِ دل شد لعل ساں[1]
بس کہ ہردم آستیں در چشمِ تر سودم چو شمع

از دم گرمِ **فغانی** دودِ آہم بر گرفت
گرچہ در راہِ محبت باد پیمودم چو شمع

امشب از آہم مشو گرم و مسوزانم چو شمع
ساعتے بنشیں کہ در بزمِ تو مہمانم چو شمع

چوں کنم دل جمع در بزمت کہ ہر ساعت رقیب
مید مد افسوں و میسازد پریشانم چو شمع

وہ چہ حالست ایں کہ بردارندم آخر از میاں
چوں بہ بزمت جائے خود را گرم گردانم چو شمع

یارب از آہست ریناں بر دلِ گرمم شرار
یا گرفتہ آتشے در رشتۂ جانم چو شمع

سوز داز اندوہ چوں پروانہ مرغِ نامہ بر
پیشِ او گر دانۂ اشکے بفیشانم چو شمع

سوئے محرابم مبر اے پاک روے بہرِ خدا[2]
زانکہ در بزمِ شراب آلودہ دامانم چو شمع

ن[1] لعلِ ناب۔ ن[2] سوئے محرابم مبر بے باک از بہرِ خدا۔ ن ایضاً، سوئے محرابم مخواں اے پاکدیں بہرِ خدا۔

چند زیں مستی بریزی اے فغانی آبرو
باز بگذار د سموم دشت ہجرانم چو شمع

تا بکے خندیدن و دل گرمی افزودن چو شمع
آبدانہ گشتن و آتش زباں بودن چو شمع

گاہ ناپیدا شدے از دیدہا چوں شب چراغ
گاہ خشک و تر بنور خویش پیمودن چو شمع

در دلم ہر قطرہ خوں تبخالہ شد جا نگداز
گرد لب تا کے زباں آتشیں سودن چو شمع

دیدن از دور و برائے سوختن پروانہ وار
ہر گہ مجلس را بآبِ دیدہ آلودن چو شمع

سوختم آنم بروز آرام نگرفتن چو مہر
خوردنِ دودِ چراغم ایں و نغنودن چو شمع

کمترین طاعت بود در گوشۂ محراب عشق
روزہا بر آستاں شبہا نیاں سودن چو شمع

آہ ازیں آتش پرستیدن فغانی با خود آے
چند در دیر مغاں زنار بکشودن چو شمع

ردیف الغین

ہر جا کہ بر کشید ز روئے دلیل تیغ
بر روئے خصم ریخت جوابِ سبیل تیغ

از یک طرف نشاند بگردوں سر سناں
وز یک طرف نشاند بدریائے نیل تیغ

از پشتِ گاو و سینۂ ماہی گذشت ہم
چو گرد امتحاں بکمر گاہ پیل تیغ

بر دوستانِ صادقش آتش گلِ بہشت
بر دشمنانِ تیرہ دلش سلسبیل تیغ

آں را کہ ہست نورِ ہدایت چراغ راہ
در راہِ او گل ہست چو نارِ خلیل تیغ

ہنگامِ رزم گر بودش حاجتِ مدد
بند و خند ابشاہ پر جبرئیل تیغ

او گرمِ جنگ و خصم گر مراں و برق وار
آتش رواں کند ز پیش میل میل تیغ

مرا کہ تیرہ شد از کثرتِ گناہ چراغ
چہ روئے آنکہ در آرم شب سیاہ چراغ

در آ بمیکده واعتقاد روشن کن — که میبر ندازاں جا بخانقاہ چراغ
چراچو گلخنیاں دل بخاکِ تیره نہی — ترا که خانه سپهر ست و مهر و ماه چراغ
شنیده ام که زہمت بآفتاب رسد — بسوز اے دل و بر کن زبرق آه چراغ
بصدق دل چو درآئی بوادی ایمن — یقیں که سر زند از هر بنِ گیاه چراغ
خرابِ کوئے مغانم که نیم شب چو روم — مے بهر طرف آرد به پیشِ راه چراغ

فروغِ کوکبِ طالع شود کنوں پیدا
که بر فروخت **فغانی** زبزمِ شاه چراغ

ردیف الفاء

اے فتنهٔ جمالت روئے چو ماهِ یوسف — نیر نگسازِ خالت چشمِ سیاهِ یوسف
پیشِ تو خوشاں را رخ بر زمینِ طاعت — چوں سجدهٔ کواکب در خوابگاهِ یوسف
غافل مشو که اخواں چوں سر کشید ناگه — گردد و بال گیرد طرفِ کلاهِ یوسف
در خشک سالِ هجراں یعقوب راچه حاصل — گر آب خضر آید بیروں زچاهِ یوسف
از چشمِ اہل بینش خوں سیلِ فتنه بارد — جا دار د ایں که گیرد زنداں پناهِ یوسف
از چشمِ پیرِ کنعاں شاید که تا لبِ نیل — دُر بارد ابر نیساں در پیشِ راهِ یوسف

قلبِ سیه **فغانی** ایں جا چه وزن دارد
چین و چگل طفیل است در یک نگاهِ یوسف

من عاشقم نهاده سر و کار بر طرف — فکر دو کون کرده بیکبار بر طرف
تسکین در مند تماشائے روئے تست — بوئے بہار جلوهٔ گلزار بر طرف
لطفِ رخِ تو صبر جفائے رقیب کرد — چوں گل دمید شد الم خار بر طرف
حالا سرت زنغمه ابریشمست گرم — گلبانگ بلبلانِ گرفتار بر طرف

زینساں کہ کار از طرفِ خود گرفتۂ　　کے میکنی محبتِ اغیار برطرف

بشنو حدیثِ تلخ فغانی کہ یار تست
از ناز کی مکن سخنِ یار برطرف

ردیف القاف

خرم شبے کہ گردد معشوق یارِ عاشق　　مست آید و در آرد[1] سر در کنارِ عاشق

ناز و عتابِ شیریں از حد گذشت ترسم　　زانم کہ ماندہ باشد حیراں بکارِ عاشق

حرفے بہیچ مکتب ننوشتہ آں فرشتہ　　دیوار خانہ پر شد از یادگارِ عاشق

ہمراہِ آں سوارم کز آتشِ چراغش　　پروانہ شب چراغیست در رہگذارِ عاشق

حسنست و صد حکایت لیلے چہ تاب دارد　　افسوس پند گویاں با خار خارِ عاشق

گویند بہرِ عاشق بستند زلف خوباں　　خود نیست یکسرِ موے در اختیارِ عاشق

کس نیست تا بگوید با آں رقیب پرور　　کیں جور بس کہ کردی در روزگارِ عاشق

ہر عاشقے کہ بینم در انتظارِ یاریست　　یک یار[2] نیست بارے در انتظارِ عاشق

بنشیں و روغن افشاں بر آتشِ فغانی
بردار ساغرِ مے بشکن خمارِ عاشق

جانم افگار است و تن بیمار و دل خوں از فراق　　ہر نفس دردیست بر دردِ من افزوں از فراق

غرقِ خون دیدہ ام شبہا و شمشیرِ اجل　　بر سرم پیوستہ مے آرد شبے خوں از فراق

تا شد آں شاخِ گلِ رعنا برون از دیدہ ام　　میرود بر روئے زردم اشکِ گلگوں از فراق

از وصالش بے غماں در بزمِ عشرت شادماں　　من درین بیت الحزن افتادہ محزوں از فراق

ماندہ محروم از حریمِ آستانش روز و شب　　سنگ بر سر میزنم در کوہ و ہاموں از فراق

ن [1] گذارد - ن [2] یارے منست بارے -

دوراز اں شیریں لب لیلیٰ وشں آمد برسرم　　آنچہ آمد بر سرِ فرہاد و مجنوں از فراق

گر نخواہی بر سرِ بیمارِ ہجراں آمدن　　جاں نخواہد برد مشتاقِ تو بیروں از فراق

تا شدی اے گوہرِ مقصود غائب از نظر

چشمۂ چشمِ **فغانی** گشت جیحوں از فراق

خورشید من چو پاک کند از جبین عرق　　در پردہ ہائے غنچہ شود خوشہ چین عرق

ایں آب و رنگ از شرف دست بوسِ تست　　گل را کہ میچکد ز سر آستین عرق

گلگشت مے کنی و گریباں کشادہ گل　　کز خاک دامن تو چکد بر زمین عرق

من کشتہ گلے کہ از بسیاریِ حیا　　گیرد عذارش از نفس ہمنشین عرق

شور شراب دارد و لطفِ زلالِ خضر　　گیرد نبات آں لب چوں انگبین عرق

از نکہت گلاب گریبانِ چاک من　　شبنم زند بروئے گل و یاسمین عرق

بہر دماغ گرم **فغانی** رخت زخوئے

ریزد بروئے برگِ گلِ آتشیں عرق

بیا کہ در قدمت بہ کینم داغِ فراق　　ز شمع وصل منوّر شود چراغِ فراق

دمیدہ نو بنوام لالۂ ز گلشن وصل　　شگفتہ ہر نفسم گلبنے ز باغِ فراق

بکار عشق و جنوں مشکل است بر مشکل　　مرا کہ نے دلِ وصل است و نے دماغِ فراق

سر شک گوشہ نشینم بشاہراہِ امید　　یکے یکے شمرد لالہائے داغِ فراق

ز بزم عربدہ بیتاب شد **فغانی** مست

سرے نہادہ بویرانۂ فراغِ فراق

ردیف الکاف

یارب اگر بمہر کشد یا بکیں چہ باک　　من کشتۂ ملامت و دردم ازیں چہ باک

در خنده اش هزار کشاد است زیر لب — از ناز اگر زند گره بر جبیں چه باک
من از دو کون دست فشاندم برائے او — او گر بمن ز قهر فشاند آستیں چه باک
جائے که صد همائے نیابند استخواں — مور حقیر گر نبرد انگبیں چه باک
مرغے که وارد از چمنِ آسماں نصیب — گر دانهٔ نیافت ز کشتِ زمیں چه باک
گیرم که اهرمن برد انگشتری ملک — چو نام دیگر یست نشانِ نگیں چه باک

دشمن ز آهِ گرم فغانی حذر نکرد
آتش پرست را ز دمِ آتشیں چه باک

تا کے روم ز کوئے تو گریاں و سینه چاک — در دیده آب گشته و بر روئے نشسته خاک
از خونِ غنچهٔ دلِ احباب کن حذر — اے دامنت چو برگِ گلے نو شگفته چاک
پیش نسیم بسکه گریباں کشادهٔ — دارم دلے ز دستِ تو چوں غنچه چاک چاک
پیوندِ ما چو بر سر زلفِ تو محکم است — سر رشتهٔ حیات اگر بگسلد چه باک
صیدِ حرم که ساخت خدا قتلِ او حرام — میخواهد از خدا که به تیغت شود هلاک
بر خاک نه چو برگِ خزاں روئے زردِ من — از دیده اشک سرخ رواں هم ز خونِ تاک

در تنگنائے هجر فغانی کشاد دل
از نالهٔ حزیں طلب و آهِ دردناک

در عاشقی بلائے دل و جان ماست رشک — سهل است تا ز غیر و لیکن بلاست رشک
دلبر چو در میانه تفاوت نمے نهد — در حیرتم که در دلِ بدخو چرا است رشک
جانا چه خضر خوی و مسیحا نفس فتاد — گر با فرشته هم سفر افتد رواست رشک
آسوده کیست در قدم یار بر جفا — ما در جفا که بر سر مهر و وفاست رشک
مرداں گرفته اند ز غیرت کم بتاں — در کار اهل درد به بیں تا کجاست رشک
دشمن بود نه دوست که سازد بطبع غیر — تا دوستی بجاست فغانی بجاست رشک

دارم زلپتہ ات بدلِ آتشیں نمک | بستاں کہ کس ندیدہ کتابے بایں نمک
دامن کشاں ودست فشاں میکنی خرام | میگیرد از غبار تو روئے زمیں نمک
شورے کہ من زعشق تو دارم نداشت کس | زانرو کہ کس نداشت جوانے چنیں نمک
گویا کسے کہ مرہم داغ دلم نہد | در دست تیغ دارد و در آستیں نمک
دشنام چوں دہی منما قہر و لب مگز | ہمرہ مساز باشکر و انگبیں نمک

در گریہ و فراق **فغانی** زبخت و شور
رو بر سواد دیدہ مردم نشیں نمک

ردیف اللام

خوباں دلِ غمناک ندانند چہ حاصل | دردِ جگر چاک ندانند چہ حاصل
چنداں ہمہ از دور نگہ کردن و مردن | قدرِ نظر پاک ندانند چہ حاصل
ما بہر جواناں زسرِ خویش گذشتیم | ایں مرتبہ را خاک ندانند چہ حاصل
دانند کہ بر عاشقِ خود جور تواں کرد | بے مہریِ افلاک ندانند چہ حاصل
تو غمزہ رواں کردی و مردم بنظارہ | انگیز تو بے باک ندانند چہ حاصل
سرتا بقدم جان و دلِ مرہ حریفاں | خاصیتِ تریاک ندانند چہ حاصل

ایں ہمنفساں حالِ دلِ زارِ **فغانی**
با ایں ہمہ ادراک ندانند چہ حاصل

اے فروغِ جوہرِ حسنت بروں از خط و خال | معنی داری کہ نتواں صورتش بستن خیال
آتش انگیز و زدلہا شیوۂ سرو قدت | در کدام آب و ہوا پرودہ آمد ایں نہال
میکشی و زندہ مے سازی زتاثیرِ نظر | جاں فدائے شیوۂ چشمِ تو اے مسکیں غزال
کار دل با معنی حسن او فتادہ است و بس | خواہ در روزِ جدائی خواہ در روزِ وصال

سبزهٔ نوخیز و گلبرگِ دل آرائے رخت
این بہارِ بے خزاں آں آفتابِ بے زوال

بر دمد گلہائے رنگیں در گلستانِ نظر
از شرابِ ارغوانی چوں کنی رخسارہ آل

سر زد از آئینۂ رخسارِ تو آثارِ خط
چوں خیالِ سبزۂ نورستہ در آبِ زلال

در خیال از دفترِ حسنت کشودہ فالِ وصل
حرفِ اول آیتِ رحمت برآمد حسبِ حال

مردمِ چشمِ **فغانی** باد بر آتش سپند
شمع رخسارت چو افروزد شبستانِ خیال

سروت کہ لالہ رنگ شد از بادۂ زلال
طوفانِ آتش است عیاں در قبائے آل

سر مے کشد نہالِ قدت از دمِ مسیح
در بوستان کیست بدیں تازگی نہال

خوش آہو است چشم شکار افگنت ولے
ہرگز شکارِ کس نشد آں نازنیں غزال

مے سوزم از نظارۂ آں روئے آتشیں
از بس کہ سحر کردہ بر آتش ز خط و خال

دُر در صدف اگر ز لطافت کند سخن
برگِ گلیست جلوہ کناں در مے زلال

بیند ز نورِ شمع تجلّی شہیدِ عشق
عکسِ مہِ جمالِ تو در دیدۂ خیال

روئے جہاں فروز تو در جلوہ ساختست
ذرات را بنورِ خود آئینۂ جمال

ذرات لعل سائے تو از عشوہ در سخن
یا بد ز لطف گوہر درج تو گوشمال

آشفتہ بلبلیست **فغانی** دریں چمن
محروم ماندہ از حرمِ گلشنِ وصال

چندانکہ رو نہند دل و دیدہ سوئے دل
نہ سوئے دیدہ ہست نگاہت نہ سوئے دل

بزمِ تو گلشنِ ارم است از ہجومِ خلق
کوئے تو کعبۂ دگر است از غلوئے دل

خونابہ کم نگشت اگرچہ تمام عمر
گیرم بگریۂ نمکے شست شوئے دل

از سوز و سازِ عود دلِ ما چہ آگہست
بیگانہ کہ خود نشنید است بوئے دل

ایں فرق تا قدم سبب آرزو و کام
ہم کام جاں فراز تو ہم آرزوئے دل

از وصل در غمست فغانی ز هجر شام
دیوانہ را بعکس مراد ست خوئے دل

محروم باد چشم من از گلشن جمال | گر بگذرد بہار و گلم بے تو در خیال
گل پنج روزہ ایست ولے نخلِ حسنِ تو | پیوستہ در براست زہے حسنِ بے زوال
دل تنگم از ہوائے نوائے گل بغا یتے | کز نکہت نسیم صبا گیرد دم ملال
در بوستاں ز حیرتِ نخلِ بلندِ تو | آگہ نے شوم کہ گلے ہست بر نہال
آشفتہ جمال تو ہرگز چو بلبلے | ننشست در حضور گلے با فراغ بال
آتش در آبِ چشمہ خورشید میزند | گلنار سایہ پرورت از بادۂ زلال
جانہا پسند خامہ نقاش حسنِ تو | کز مشک سودہ بر ورق گل نہادہ خال
اے عندلیب نالہ ز بیداد گل مکن | چوں دم زدی ز مہر و وفا از جفا منال

جانسوز دلفروز فغانی درین چمن
شاخ گلیست جلوہ کناں در قبائے آل

مائیم واشک و آئینہ صبح و آہِ دل | در آب و آتش از نفس عمر کاہِ دل
نظارہ تو کُشت مرا دیدہ را چہ جرم | خوبی و بال گشت چہ باشد گناہِ دل
از بسکہ زلف و خال پرستیدم از ہوس | شد نامہام سیاہ و چو روز سیاہِ دل
در محضر جمال بخونریز عاشقاں | دل شد گواہِ دیدہ و دیدہ گواہِ دل
از ما عناں متاب کہ سلطانِ حسن را | حشمت فزوں شود چو فزوں شد سپاہِ دل
از وادیِ فنا بلب چشمۂ بقا | آمد خیال سرو قداں خضرِ راہِ دل

از دل مباش دور فغانی کہ اہلِ درد
ہستند از بلائے جہاں در پناہِ دل

ردیف المیم

هرگز بوصلت ای گلِ رعنا نمے رسم — جائے رسیدهٔ کہ من آنجا نمے رسم

خارم کہ دورم از شرفِ دست بوسِ[1] تو — گردم کہ سالہا بتہِ پا نمے رسم

بے آبیم بکشت و کسم خضرِ رہ نشد — جاندادم و بجائے مسیحا نمے رسم

با ہر کہ دم زدم جگرم پارہ میکند — ہرگز بہمدمے منِ شیدا نمے رسم

صد نخلِ آرزو ز دلم سر زند ولے — ہرگز بمنتہائے تمنا نمے رسم

بہرِ تو داغ داغم و مرہم نمے نہی — دردے تو دارم و بمداوا نمے رسم

ہمچوں فغانیم نفسے ماندہ است و بس

دریاب امشبم کہ بفردا نمے رسم

چند گردیم دریں دیرِ کہن پیر شدیم — آں قدر بیہدہ گشتیم کہ دلگیر شدیم

کس ندیدیم کہ تلخی نشنیدیم ازاو — گرچہ با پیر و جواں چوں شکر و شیر شدیم

ہر کجا دیدهٔ امید کشادیم بصدق — بیشتر از ہمہ آنجا ہدفِ تیر شدیم

تا کے از ہمدمیِ خلق تواں دید جفا — بگسلیم از ہمہ پیوند بہ زنجیر شدیم

اثرش آتشِ دل بود و ثمر قطرهٔ اشک — آنکہ عمرے ز پئے لعبتِ کشمیر شدیم

ایں چہ دام است و چہ صیاد کہ با شیر دلاں — بہواداریِ ایں سلسلہ نخجیر شدیم

راہ گر راست فغانی و اگر عینِ خطاست

ہمچنیں بر اثرِ خامهٔ تقدیر شدیم

مست گشتم سر ز قیدِ خویش و آراں[2] میبرم — رخت خویش از پہلوئے پرہیزگاراں میبرم

چوں خرش بربستہ رخت خونچکاں از فرش خاک — خیمهٔ ہمت بر اوجِ کوہساراں میبرم

ن[1] پائے بوس۔ ن[2] ہوشیاراں۔

مُرغِ شب خیزم بگلگشت گلستاں میروم
بادِ نوروزم پیامِ نوبہاراں میبرم

میروم زیں بزم یادِ دلنوازاں میکنم
میروم زیں باغ وگلبانگِ ہزاراں میبرم

پارسایا نراغمِ دزدی کشانِ عشق نیست
التجا دربزمگاہِ مے گساراں میبرم

چوں بناگوش چو سیم وعارضِ چوں آب ہست
دانۂ دل سوئے زریں گوشواراں میبرم

جاں سپند نکتہ ریزانِ سرکوئے مراد
فالِ نیکو بیں کہ نامِ بختیاراں میبرم

ہرسبک سرکے تواند گشت با من ہم شکار
من کہ صید دامگاہِ تاجداراں میبرم

از دلِ گرم **فغانی** مے نویسم چند حرف
تحفہائے جانگداز از بہرِ یاراں میبرم

رفتیم وگردِ ہستی از کوئے یار بردیم
داغِ دلِ بلاجوزیں لالہ زار بردیم

بزمِ وصال دیدہ با داغِ ہجر رفتیم
از گلشنِ چنیں خویش ایں یادگار بردیم

گسترہ دامِ ہمت بر وعدۂ ہمائے
در شاہراہِ امید بس انتظار بردیم

قصرِ وصال ہر روز بر ما بلند تر شد
چنداں کہ نقشِ شیریں اینجا بکار بردیم

از بہرِ نیم جرعہ وزیادِ یک نظارہ
بس تہمت وملامت زیں روزگار بردیم

شمعِ مراد ما را روشن نگشت ہرگز
چندانکہ نذر ونیت در ہر مزار بردیم

دیدیم خویشتن را چوں داغِ لالہ در خوں
ہردم کہ در فراقے نامِ بہار بردیم

با آستینِ پُر گل رفتیم تا درِ دوست
زانجا بدرد وحسرت دامان خار بردیم

ہنگامۂ **فغانی** برہم زدیم واورا
دست وگلوئے بستہ تا پائے دار بردیم

ہردم اندیشۂ آں شوخ ستمگارہ کنم
صورتِ او بخیال آرم ونظارہ کنم

بس کہ خونِ جگرم مے رود از دیدہ بروں
زہرہ ام نیست کہ یادِ دلِ آوارہ کنم

دلم از رشکِ رقیبانِ تو صد چاک شود
گرنہ آہے کشم وپیرہنے پارہ کنم

تا کے از بہرِ دوائے دل صد پارۂ خویش | سر بزانو نہم و بیہدہ صد چارہ کنم
من کجا و گل و نرگس اگرم دست دہد | گریہ بر خونِ دل و زردیِ رخسارہ کنم
روزِ محشر کہ بہ پرسند کہ خونِ تو کہ ریخت | آہ حسرت کشم و سوئے تو نظارہ کنم

خوں شود ہمچو **فغانی** دلم آندم کہ بخود
یاد از ہمدمیِ آں بتِ خونخوارہ کنم

متاب آں رُخ زمن یکدم کہ در کوئے تو مے آیم | کہ من اینجا برائے دیدنِ روئے تو مے آیم
دل از اندیشۂ اغیار ماند آزردہ در آں کو[1] | برائے سجدۂ محراب ابروئے تو مے آیم
تو ہر دم میکنی جورے و من از بہرِ یکدیدن | زہر دم میکشم صد طعنہ و سوئے تو مے آیم
بر دخوئیِ توام ہر دم براہے و منِ مسکیں | زبس شوقے کہ دارم از پئے خوئے تو مے آیم

مبر حسرت **فغانی** آنکہ از بزمش روی کشتہ
کہ من یک ساعتے دیگر بہ پہلوئے تو مے آیم

دلم شد زندہ از چاکِ گریبانے کہ من دیدم | کجا میرم دگر زانساں تن و جانے کہ من دیدم
خیالِ آں جوانم زندۂ جاوید میدارد | کسے ہرگز ندید آں آب حیوانے کہ من دیدم
یقیں گر زاہدِ صد سالہ بیند میرود از راہ | دریں حسن و جوانی حالِ پنہانے کہ من دیدم
بسوزاند جہانے و زمیاں زنار نگشاید | چناں کافر نہادِ نا مسلمانے کہ من دیدم
نیابد کس غبارم گر بجوید زاں تہ عالم | زدستِ نوجوانے ضربِ چوگانے کہ من دیدم

فغانی را بیک مژگاں زدن بربود آں جادو
کند بیمار از پنہا چشم فتانے کہ من دیدم

ہمہ شب دارم از دل بادۂ نابے کہ من دانم | بگریہ میکنم گلگشتِ مہتابے کہ من دانم
دلِ راحت طلب شد کام خواہِ من زہر ناکس | کشم جورے پے مقصودِ نایابے کہ من دانم
خوش آں بزمے کہ چوں پروانہ گردِ شمع خود گردم | رقیب از رشک سوزد و ز تب و تابے کہ من دانم

ن ۱؎ در کویت۔

پئے یکجرعہ کز جامِ توام روزی شود جاناں　　کشم از زہر چشمِ غیر تلخ آبے کہ من دانم
بترکِ سجدۂ ظاہر مخوانم کافرے بنگر　　کہ پنہاں حالتے دارم بمحرابے کہ من دانم

مدار اے بخت دیگر از **فغانی** چشم بیداری
کہ رفت آں مست غفلت در شکر خوابے کہ من دانم

نمودی روئے گرم و عاشقِ خود ساختی بازم　　چہ کردی شمع من در آتشے انداختی بازم
پے سوزِ رقیباں گرم کردی مہرِ خود با من　　بشوخی در تنورِ دیگراں بگداختی بازم
چہ جولاں بود آں یارب کہ از پیشم چو بگذشتی　　بکینم گرم کردی رخش بر سر تاختی بازم
غبارِ من ز جولانِ بلا یکذرہ ننشستہ　　بجولاں رفتی اے ترک و علم انداختی بازم
چناں از حالِ خویشم بردی اے بیگانہ وش بیروں　　کہ در خیلِ اسیراں دیدی و نشناختی بازم
دو روزہ بودی ایمن از بلا و محنتم اے بخت　　بیک بازی آں شوخِ بلا در باختی بازم

فغانی رستہ بودم چند گاہ از طعنِ بدگویاں
دریں سودا در آوردی و رسوا ساختی بازم

منم و دلِ پریشاں چہ درِ طرب کشائم　　چو غمت نمیگذارد کہ بخندہ لب کشائم
حذر از شکایتِ من کہ بود تمام آتش　　ز دلِ گرفتہ آہے کہ بنیم شب کشائم
تو میاں دہی و گرنہ نخبیال در نگنجد　　کہ چناں کمر کہ داری منِ بے ادب کشائم

بغزالِ خویش روئے برسم کہ چوں **فغانی**
قدمے زدیدہ بیخود برہِ طلب کشائم

ز دل جز خوں نشاں در چشمِ بیحاصل نمے یابم　　نشانِ خونِ دل مے یابم اما دل نمے یابم
قدم در ہیچ منزل بے گلِ رویت نمے یابم　　کہ صد خارِ جفا را در جگر منزل نمے یابم
چہ حاصل زیں ہمہ اشکِ رواں پردۂ روشن　　بدیں سر چشمہ چوں آں سرو را مائل نمے یابم
مگر برقِ تجلی شعلہ زد از منزلِ لیلےٰ　　کہ از مجنوں نشانے در پئے محمل نمے یابم

منِ دلتنگ را یارب چہ سود از منزلِ جاناں   چو ہرگز خویش را خرم دراں محفل نمے یابم

نہادم چوں **فغانی** دل بداغِ ہجر تنہائی
چو خود را در حریمِ وصلِ او قابل نمے یابم

ما نقدِ دل بگوشۂ میخانہ بردہ ایم   جاں را بچشم و غمزۂ ساقی سپردہ ایم

چوں در حریمِ میکدہ مستاں نوا کنند   ما ہم برآوریم صدائے نمردہ ایم

در اشکِ ما مبیں بحقارت کہ ایں شراب   از پردہ ہائے دیدۂ روشن فشردہ ایم

پیکانِ آبدار از تیر کمانِ چرخ   دلخواہ تر ز قطرۂ باراں شمردہ ایم

از بسکہ خوردہ ایم فرو آتشِ نہاں   مردم گماں برند کہ آبے فسردہ ایم

ما آں درختِ بادیہ خیزیم اے صبا   کز تند بادِ حادثہ صد زخم خوردہ ایم

صد رہ بہ اشکِ گرمِ **فغانی** و برقِ آہ
نقشِ خرد ز صفحۂ خاطرستردہ ایم

اسیرِ زلف و گرفتارِ چشمِ نازِ توام   خرابِ یکنظر از چشمِ عشوہ سازِ توام

سرم بسدرہ طوبےٰ فرو نمے آید   کہ در مشاہدۂ سروِ سرفرازِ توام

دلم بچنگِ ملامت خوشست اگر برسد   نوازشے ز لبِ لعل نوش سازِ توام

حکایتِ شبِ ہجراں ز حد گذشت اے دل   مگو کہ مے کشد افسانۂ درازِ توام

ز مجلسِ مے و ساقی بمسجد آمدۂ   خرابِ زہدِ تو و کشتۂ نمازِ توام

رخِ نیاز نہادم بخاکِ مقدمِ او   بناز گفت کہ مستغنی از نیازِ توام

چہ جاں گداز **فغانی** فسانہ داری
بگو کہ سوختۂ حرفِ جانگدازِ توام

دلم میانۂ خوں[1] جام لالہ گوں چہ کنم   شراب در کف و سوزِ تو در دروں چہ کنم

ن [1] خونست لالہ گوں چہ کنم۔

با آتش دگری چوں نمیروی از دل | بهرزه داغِ دلِ خویشتن فزوں چہ کنم
توانم آنکہ ترا مہربانِ خود سازم | ولے بہ کج روی بختِ واژگوں چہ کنم
دلم بگوشۂ دیوانگی قرار گرفت | دگر بدفعِ پریشانیش جنوں چہ کنم
خیال بود کہ آیم بروں زظلمتِ ہجر | نگشت تیغِ جمالِ تو رہنموں چہ کنم
مرا کہ گوش برآوازِ مرغِ نامہ برست | نوائے بربط و آہنگ ارغنوں چہ کنم

مگو کہ نالہ مکن اے **فغانی** از غمِ یار
زیادہ میشودم آتشِ دروں چہ کنم

زغم جاں میدہم چوں دلربائے خود نمے بینم | چہ درست ایں کہ جز مردن دوائے خود نمے بینم
سرِ خود گیرم در دشت و از عالم روم بیروں | کہ در کویت منِ سرگشتہ جائے خود نمے بینم
بسودائے تو گشتم آنچناں بیگانہ از مردم | کہ یک کس در ہمہ شہر آشنائے خود نمے بینم
منِ حیراں بکوئی آں پری دارم تماشائے | کہ ہرگز جانبِ محنت سرائے خود نمے بینم
کدایں بادیارب در گلستانِ تو رہ دارد | کہ برگِ یاسمینت بر ہوائے خود نمے بینم
نشانِ غنچہ ایں گلستاں از دیگرے پرسید | کہ من جز خار و خس در دستِ پائے خود نمے بینم

بزاری چوں **فغانی** میزنم دست دعا بر سر
کہ چیزے در نمازِ ناروائے خود نمے بینم

رفتم ز کوئے تو چو مقامے نداشتم | دل برگرفتم از تو چو کامے نداشتم
یکبار از وفائے تو بر داشتم امید | چوں از تو التفاتِ تمامے نداشتم
بر دل کدام روز کہ از ہمدمانِ تو | دردے زنا خوشئ پیامے نداشتم
روزے ز کوچۂ تو نگذشتم در کمیں | آہ کسے زگوشۂ بامے نداشتم
فریاد از اں زماں کہ رسیدی تو سرگراں | وز بیخودی مجالِ سلامے نداشتم
عمرے گذشت در غم و آخر بکامِ دل | در گوشۂ بہ پیشِ تو جامے نداشتم

ن لہ جگری۔

روزے نشد کہ ہمچو **فغانی** ز جورِ بخت
فریادِ صبح و گریۂ شامے نداشتم

کجاست دل کہ بہ شبہائے تار گشت کنم
شراب نوشم و در کوئے یار گشت کنم

دلم ربودۂ کوئے تو گشتہ است چناں
کہ شادماں نشوم گر ہزار گشت کنم

ہزار بار بخوں گشتم و نشد کہ دمے
گرفتہ دستِ تو در لالہ زار گشت کنم

چہ میدہی بخودم رہ نہ آں دلست مرا
کہ گل بچینم و در جوئبار گشت کنم

ز وعدۂ تو ہلاکم بہ بینم آنکہ شبے
بگردِ کوئے تو بے انتظار گشت کنم

برآر حاجتِ من تا بکے چو ماتمیاں
بخود بگریم و در ہر مزار گشت کنم

دلت بخونِ من آں لحظہ ہم نگردد کم
کہ زار میرم و در پائے دار گشت کنم

جنوں گرفت **فغانی** ہمیں سرشتِ[ن لہ] مرا
کہ بے گلے بہوائے بہار گشت کنم

ترا گزیدہ برائے گزندِ خویشتنم
ہلاک مطلبم نے بہ بندِ خویشتنم

گلِ مراد ز نخلِ تو آنقدر چیدم
کہ شرمسار ز بختِ بلندِ خویشتنم

تو گرم گشتہ و من دل نہادہ بر آتش
چہ حالتیست کہ ہم خود سپندِ خویشتنم

چناں شدم کہ ہمہ عمر پند خود دادم
کفایتے نشد آخر ز پندِ خویشتنم

ز عیشِ تلخِ خودم خندہ آید اے دشمن
کند ہلاک ہمیں زہر خندِ خویشتنم

گرم مراد بہ بخشی مرادِ خاطرِ تست
نہ بر مرادِ دلِ دردمندِ خویشتنم

نہ صید لایق یارم **فغانی** از چہ سبب
بدست زور کشد در کمندِ خویشتنم

امشب چراغِ دل بحضورِ تو سوختم
جاوید ماندہ ام کہ بنورِ تو سوختم

مشہورِ شہر گشتی و آتش بمن فتاد
طالع نگر کہ وقتِ ظہورِ تو سوختم

ن لہ بسہت ۔

ہستم در آتش و تو ہماں میدہی زباں — اے بے وفا ز وعدۂ دورِ تو سوختم
گاہے بدردِ دشمن و گاہے بدردِ دوست — عمرے چنیں بحکم ضرورِ تو سوختم
داری ہزار داغ فغانی و زندۂ
خوش دردِ وفائے جانِ صبورِ تو سوختم

ما بادہ را بنغمۂ ناہید خوردہ ایم — آب از کنار چشمۂ خورشید خوردہ ایم
شاہانہ مجلسے طلب و ساقیٔ کہ ما — مے در شراب خانۂ جمشید خوردہ ایم
در مجلسِ حبیب[۱] ز دست مسیح و خضر — آبِ بقا و نعمتِ جاوید خوردہ ایم
مستیم ازاں شراب کہ با محرمانِ باغ — در سایۂ درختِ گل و بید خوردہ ایم
دل[۲] بستہ ایم ہمچو فغانی بوصلِ یار
از شاخ عمر میوہ بامید خوردہ ایم

ساقی خرابم از طرب دوش چوں کنم — از دستت ایں شراب دگر نوش چوں کنم
گویند آہ مے کشی و جامہ مے دری — با ایں سہی قدانِ قبا پوش چوں کنم
دور از غمت زیاد برم زحمتِ خمار — ایں بزم چوں بہشت فراموش چوں کنم
صد رہ سرم بخوابِ عدم دادی و ہماں — سوزم کہ با تو دست در آغوش چوں کنم
دانم کہ ہست از تو مرادم خیال خام — ایں آرزو نہ ایستد از جوش چوں کنم
دل گویدایں فسانہ مرا اختیار نیست — خود راز گفتگوئے تو خاموش چوں کنم
دشنام میدہی کہ مجو وصل و صبر کن — تلخ است جانِ من سخنت گوش چوں کنم
تابِ دلم نماند فغانی و آں حریف
کاکل نمیکشد ز سرِ دوش چوں کنم

چندانکہ رفتہ ام بچمن گل ندیدہ ام — فیض از گلاب و منفعت از مُل ندیدہ ام

---

[۱] بہشت۔ ن [۲] دل را کہ بستہ ایم فغانی بلطفِ یار — از شاخِ عمر میوۂ جاوید خوردہ ایم

زاں عاشقاں منم کہ ندانم وفائے گل — من غیرِ نامرادیِ بلبل ندیدہ ام
چندانکہ سوختیم وفائے نگر دو رفت — ترکے بدیں غرور و تجمل ندیدہ ام
بسیار کردہ ام زپئے نازکاں نگاہ — زینساں میانِ و حلقۂ کاکل ندیدہ ام
بردی دلم ز دست و ندانم ترا چہ شد — ہرگز چنیں فریب و تغافل ندیدہ ام
تا چند بگسلی و بہ پیوندی ایں چہ خوست — یک عادتِ ترا بہ تسلسل ندیدہ ام
گستاخ چوں کنم دل خود کام را بتو — دردل چو صبر و از تو تحمل ندیدہ ام

فکرے دگر نماند **فغانی** بباز جاں
عاشق بدیں خیال و تامل ندیدہ ام

بس بینوا از ساقیِ خود دور ماندہ ام[1] — از سر شراب رفتہ و مخمور ماندہ ام
ہم آب رفتہ از دل و ہم تاب از نظر — دور از چراغِ میکدہ بے نور ماندہ ام
نخلِ مسیح و باغِ خلیل و زلالِ خضر — یک یک ز دست دادہ و مہجور ماندہ ام
در فرقہ ہیچ نیست ز من نا سزا ترے — ایں ہم عنایتیست کہ مستور ماندہ ام
خلقے بہ ننگ از من و من از حیاتِ خویش — شرمندہ در میانۂ جمہور ماندہ ام
چشمم بروئے شاہد و دل مایلِ فنا — موقوف یک اشارتِ منظور ماندہ ام
ہرسو تفرج ایست درین بزم چوں بہشت — تنہا نہ در مشاہدۂ حور ماندہ ام

صد مردہ زندہ کرد **فغانی** طبیبِ شہر
من[2] از دعائے کیست کہ رنجور ماندہ ام

از کوئے تو چوں باد برآشفتم و رفتم — گردے ز دلِ مدعیاں رُفتم و رفتم
چوں بستہ دلم بہ شد از دردِ جدائی — اے گل ز تماشائے تو نشگفتم و رفتم
اے کاش کہ مے مُردم و معلوم نمیشد — ایں دردِ نہانِ تو کہ بہ نہفتم و رفتم

ن[1] ایم ۔ ن[2] ما ۔

این[1] وعدهٔ یارست که صد بار شکستی — یکبار دگر از تو پذیرفتم و رفتم
دار آمده زانکوئے بیاد آرم و سوزم — آں پند بگو خواه که نشنفتم و رفتم
خالی مگذار از سرِ تابوتِ **فغانی**
اے نخلِ خراماں سخنے گفتم و رفتم

مرا که دل نگذارد که بے تو آب خورم — مراد هست که در وقتِ گل شراب خورم
بطالع که ندارم چه آرزوست مرا — که روزِ وصل مے از جام آفتاب خورم
باین هوس که تو داری هوائے صحبتِ من — بسے لشنیم و خونِ دلِ کباب خورم
من از نظاره خراب و دهد رقیب شراب — چو بے محل دهد این باده خونِ ناب خورم
ز بے کسی و پریشانیِ که من دارم — عجب ز خونِ دلِ من مے و کباب خورم
ز دستِ غیر **فغانی** چرا خورم آبے
که تا رود بگلویم هزار تاب خورم

سحر ز میکده گریاں و دردناک شدم — براهِ دوست فتادم چو اشکِ خاک شدم
چراغِ توبهٔ من شمع روئے ساقی بود — که زد بخرمنم آتش چنانکه پاک شدم
زراهِ[2] دخترِ رز بر نخواستم چنداں — که پائمالِ حوادث چو برگِ تاک شدم
ز دلقِ زهد فروشاں نیافتم چیزے — غبارِ دامنِ رنداں جامه چاک شدم
ز بس که هیچو **فغانی** کشیده ام دمِ گرم
اثر نماند ز من۔ سوختم هلاک شدم

رفتیم و هر چه بود بعالم گذاشتیم — دنیا و محنتش همه با هم گذاشتیم
قطعِ نظر ز حاصلِ ده روزهٔ جهاں — این منزلِ خراب مسلم گذاشتیم
چرخ زمانه چوں نکند هفته وفا — دستِ شما رازین درمِ کم گذاشتیم

ن[1] این وعده بناچار که صد بار شکستی۔
ن[2] زراهِ دخترِ رز بر چه یافتم چنداں۔

در غمِ سفید کردہ کشیدیم زیرِ خاک — موئے سفید را کہ بماتم گذاشتیم
گل رنگِ من نداشت گذشتیم از سرش — مے بے توخوش نبود بہ ماندم گذاشتیم
ما و دلِ شکستہ چندیں ہزار داغ — جامِ صفا و انجمنِ جم گذاشتیم

رفتیم چو فغانی ازیں انجمن (حزیں)
عیشِ جہاں بمردمِ بیغم گذاشتیم

شب آمد ہر کسے را روئے در کاشانۂ یابم — منِ دیوانہ گردم تا کجا ویرانۂ یابم
منم آں ناتواں موسے کہ نتوانم کشید آخر — بصد سر گشتگی از خرمنت گر خوشۂ یابم
شبِ ہجراں کہ آید بر سرم از بہرِ دلسوزی — ہم از گردِ چراغِ خود مگر پروانۂ یابم
دمے کز شوقِ آں لبہائے میگوں گریہ ام آید — لبالب سازم از خونابہ گر پیمانۂ یابم

فغانی از رقیباں روئے گرداں شد مگر اورا
بکوئے دلبرے یا گوشۂ میخانۂ یابم

خوش آنکہ بیخبر از جام آرزوئے تو باشم — چو دیدہ باز کنم در طواف کوئیتو باشم
حدیثِ حسنِ تو گویم نشانِ کوئیتو پرسم — ز بسکہ گم شدہ از خود بجست جوئیتو باشم
سزائے دیدۂ من نیست دیدن برمہ رویت — ہمیں بس است کہ در آرزوئے روئیتو باشم
شراب خوردہ و خوی کردہ چوں رسی بگلستاں — سپندِ آتشِ غیرت ز رنگ و بوئیتو باشم
سحرگہی کہ کند زہرہ سازِ چنگِ صبوحی — نشستہ منتظرِ رقص و ہائے ہوئیتو باشم

گہے کہ ناز کند خوئے نازکت بفغانی
غلامِ نازِ تو گردم۔ اسیرِ خوئیتو باشم

روزِ نوروز ست و دل دردِ تو وار دسوز ہم — وہ کہ میسوزم بدردِ و داغت ایں نوروز ہم
بیخودم در نالہ و زاری نہ شب دانم نہ روز — زار مینالم شب از دردِ جدائی روز ہم
باز چوں خوانم دلِ خود را کہ آں مرغِ اسیر — رام شد در حلقہ آں زلفِ دست آموز ہم

ماندہ بودم در جدائی گر نمے شد خضرِ راہ — آں لبِ جاں بخش و رخسارِ جہاں افروز ہم
دور ازاں مہ روزم از شب شب نے رزم تیرہ تر — بختِ روز افزوں ندارم طالعِ فیروز ہم

درد و داغِ عاشقی کردی **فغانی** اختیار
زار مے میر از جفائے گلرخاں مے سوز ہم

دل گشت خون و داد بگریہ سزائے چشم — چشم بلائے دل شد و دل شد بلائے چشم
از چشم خویش بے تو بجاں آمدم بیا — چشم از سرم بروں کن و بنشیں بجائے چشم
بیگانہ گشت و باز نیامد بدستِ من — تا شد دلِ رمیدۂ من آشنائے چشم
ہمچو سوادِ دیدہ مرا از فراقِ تو — خاکِ سیہ نشست بماتم سرائے چشم

تا چشم باز کرد **فغانی** بروئے تو
بیچارہ کرد جان و دلِ خود فدائے چشم

گرچہ طورِ رندی و بدنامی از حد مے برم — کافرم گر شمۂ از طورِ خود بد مے برم
ہر زماں سنگ جفائے بر سفالم میخورد — کوہ کوہِ غم ازیں طاقِ زبرجد مے برم
نیشِ من گر دد اگر بر نوش مے بندم امید — نے شود گر دست نزدیک طبرزد مے برم
من کہ میخواہم کہ با معشوق مجلس میخورم — سیم و زر سہلست اگر سر نیز باید مے برم
محو با دا ہستیم در سایۂ آں آفتاب — کر فروغ صحبتش عمر مخلد مے برم
ہیچکس آگہ نگشت از آتش پنہانِ من — میروم زیں خاکداں ایں داغ با خود مے برم
آبِ حیواں در دہاں مے آیدم از عینِ لطف — بر زباں چوں نام آں سروِ سہی قد مے برم
گرچہ نو نو درد مے بینم ز زخمِ تیرِ عشق — از علاجش ہر زماں فیضِ مجدد مے برم

از برائے آنکہ ہمت بر غزالے بستہ ام
چوں **فغانی** صد ستم از دستِ ہر دد مے برم

اے غنچۂ تو چشمۂ نوش و نبات ہم — لعلِ لبِ تو آتش و آبِ حیات ہم

پروانۂ چراغ تو دارد شب وصال   نور سعادتِ شب قدر و برات ہم
تا خاطرت ملال گرفت از حیاتِ من   دلگیرم از حیات خود و کائنات ہم
بگذار تا نظارۂ باغ رخت کنم   این حسن را چو آمدہ خیر زکات ہم
کانِ ملال ہست **فغانیؔ** و کوہ غم
دارد بیادِ لعلِ تو صبر و ثبات ہم

دشمن شدی بیک دمہ زاری کہ داشتم   یارب کجا شد این ہمہ یاری کہ داشتم
چنداں نمک زدی کہ بجانم رساند کار   در سینہ این جراحت کاری کہ داشتم
آخر بخاکساری و افتادگی کشید   آں سرکشی و کینہ گذاری کہ داشتم
ہر چند سوختیم دل از حال خود نگشت   شد راست لاف پاک عیاری کہ داشتم
سر شد نشان تیرِ تو و دام دل ہنوز   سودائے آرمید بکاری کہ داشتم
کارے نکرد در صدف سینۂ گلے   آں گریہ چو ابر بہاری کہ داشتم
بعد از ہزار طعن و ملامت شدیم خاک   این گل شگفتہ زاں ہمہ خاری[ن۱] کہ داشتم
آخر بہ آہ گرم **فغانیؔ** قرار یافت
در گلشن آں نوائے ہزاری کہ داشتم

زخوں خوردن نیاسودم شب آنجائیکہ من بودم   ہلاک خویش دیدم در تماشائیکہ من بودم
خراشی دارم از ہر نالہ در دل کاش مرگِ من   رسیدی ہمہ[ن۲] زاں آشوب و غوغائیکہ من بودم
گلے ہرگز نچیدم زاں ہمہ نخل اُمید آنجا   زہے بیہودہ کارے باد پیمائیکہ من بودم
زبانم ناامیدی داشت ورنہ کے زیادِ او   دمے غافل شدم زینگونہ شیدائیکہ من بودم
چگونہ خوش نم بشہر از طعنۂ خلق این سزائے آں   کہ من نہ نجیدم از جائے[ن۳] بصحرائیکہ من بودم
عزن طعنِ جنونم این زماں از عشق نادیدہ   چو عقل و دل رود سر ہم۔ بسودائیکہ من بودم

ن۱ ناری۔ ن۲ درہمہ اں۔ ن۳ خالے۔

زمرگم روز ہجراں ہر بلائے مژدۂ دارد
رسیدم اے **فغانی** در تمنائیکہ من بودم

منم و دل پریشاں چہ در طرب کشایم
چو غمت نمے گذارد کہ بخندہ لب کشایم
حذر از شکایت من کہ بود تمام آتش
ز دل گرفتہ آہے کہ بہ نیم شب کشایم
تو میاں دہی و گریہ بمیاں دگر نگنجد
کہ چناں کمر کہ داری من بے ادب کشایم

بغزالی خوشخرامی برسم کہ چوں **فغانی**
قدم رمیدہ از خود برہِ طلب کشایم

بہ بوئیت صبحدم نالاں بہ گلگشتِ چمن رفتم
نہادم روئے بر روئے گل و از خویشتن رفتم
بگشتِ باغ رفت آں شاخ گل تا پائے پیراہن
ز نش ہمچوں نسیم از پے بوئے پیرہن رفتم
دلم ننشست جائے غیر خاکِ آستانِ او
چو آبِ چشم خود چندانکہ در ہر انجمن رفتم
تو اے گل بعد ازیں با ہر کہ میخواہد دلت بنشیں
کہ من چوں لالہ با داغ جفایت زیں چمن رفتم

دلے میبایدو صبری کہ آرد تاب دیدارش
فغانی گر دلے داری تو باش اینجا کہ من رفتم

چنیں کہ پیش نظر صورت نکوئے تو دارم
بہر طرف کہ کنم سجدہ رو بروئے تو دارم
ز خوبی دگرانم چسود چوں من حیراں
نظر بصورت ایشان و دل بسوئے تو دارم
درونِ سوختہ و آہ گرم چہرۂ شمعے
نشانہ ایست کہ از داغ آرزوئے تو دارم

صبا ز بزم تو برگ گلے بسوئے من آرد
درونِ پیرہنش مدتے ببوئے تو دارم

لب از مے شستہ و ز آب لطافت روئے چوں گل ہم
بخونِ دردمنداں تاب دادہ زلف و کاکل ہم
دروں آ از درم کز پردۂ ہستی روم بیروں
ندارم بے جمالت بیش از صبر و تحمل ہم
تحمل تا بکے تدبیر تا چند اے نکو خواہاں
گذشتہ کار دیارِ من ز تدبیر و تحمل ہم

بیا دِ قامت و زلفت دم در بوستاں از خود | کشم در دیدہ شاخ ارغوان و جعد سنبل ہم
مرا خود میکشد از ناز چشم فتنہ انگیزت | براں از غمزہ افزوں تا بکے تیغ تغافل ہم

فغانی بیش ازیں افغاں مکن در گلشنِ کویش
دمے از نالہ کردن مے شود خاموش بلبل ہم

ما سینہ را ز جور تو غافل شگافتیم | آہے زدیم و آبلۂ دل شگافتیم
لیلٰے نمے نمود رخ از غایتِ غرور | مجنوں شدیم و دامنِ محمل شگافتیم
زخم آں چناں نشد کہ فراہم شود دگر | ایں دل نہ ہمچو مردم غافل شگافتیم
روزے کند نشانہ نخلِ حریم دوست | ایں خرقہ کز حرارتِ منزل شگافتیم
یک بخیہ درست نزد کس بکار ما | دلقِ سیاہِ خویش بباطل شگافتیم
الماس ریزہ بود نہ یاقوت آبدار | ہر چند بیشتر جگرِ گل شگافتیم

چوں شد فغانی ایں ہمہ زخم نہاں درست
ما نیز سینہ با تو مقابل شگافتیم

عشقم بلائے جاں شد آں لعل آتشیں ہم | تلخست بادہ بر من نیش است انگبیں ہم
بگذار تیغ و بستاں ساغر کہ دور کردی | خصم از کنار مجلس چشم بد از کمیں ہم
جاہ و جمال داری با ماہ و مہر بنشیں | بزم آنِ تست بستاں مے نوش گل بچیں ہم
بس نیست آنکہ سوزم از رخنۂ گریباں | صد داغ تازہ دارم از چاکِ آستیں ہم
نقد حیاتم آخر با خاک رہ بدل شد | عمرے بدیں بضاعت بود آسماں زمیں ہم
مے خوردن و جوانی زیبد ترا کہ دانی | آداب مجلس مے کارے میانِ زیں ہم
من خود ز پہلوئے خود کوہِ ملال دارم | بار ست بر سرِ آں اندوہ ہمنشیں ہم
شمشیر عشق دارد آبے کہ بگذراند | کافر ز داغ عصیاں مومن ز دردِ دیں ہم
آں گل بہر پیالہ رنگیں شود فغانی | دل بر زنش چو دیدی مے خور زنش بہ بیں ہم

ما نخل خرد از بن و پیوند شکستیم — چوں تند شد آشوب جنوں بند شکستیم
کارے نشد از پیش بہ ترک مے و ساقی — پیمانہ بیارید کہ سوگند شکستیم
رفتیم بدیوانگیِ عشق جواناں — ہنگامۂ پیرانِ خردمند شکستیم
تلخی نشنیدیم ہم از ساقیِ مجلس — ہر چند کہ پیش اش شکر و قند شکستیم
چشم طمع از فائدہ خلق گرفتیم — در کنجِ ملامت دلِ خرسند شکستیم

در بندگیِ خواجہ قدح نوش **فغانی**
کیں توبہ بانعام خداوند شکستیم

ما سر بآب خنجر قصاب شستہ ایم — دست از مرادِ خویش بصد آب شستہ ایم
پہلو نہادہ بردم شمشیر آبدار — وز دل غبار بستر سنجاب شستہ ایم
کشتی شکستہ وار پریشان و بیقرار — دست تہی ز جملہ اسباب شستہ ایم
خونیں قبائے خویش بآتش فگندہ ایم — کتانِ خویش را شب مہتاب شستہ ایم
ترسم کہ آفتے رسد ایں کہنہ دلق را — کز بہر سجدہ بردن محراب شستہ ایم
انگشت خاک را بلب تشنہ سودہ ایم — دست و دہاں ز نقل و مے ناب شستہ ایم
شبہا برائے خاکدرِ پاکدامنے — تن را بآب دیدہ بایں باب شستہ ایم
گفتار بیخودانۂ ما گریہ آورد — دفتر بآب دیدہ بخوناب شستہ ایم

از یاد بردہ ایم **فغانی** غمِ جہاں
زنگارِ دل بصحبت احباب شستہ ایم

تا بکے در کنج خلوت گرد بیحاصل خوریم — خیز تا ایں سجدہ ہا در سایۂ سروے بریم
صحبت زاہد خوشست اما گلستاں دلکشست — چند در یک خانہ بنشینیم و در ہم بنگریم
عارفے باید کہ سرِ عشق دریابد تمام — فہم ما دور است ازیں معنی کہ رند و ابتریم
ذرہ برافلاک رفت و ما بخاک افتادہ زار — با چنیں مہر و وفا از ذرہ ناقص تریم

دردِ دل اینست کاں ساعت کہ محرم تر شدم
تا نگہ کردی تو پنداری کہ بیرونِ دریم
مجلسِ عشق ہست کوتہ کن فغانی دردِ سر
ایں حرارت جائے دیگر بر کہ ما خود اخگریم

ما رند خراباتی و معشوق پرستیم
بر ما قلمے نیست کہ دیوانہ و مستیم
باید برہ سیلِ فنا خانہ کشیدن
اول چو درِ دیدہ بروئے تو بہ بستیم
با غصہ بہمراہیِ غم دوش بدوشیم
با فتنہ بہم در پسِ دل دست بدستیم
صد خار بلا از دلِ دیوانۂ ما خوست
آں روز کہ بے ساقیِ گلچہرہ نشستیم
ہر چند کہ بر ما رقمِ نیستی افزود
در دائرۂ عشق ہمانیم کہ ہستیم
یک تیرِ فنا چارہ دیوانگیِ ماست
شمشیر بیارید کہ زنجیر گسستیم
امروز نشد دامِ رہِ آں طرۂ فغانی
دیوانۂ ایں سلسلہ روزِ الستیم

خوش آں مستی کہ چوں بر آستانِ او جبیں مالم
گہے خاکِ درش بوسم گہے رو بر زمیں مالم
دروں پر دردہ لب برخندہ ایں حالت بدا نماند
کہ خونِ دل خورم پنہاں و بر لب انگبیں مالم
مسلمانی تو ہم رحمے نما اے تند خو تا کے
رخ از بہرِ شفاعت بر رہِ مردانِ دیں مالم
برائے آنکہ در دل تازہ ماند زخمِ پیکانش
ز شوقِ بوئے زلفش بر جراحت مشکِ چیں مالم
شدم فرسودہ از درد و ہنوزم ایں ہوس در سر
کہ دستِ نازکِ آں گل بگیرم بر جبیں مالم
ز طوفِ کوئے او از پائے بنشستم مگر آندم
کہ بر پائے سگانش دیدۂ مردم نشیں مالم
من آں صیدِ گرفتارم کہ در زلفِ کمندِ او
تصور کردہ خود را چہرہ بر فتراکِ زیں مالم
خیالِ گوہرِ لعلت کشم در رشتۂ فکرت
کہ بہرِ روشنی در چشمِ عقلِ خوردہ بیں مالم
خیالست ایں کہ میگوید فغانی از سرِ مستی
کہ چشمِ خونفشاں بر دامنِ آں نازنیں مالم

چناں در مجلسِ مے عشوۂ ساقی کند مستم | کہ بیخود گردم و افتد ز حیرت جام از دستم
برآرم سر برآزادی کنوں کز ساغرِ شوقت | کشیدم جرعۂ در دے و از قیدِ خودی رستم
نیایم ذرۂ بے پر توِ مہرِ تو از ہستی | ز عشقت نیستم خالی زمانے ہر کجا ہستم
شبے در خواب میدیدم کہ آں زلف پریشاں را | ز رویت باز میکردم ببازی باز مے بستم

ز شادی باز کردم چوں فغانی دیدۂ خود را
نظر بر صورتِ محرابِ ابروئے تو پیوستم

ز رشک ہمدمانش بسکہ جوشد ہر نفس خونم | برانداز از چمن امشب چو شمع کشتہ بیرونم
اگر ہمسایہ با خورشید گردد کوکب بختم | نخواہد بر کنارِ بزم اورہ داد گردونم
نسیم کوئے لیلےٰ رہ چہ داند جانب گلخن | خوش آں نکہت کہ مے آرد صبا از خاک مجنونم
چنانم در گرفتاری کہ گر حالم کسے پرسد | نمیدانم کہ چونم تا بگویم ور غمت چونم

زبان دادے خواہی فغانی مہربانے کو
کہ سازد کاغذِ پیراہن از طومار افسونم

دلم صد پارہ و نقشِ تو در ہر پارۂ دارم | ز خاک سینہ بر ہر پارۂ نظارۂ دارم
جگر صد چاک دارم بر جگر ہر پارۂ داغے | اگر زیں چرخ نیلی آرزو را پارۂ دارم
فلک صد بار اگر در آب و خاکم تخم غم کارد | برآیم خوش باو من ہمدلے غم کارۂ دارم
جواب نامہ کز خوباں رسید ایں بود عنوانش | کہ من بر ہر سرِ سنگے چنیں آوارۂ دارم
ہزاراں چارہ ضائع گشت یک زخم نشد ساکن | کنوں صد دردِ دیگر بر دلے ہر پارۂ دارم
رہ و رسمِ پریشانی بہ از من کس نمیداند | کہ دل در حلقۂ زلفِ پری رخسارۂ دارم
گریباں چاک و دست و حلقۂ زلفِ صنم در دست | چنیں معشوق عاشق پیشۂ مے خوارۂ دارم

چراغ پاسبان کوئے رامانم دریں شبہا
کہ صحبت چوں فغانی نامۂ عیارۂ دارم

پروانہ کہ رنجد از درد و داغ مردم | باید دگر نگر دد گرد چراغ مردم
گُل در کنار بخشد بوئے مراد آرے | بے باک راچہ حاصل از کشت باغ مردم
نزدیک شد کہ عاشق جانِ مراد گیرد | از دور چند بیند مے در ایاغ مردم
چندانکہ بیشتر شد سودائے من از آں زلف | نگرفت یکسر مو جا در دماغ مردم

غیرت مبر فغانی بر عشرتِ حریفاں
بر ہم نمیتواں زد کنجِ فراغ مردم

دیدہ را فرش حریم حرمت ساختہ ام | مردم دیدہ طفیل قدمت ساختہ ام
اے کہ از وصل تو ام غنچۂ امید شگفت | گلِ آنست کہ با خار غمت ساختہ ام
تا خطت بر ورق لالہ زدہ مشک رقم | جاں فدائے خط مشکیں رقمت ساختہ ام
از تو جمعیتم ایں بس کہ دل محزوں را | بستہ سلسلہ خم بخمت ساختہ ام
اے زبانِ قلم از وصف رخت شعلہ نور | دیدہ روشن زسوادِ قلمت ساختہ ام

چوں فغانی زدہ بر ہستی موہوم قدم
خویش را کشتہ تیغ ستمت ساختہ ام

بیخود شدم ز آمدنت بادہ چوں کشم | کامے از اں عذار و لب سادہ چوں کشم
جانے کہ در ریاضت و حاجت تمام ساخت | پیش تو اے مراد خداداده چوں کشم
من عاشقم کہ با دمن عیش خوش حرام | مے با شکر لبانِ پریزادہ چوں کشم
بر کاکلت صبا نرسد بلکہ شانہ ہم | دل را از اں کلالہ نکشادہ چوں کشم
مردن بپائے رخشِ تو معراج عاشقیست | دست از عنانِ تو منِ آزادہ چوں کشم
نخل مرا نہ از گل مقصود کشتہ اند | بوئے مراد از اں گل آزادہ چوں کشم
من در خورِ ملامت و در دم تو بادہ نوش | جائے کہ بہرِ من نشد آمادہ چوں کشم
اکنوں کہ گردنم چو فغانی بہ بندِ تست | بار صبوو منت سجادہ چوں کشم

ردیف النون

مانا کس وتو در پے بد گفتن این چنیں
تا کے خطائے ما بپذیر فتن این چنیں

صد رخنہ کرد در دلِ ما تلخ گفتنت
چا بک نشد کسے بگہر سفتن این چنیں

تا چند صلح وجنگ چہ داری بحالِ ما
خندیدن آنچناں و بر آشفتن این چنیں

مگزار در دلم گرہ اے گل چو آمدی
از چیست شرم کردن و نشگفتن این چنیں

گاہے غبار از دلِ ما کم کن اے پسر
کایں خانہ شد خراب ز نارفتن این چنیں

بسیار ہم منال فغانی چہ کافریست
با یار مے کشیدن و نہ نہفتن این چنیں

مے آفت ہست و در نظرم پُر فنے چنیں
میرم بدستِ ساقی رنگیں تنے چنیں

ہر لحظہ بیش سوزم ازاں حسنِ دلفروز
کم بود در چراغِ کسے روغنے چنیں

عاشق ز بوئے پیرہنش مُردہ زندہ شد
یوسف نداشت نکہتِ پیراہنے چنیں

او در پے شکار و من از پا فتادہ مست
مردن مراست در غمِ صید افگنے چنیں

چا کم بسینہ شد ز غمِ خالِ سبزِ تو
یک دانہ روزیم نشد از خرمنے چنیں

از بوستانِ دہر نچیدم گلِ مُراد
بس بینوا برون شدم از گلشنے چنیں

در غفلتی ہنوز فغانی سرے بر آر
عمرے بدیں شتاب رُوی ہر[1] دنے چنیں

بہ تہ رسید قدح ساقیا شراب رساں
اگر حریفِ منی آب را بہ آب رساں

چہ حاجت ہست بشمع چراغ مے چوں نیست
برون خرام صراحی بماہتاب رسانی

بحقِ جامِ جم و آبِ خضر اے ساقی
کہ جرعۂ بمن تشنہ خراب رساں

---

[1] لہ بسر بردنے۔

چو ذرہ از سرِ این خاکدانِ دوں برخیز
کلاہِ گوشہ و عزّت بآفتاب رساں

ثوابِ کعبہ بنجشند بے مشقتِ راہ
بیا و دست بدیں حلقۂ رکاب رساں

جنابِ پیرِ مغاں قبلۂ قبولِ دعاست
رخِ نیاز **فغانی** بدیں جناب رساں

نخلِ تو سرکش و دلِ خود کامِ من ہماں
نازِ تو ہمچناں طمعِ خامِ من ہماں

در جنّتِ وصال ترا روز و شب یکیست
در روزگارِ ہجر سیہ شامِ من ہماں

ہر قطرہ چشمۂ شد و ہر چشمہ آبِ خضر
از بادۂ مراد تہی جامِ من ہماں

ہر خوبرو چو شیر و شکر با شرابِ عشق
بدمستیِ حریفِ مے آشامِ من ہماں

ہمسایہ راز پہلوئے من خانہ شد خراب
فریادِ جغد بر طرفِ بامِ من ہماں

من خود ز انفعال شدم در زمیں فرو
خنداں لبش بطعنہ و دشنامِ من ہماں

گردم بگردِ دوست چو پروانہ گردِ شمع
واصل شوم مگر بود آرامِ من ہماں

مردم ز صیدِ خود ہمہ در سایۂ ہمائے
خالی ز شاہراہِ پری دامِ من ہماں

بُردم نشانِ خویش **فغانی** ز ننگِ[1] عیب
بر ہر زباں رود بہ بدی نامِ من ہماں

بیا بہ سیرِ دو بکشا نیاں سلام رساں
ز بزمِ وصل بہ بیت الحزن پیام رساں

بہ آب دیدۂ اختر شمارِ من یارب
کہ آفتاب مرا برکنارِ بام رساں

غریب و بے پر و بال آمدم بہ وادیِ عشق
بحقِ کعبہ کہ خضرے بدیں مقام رساں

دریں جہاں دو سہ روزم بحالِ خویش گزار
ز صد ہزار یکے اے فلک بکام رساں

کریم مجلسِ ما سلسبیل مے بخشد
قدم ز دل نہ و خود را بیکدو جام رساں

رواں رواں بقدح ریز مے کہ مخمورم
بکشتِ تشنۂ ما آبِ مے بجام رساں

---

[1] ننگ و عیب۔

چہ ننگ و نام **فغانی** در آب کوچۂ عشق
زگریہ سیل بہ بنیادِ ننگ و نام رساں

بمن ہر کس کہ یکدم یار شد آخر رمید از من
کہ جز درد و بلائے عاشقی چیزے ندید از من

زبس خواری کہ امشب دور از و با خویشتن کردم
بمن ہر کس کہ روزے داشت یاری دل برید از من

بزعمِ من کشد بر دیگراں شمشیر و مے ترسم
کہ در روزِ جزا خواہند خونِ صد شہید از من

بخونِ دل نہالے در کنارِ خویش پرّوردم
چو وقت آمد کز و یک گل بچینم سر کشید از من

بخواری مُردم و یکرہ نگفت آں غنچۂ خودرو
کہ بر دایں بینوا صد حسرت و برگے نچید از من

بود ہر پارہ ام روزِ سیاست دُشمنِ جانی
کہ از عشق و جنوں بر ہر دلے دردے رسید از من

بماندم چوں **فغانی** دور از و از طعنِ بدگویاں
اجل گو[۱] تا کند کوتاہ ایں گفت و شنید از من

اگر یاد آرمش یکدم کہ از دل غم برد بیروں
غمے آید کہ باز م بیخود از عالم برد بیروں

بود از مردنم دشوار تر دلسوزی[۲] اے ہمدم
چہ باشد گر ز بالینِ من ایں ماتم برد بیروں

خراشِ سینہ افزوں میکند نازِ طبیبانم
خوشا بیہوشیِ کز دل غمِ مرہم برد بیروں

ہم از نظارہ اش آخر بہ بیدادی شوم کشتہ
کسے جاں از بلائے عشق بازی کم برد بیروں

چناں بیصبرم از رویش کہ گر تیغم زند بر سر
نخواہم کز برِ من محرمش یکدم برد بیروں

چنیں قہرے کہ دارد از **فغانی** ایں ستم پیشہ
عجب کز مجلسش یکرہ دلِ خرّم برد بیروں

ریخت شگوفہ مرا گریہ برائے او ہماں
غنچہ شگفت و در دلم خارِ جفائے او ہماں

ہر طرف از چمن گلے خواست[۳] نوائے بلبلے
در دلِ خاکسارِ ما تخمِ وفائے او ہماں

دل چو بحیلہ و فسوں باز نماند از جنوں
قطع نظر ز دیدنش ہست دوائے او ہماں

ن[۱] گو۔ ن[۲] دلسوزیِ مردم۔ ن[۳] خاست برائے۔

جاں بلب رسید را آئینہ گشت تیغِ او
بوجہ بمنزلِ عدم راہنمائے او ہماں

شد ز نظارۂ رخت ہوشِ **فغانی** اے صنم
ہست بطاقِ ابرویت دستِ دعائے او ہماں

فصلِ خزاں گذشت و رخِ زردِ من ہماں
بلبل ز نالہ ماند و دمِ سردِ من ہماں

رنگ از رخِ چمن شد و برگِ درخت ریخت
ویں داغِ کہنہ بر دلِ پر دردِ من ہماں

گشتم غبار و رفتم ازیں خاکداں بروں
باشد براہِ او اثرِ گردِ من ہماں

نتواں بصد چراغ دلے در زمانہ یافت
بر اوجِ دلبرے مہِ شبگردِ من ہماں

نقدِ مرادِ خویش **فغانی** نیافتم
ماندست با فلک یعقب نردِ من ہماں

تا کے شود نقابِ رخِ بت لباسِ من
آتش زنید بہرِ خدا در پلاسِ من

ایں غیرتم کشد کہ چرا با چنیں جمال
شکرے نگوید از تو دلِ ناسپاسِ من

با آنکہ یکزماں ز برابر نمے روی
گرید ہنوز دیدۂ حق ناشناسِ من

نتواں رخِ تو دیدو نہ بویت تواں شنید
دیگر برائے چیست ندانم حواسِ من

صد بار تیغِ قہر کشیدی و ہمچناں
مے آید از پئے تو دلِ بے ہراسِ من

خونابہ تا بکے خورم اے عشقِ بے زوال
من بیخبر شدم تو نگہدار پاسِ من

ہر لحظہ مستیِ دگرم میرسد ز عشق
ایں بادہ کم مباد **فغانی** ز طاسِ من

مرو اے ہمنشیں بیروں نگہ در آتشِ من کن
چراغِ گلخن از داغِ منِ دیوانہ روشن کن

بروں آ سروِ من امشب چراغِ حسن بر کردہ
فضائے کوئے خود بر عاشقاں وادیِ ایمن کن

دلے دارم مثالِ آینہ اے طوطیِ قدسی
بیا چوں صورتِ خود یکزماں آنجا نشیمن کن

فگندم خار خار در دل از نظارۂ ہر گل
منِ دیوانہ را بے او کہ گفت آہنگِ گلشن کن

توبارے اے کہ رہ داری بگردِ کعبۂ رویش　　دعائے در حقِ کارِ منِ آلودہ دامن کن

بشامِ غم مبدل گشت روزِ کوتہِ عمرم
فغانی گر نمیدانی نگاہے سوئے روزن کن

ہمچو مجنوں در بیابانم وطن خواہد شدن　　گرد بر گردم زمرغاں انجمن خواہد شدن

گر چنیں بر حالِ من خواہد نظر کردن ہمائے　　استخوانم طعمۂ زاغ و زغن خواہد شدن

آہِ پنہانم مرا آئینۂ دل تیرہ ساخت　　ایں سیاہی کے ز روئے داغِ من خواہد شدن

بہرِ شیریں گر کند صد بار خسرو جاں فدا　　خطبۂ عشقش بنامِ کوہکن خواہد شدن

من نمیگویم سخن باید کہ خود رحم آورد　　ورنہ آخر درمیانِ ما سخن خواہد شدن

مست و شیدا شد **فغانی** از تمنائے گلے
چند گاہے ہمدمِ مرغِ چمن خواہد شدن

جمال و جاہ داری ہر چہ خواہی میتواں کردن　　بدیں حسن و جوانی پادشاہی میتواں کردن

زماہی تا بمہ دارد صفا آئینۂ رویت　　بدیں رو جلوہ از مہ تا بماہی میتواں کردن

کلہ کج کردہ تا کے بگذری و ننگری بر ما　　خدارا با کہ چندیں کجکلاہی میتواں کردن

بدیں خط کز بیاضِ آفتاب آوردۂ بیروں　　کرشمہ بر سفیدی و سیاہی میتواں کردن

تمنا گرچہ آخر زرد روئی بار مے آرد　　برائے لالہ روئے چہرہ گاہی میتواں کردن

دریں محفل کہ ہر ساغر بود طوفانِ صد توبہ　　کجا دعوئے زہد و بیگناہی میتواں کردن

چراغ حسنت از نورِ الٰہی شد چناں روشن　　کزاں نظارہ حسنِ الٰہی میتواں کردن

فغانی گر غبارے در دلت ہست از غمِ دوراں
بیک جامِ لبالب عذر خواہی میتواں کردن

چہ باشد عاشقِ خود را بغمہا مبتلا کردن　　بصد خونِ جگر بیگانہ را آشنا کردن

چہ حاصل زیں ہمہ افسانۂ مہر و وفا یا رب　　کہ نتواں در دلِ بے مہر او یک ذرہ جا کردن

زگرد راہِ خوباں مے فشاندم دامن تقویٰ — چہ دانستم کہ خواہم روئے آنرا توتیا کردن
اگر صد سال رفتم چوں گدایاں بر سرِ راہش — ہماں دشنام خواہد گفت و من خواہم دعا کردن
من و دردے بروئے درد - و داغے بر سرِ داغے — کہ بیدردی بود در عشق تدبیرِ دوا کردن
بجائے قطرۂ گوہر در کنارم ریختے دیدہ — اگر ممکن شدے در گریہ تغییرِ قضا کردن

فغانی کمتریں یاریست در عشقِ نکورویاں
جفا از بیوفایاں دیدن و نامش وفا کردن

ہر دم از بزم طرب آں دلنواز آید بروں — چوں مرا بیند رود از ناز و باز آید بروں
چوں بروں آید بقصدِ کشتنم آں سرو ناز — جاں باستقبالِ او با صد نیاز آید بروں
خوش دلم از سنگِ بیدادش کہ لطف و رحمتست — ہر چہ از چنگِ بتانِ عشوہ ساز آید بروں
عمر کوتاہ است و راہِ وادیِ ہجراں دراز — جاں کجا زیں وادیِ دور و دراز آید بروں
نیک بشنو گویم از درد نہاں دارد خبر — نالۂ کو از دروں اہل راز آید بروں
بگذرانید از سرِ آں کوئے تابوتِ مرا — تا بتقریبے مگر آں سرو ناز آید بروں

از دلِ گرم فغانی بیتوا اے چشم و چراغ
تا دمے باقیست آہے جانگداز آید بروں

شبے اے مہرِ مہرویاں گذر بر منزلِ من کن — بچشم مرحمت یکرہ نگاہے بر دلِ من کن
شدم بسمل ز شوقِ لعلِ جاں بخش تو بسم اللہ — مسیح من دمے در کارِ جانِ بسملِ من کن
بمحرابِ دو ابرویت دعائے من ہمیں باشد — کہ یارب آنجواں یکشب چراغِ محفلِ من کن
نگارا مشکلِ عشق از جہاں بار سفر بستم — خدارا چارۂ در کار و بار مشکلِ من کن
بہر گامے کہ مانم در رہت صد گام پیش آید — بیا نظارۂ اقبال و بختِ مقبلِ من کن
ز آبِ دیدہ چوں خاکِ وجودم گل شود بارے — فروغ حسنت اے گل ہمرہِ آب و گلِ من کن
ز تابوتِ فغانی مے رود فریاد بر گردوں — بیا اے سرو میلے بر صدائے محملِ من کن

منم و دو چشمِ روشن ز رخِ تو باز کردن | نہ نعیمِ ہر دو عالم در دل فراز کردن
مدہ ام مئے بہشتی ز الست قصّہ کوتہ | بخیالِ کعبہ تا کے سرِ خود دراز کردن
قدمے بدیدہ ام نہ کہ بود نشانِ دولت | بسرِ نیاز مندان گذرِ بناز کردن
چو تو صبح شام خوانی ز حریمِ وصل مارا | چہ ضرورتست ازیں در سفرِ حجاز کردن
تو گُلی و من بہوئیت چو نسیمِ صبحگاہی | بچہ رو توانم اے گُل ز تو احتراز کردن
چہ عنایتے ست یارب ز پئے ہزار غمزہ | گرہے ز طاقِ ابرو بکرشمہ باز کردن

بہ نعیمِ ہر دو عالم نکند بدل **فغانی**
نظرے بناز نینے ز سرِ نیاز کردن

بہ من چند یا رِ ارجمنداں میتواں بودن | دمے ہم برمرادِ دردمنداں میتواں بودن
بروئے بلبلے گر بشگفد گل میکند کارے | چہ شد بارے بہ ایں دیوانہ خنداں میتواں بودن
ز محبوبانِ سیم اندام خوب آید زباں نرمی | وگرنہ خود بدل سختی چو سنداں میتواں بودن
پسندِ خاطرِ خوبے نگشتم گرچہ جاں دادم | عجب گر باچنیں مشکل پسنداں میتواں بودن
چہ جائے ترکِ عقل و ہوش اگر اینست رعنائی | فدائے راہِ ایں بالا بنداں میتواں بودن
شرابے گر نمے بخشی بگفتِ تلخ خرسندم | نہ ہر وقتے حریفِ آب دنداں میتواں بودن

مصاحب نیستی بگذر **فغانی** از مے و مجلس
برونِ در طفیلِ دردمنداں میتواں بودن

رخ برفروز از مے و گلگشت باغ کن | ہر دل کہ سوزِ عشق درونیست داغ کن
اکنوں کہ خاست نغمۂ بلبل ز شاخِ گل | در جام لالہ گوں مے چوں چشمِ زاغ کن
از جامِ لالہ مستم و ز بوئے گل خراب | باور نمے کنی سخنم گشتِ باغ کن
اے آنکہ سنگ مے فگنی بر سبوئے ما | بستاں پیالہ را و علاجِ دماغ کن
دود چراغِ مدرسہ تا چند اے فقیہ | جامے بنوش و چہرہ چو نورِ چراغ کن

آں گوہر یقیں کہ زہر دیدہ غائب است — شاید کہ در کنارِ تو باشد سراغ کن

نادر چمن گلیست **فغانی** مرو بروں
چوں گل نماند رفتے بکنج فراغ کن

اے چراغِ دل مرو در بزم مردم جا مکن — گر ہمہ چشم منست آنجا دمے ماوا مکن

مردمے چشمی مشو غائب ز دیدہ اے پری — در خیال خود مرا دیوانہ و شیدا مکن

رفتے خود بر وامنت سو دم خطائے من بپوش — گر بدی کردم برو آزادِ من بیدا مکن

دامن از دستم مکش امروز از فردا بترس — داد مظلومے بدہ امروز را فردا مکن

حالِ دل چوں گویمت مشغولِ ناز خود مشو — بشنو از من خویش را یکبارہ بے پروا مکن

من سگ کویت مرا منشاں برابر با رقیب — درمیانِ مردمم زیں بیشتر رسوا مکن

عشق مے بازی **فغانی** با بلائے دل بساز
یا ہوائے وصلِ خوباں سہی بالا مکن

شود صد سوز پنہاں ہر دمم از داغِ دلم روشن — کہ شد داغِ دلم آئینۂ گیتی نمائے من

روم از دست چوں مجنوں نہم سر در بیابانہا — اگر نہ غیرتِ عشقِ تو ہر دم گیرد م دامن

ہوائے آں گلم سوئے گلستاں مے کشد ورنہ — منِ دیوانہ را یکساں نماید گلخن و گلشن

نہالے کز سرشکِ آتشینم پرورش یابد — برآرد آتش آخر چوں درخت وادیِ ایمن

فغانی از کجا و جرعۂ وصلت ہمینش بس
کہ در ہجرت خورد خونابہ تا جانش بود در تن

گردم بہوا رفت چہ گلگوں فرس است ایں — خوں میکند و مے رود آیا چہ کس است ایں

بر دیدۂ ما منتظراں گرم کنی رخش — آہستہ رو اے ترک نہ رو دار سست ایں

ہر صبح فروزاں تری از آہ اسیراں — برخور کہ ہنوز از دلِ ما یک نفس است ایں

نالاں دلِ من نغمہ داؤد نداند — آزاد کنیدش کہ نہ مرغ قفس است ایں

بر جامِ مرادِ دگراں چشم چہ داری ہمت طلب اے دل ہمہ را دست رس ست ایں
ہر مرغ گلے دید دریں باغ و بہارے ماییم و خزاں کز دگراں باز بست ایں
در خرمنِ من خود بہر گلے در زدی آتش
مے سوز چہ تدبیر فغانی ہوس ست ایں

چو آئی اے سرشک از دیدہ تر رو بصحرا کن برائے لالہ رویاں برگِ سبزے چند پیدا کن
قبائے نیلگوں پوشیدہ چوں سوئے چمن آئی نشین و سوسنِ آزادہ را بند قبا وا کن
زہر جانب بود در جلوہ آں شاخ گل نرگس چہ در حیرت فرو رفتی زمانے چشم بالا کن
نظر دارند سوئے عاشقاں چشمانِ خونریزش دلا دریائے رحمت باز شد خیز و تماشا کن
چو اوراق شگوفہ در چمنہا باد بکشاید
فغانی گفت و گوئے دلبرانِ ماہ سیما کن

لالہ رنگ آمیز و گل مشکیں نفس خواہش شدن بلبلاں را دیدن بستاں ہوس خواہد شدن
ناز بالا کن کہ بے منت طفیل راہِ تست آنقدر روحے کہ ما را دست رس خواہد شدن
بر نمیدارم دست از دامنش گر خوں رود ایں چنیں شوقے نہ پنداری کہ بس خواہد شدن
گر چنیں میخوارہ و اوباش خواہی زیستن عاشقاں کاشانہ تاراجِ عسس خواہد شدن
با من ناکس نشستی سوختم ایں بر دہد ہر کجا آتش حریف خار و خس خواہد شدن
ایں ہمہ ناز و سرافرازی کہ دارد نخلِ تو میوہ اش کے روزیِ ندانِ کس خواہد شدن
از پئے آب حیات آمد فغانی سوئے تو
ہمچناں لب تشنہ اما باز پس خواہد شدن

مجو اے دل طبیب از بہر ترتیب دماغ من مگر آگہ نہ شبہائے ہجر از درد و داغ من
دلم گز داغ ہجراں شد سیہ منمارہ و صلش کہ ہرگز سوئے گلشن رہ نخواہد برد زاغ من
بداغ بیکسی ز انساں گرفتارم کہ گر سوزم نگردد ہیچ گہ پروانہ ہم گرد چراغ من

که جوید از منِ سرگشته پے در وادیٔ ہجراں مگر زاغ از ہوائے استخواں یا بد سراغ من
شود ہمچوں فغانی زہرہ ام از بیم ہجراں آب
که زہر تلخ کامی کرد دوراں در ایاغ من

تا کے دل از ہوا شنود بوئے پیرہن پیش آئے کز قبا شنود بوئے پیرہن
شبہا در آ بخلوتِ عاشق کہ ہمچو شمع میرد کہ از صبا شنود بوئے پیرہن
بگذار اے بہار جوانی زکاتِ حسن کیں پیر مبتلا شنود بوئے پیرہن
دامن کشاں گذشتی و بر خاست رستخیز یوسف کجاست تا شنود بوئے پیرہن
پیغام آشنا بدلِ آشنا رسید بیگانہ از کجا شنود بوئے پیرہن
خوش آں دل و دماغ کہ از چند روزہ راہ از غایتِ صفا شنود بوئے پیرہن
در وادیِ فراق فغانی زعینِ قبر
از ہر گل و گیا شنود بوئے پیرہن

بوئے درد از گلشن افلاک مے آید بروں لالہ دلسوز و گل آتشناک مے آید بروں
من با امیدِ گہر ایں قطرہ مے ریزم زچشم کور ہیٔ بختم ہمہ خاشاک مے آید بروں
کشتۂ تیغ محبّت را بجائے برگ سبز بستر الماس و لعل از خاک مے آید بروں
کشتۂ آں شاہِ خوبانم کہ بہرِ صیدِ دل سرکش و عاشق کش و بیباک مے آید بروں
روز صیدش آہو از چیں و کبوتر از حرم بر ہوائے حلقۂ فتراک مے آید بروں
جملہ خوباں فتنہ جو باشند آں سلطانِ من اینچنیں عاشق کش و بیباک مے آید بروں
کس نیارد خرقۂ تقویٰ بروں از جرمِ عشق یوسف از آنجا گریباں چاک مے آید بروں
گرچہ در آلودگی نقد فغانی صرف شد
چوں دلش پاک است زآتش پاک مے آید بروں

کند بیداد چوں گویم کہ رحمے کن چہ کار است ایں کشد خنجر کہ نخل دوستی را برگ و بار است ایں

بگلگشت آمدی در خون مشتاقاں براں گلگوں　　عنانرا باز کش یکدم بمیدان شکار ست ایں

پے کبک خراماں تو یکے پر وازدہ شاہیں　　چہ وقت قتلِ خونریز ست سیرِ لالہ زار ست ایں

مشو در ہم گرت از دیر دیدن برکشم آہے　　خلاف وعدہ میدانی ہمہ من انتظار ست ایں

نماند از مستیت برگوشۂ سجادہ یکسر ہم　　جہانے ساختی کافر عجب خواب و خمار ست ایں

دلے دارد **فغانی** داغِ چندیں ماہ رو بر وے

بنازش وارہاں کز نازنیناں یادگار ست ایں

ساقی در آتشم نظرے در ایاغ کن　　یعنی بیار مرہم و درمانِ داغ کن

کشتی روانہ ساز کہ با دمراد خواست　　آخر دلیل شد طلب شب چراغ کن

آں گوہر مراد کہ از دیدہ غائب است　　شاید کہ در کنارِ تو باشد سراغ کن

مردم در انتظار و ہمائے نشد شکار　　اے چرخ استخوانِ مرا پیش زاغ کن

در بزم عیش نیست **فغانی** دگر قرار

مے زود گیر و روئے بکنج فراغ کن

شگفت لالہ تو ہم عطر در شراب فشاں　　بجام ریز مے لعل و گل در آب فشاں

نسیم گو ورقِ گل باہل مجلس ریز　　تو گرد دامن خود بر منِ خراب فشاں

ترا کہ دولتِ بیدار داد جام مراد　　بنوش و جرعہ با آلودگانِ خواب فشاں

دہن بشو و طبرزد بر استخوانم ریز　　سخن بگوئے و نمک بر دلِ کباب فشاں

بسوز غالیہ و مشکِ تر بر آتش ریز　　بخواہ ساغر و بر برگِ گل گلاب فشاں

بہ بزم وصل چو روشن کنی چراغ صبوح　　بخند چوں گل و دامن بآفتاب فشاں

مکدّر ست **فغانی** سفینۂ دل تو

بے غبار کدورت ازیں کتاب فشاں

چو در کوئے تو شب ظلمت شود از دود آہ من　　بود ہر شمع سبز از بزم عیشت خضر راہِ من

زتقریب قبائے آلت آں مقدار مے سوزم | که آتش میرود بالا ز گرد خوابگاهِ من
نماند از هستیم یکذره بر جان و هماں باقی | هوائے جاں گداز و آرزوئے عمر کاهِ من
نبیند عشق پیری و جوانی منع دل تا کے | تمنائے جواں بنگر ببیں در سال و ماهِ من
سر خود کرده رفتند از میان گردنکشاں بیروں | چو شد در خانهٔ زیں رهست ترک کجکلاهِ من
زما گفتی جدا چوں زنده میمانی گناه ست ایں | تو رخ بنما اگر مانم بجا باشد گناهِ من
اگر یکباره بر فتراک بر چیں تو رو مالم | زند بر گلشن چنیں خنده روئے همچو کاهِ من

فغانی کشتهٔ یکدیدن و تو غافل از حالش
نگاهے جانب مسکین خود کن بادشاهِ من

عمر گذشت همچناں عشق بلائے جانِ من | پیر نشد هیچ رو آرزوئے جوانِ من
پخته دلم بسوختم چند فرو خورم فغاں | داغِ دلست و سوزِ جاں آبلهٔ نهانِ من
روئے تو در برابرم خواهشِ جاں زہے خطا | پیشِ که میکنم سخن داغِ سرِ زبانِ من
فرِ همائے تو چناں گرم گرفته هستیم | کز مژه ها بروں چکد روغن استخوانِ من
یک سخن و هزار جاں گرم گرفته یک نظر | باش دریں معامله سوز دزبان زبانِ من
مهر سفینهٔ دلم داغِ تو گشت و زیں شرف | دست بدست میرود تحفهٔ دل نشانِ من

تا نکنم سخن که چوں سوخت **فغانی** از غمت
آبلهائے آتشیں مهر لب و دهانِ من

بظلم چند تواں از خدا نترسیدن | خطا نمودن و هیچ از خطا نترسیدن
چه مردمیست گرفته بهانه بر مردم | قصاص کردن و از ناسزا نترسیدن
بکیش اهل مروت بود خطائے عظیم | چو کافرانِ خطا از خطا نترسیدن
سمند جور بهر سوئے تاختن بے پاے | ز جان و دل که رود زیر پا نترسیدن
بآں بلند کماں گو جفا که نیست هنر | ز دست کوته و تیرِ دعا نترسیدن

بخون خلق خدا چند آستیں افشاں | زقطرۂ کہ چکد بر قبا نترسیدن

نہ زیر کیست **فغانی** حریفِ بد خورا
ادیبِ جور شدن وز جفا نترسیدن

تا کے ہوس ساغرِ مے فاش گرفتن | بے غم شدن و شیوۂ اوباش گرفتن
از شاہ و شاں در ادب عشق بدیع است | راہ روش مردم قلاش گرفتن
مشغولی و عاقل کہ چو گل بشگفد آخر | ساغر بر رخ شاہد جماش گرفتن
فریاد کہ سیری نبود طبع جواں را | چوں خون کساں آب وز آں آش گرفتن

گر از رہ دل کوہ رسد پیشِ **فغانی**
باید نظر دانۂ خشخاش گرفتن

چرا عاشق رود جائے کہ بیروں بایدش کردن | برائے عیش بید رواں جگر خوں بایدش کردن
کسے کو مست عاشق پا نہد در خانہ گردوں | تحمل بامہ بیداد گردوں بایدش کردن
بطبع آتشیں رویاں جماد ست آدمی بے عشق | وگر عاشق بود گویند مجنوں بایدش کردن
ز شیریناں کسے کو کام خواہد با ہوا داری | ز فرہاد و ز مجنوں کار افزوں بایدش کردن
وفائے داشتم از دلستاں زانہم پشیماں شد | نمیکرد آسماں بیداد اکنوں بایدش کردن

فغانی چوں کشد بیداد نقشے از پری روئے
دریں صورت نظر در صنع بیچوں بایدش کردن

طفیل بازی گلگوں نگاہے کن بحالِ من | تغافل کردہ تا کے بگذری بر اشکِ آلِ من
بنازم دامن از چنگ اجل در چید در کویت | کہ در رقص جنوں بس جان و دل شد پائمالِ من
سرے بر ہیچ زانو نیست کز بویت پریشاں نیست | شکارِ شیر مرداں کردہ مشکیں غزالِ من
کمالِ من ہمیں باشد کہ گردم کشتہ در عشقت | اگر جانے زیاں افتد چہ نقصاں بر کمالِ من
تاملِ خوشترا ما چوں خطائے شد تغافل بہ | پشیمانی ندارد ہیچ سودے بے ملالِ من

ترا خود نیست از سوزِ **فغانی** ہیچ فکر اما
نمے باید چنیں ساں آفتابِ بے زوالِ من

زہے شمع جمالت مجلس افروزِ وصالِ من
بدیدارِ تو نورانی شبستانِ خیالِ من

بریں نظارہ ام بےخود براقِ شوق مے آرد
برایوانِ تو محکم گشت معراجِ خیالِ من

کمال افزود تعلیم خیالت عشق پاکم را
الٰہی بر کمالِ خود رسی صاحب جمالِ من

بہر ناصح کہ از خُلق کریمت شمۂ گفتم
بہ تحسیں ہا نمے آید بروں از انفعالِ من

زعشق تند خویاں داشتم پرہیز وزیں غافل
کہ دوراں ایں سفال تلخ ریزد در سفالِ من

عنانِ دل بدست عشق و در سر میل آسائش
زہے اندیشہ باطل زہے فکرِ محالِ من

دریں ایواں کہ ماہِ چہاردہ ماند ز نظارہ
مجالِ سربلنداں نیست چوں باشد مجالِ من

فغانی در غزل مجموعۂ رویت شگوں گیرد
بنازش دفتر دل کن کہ شد فرخندہ فالِ من

روز از روز زبوں تر کندم گردوں ہیں
بخت فیروز نگر طالع روز افزوں ہیں

در رہم نیشتر خاست ز ہر قطرۂ اشک
اثرِ دیدۂ گریاں و دلِ پُر خوں ہیں

ایکہ از لیلیٔ گم گشتہ نشاں مے طلبی
قدمے پیش نہ و بادیۂ مجنوں ہیں

ہر کجا سبزہ خطے ہست تماشا آنجاست
نقشِ چیں دل بر باید قلمِ بیچوں ہیں

آبِ حیواں نبرد رنگ ز آئینۂ دل
نوش کن بادۂ رنگیں و رخ گلگوں ہیں

دستِ کوتہ نہ نگر نکتۂ سنجید شلنو
جامۂ پارہ چہ بینی سخنِ موزوں ہیں

خیز و ہمراہِ **فغانی** بدرِ میکدہ آے
تشنۂ چند جگر سوختہ در جیحوں ہیں

اے زجاں شیریں تر۔ آغازِ ترشروئی مکن
باچنیں روئے نکو بنیادِ بدخوئی مکن

ما بآب دیدۂ خونِ دلت پروردہ ایم
سرمکش اے شاخ گل از ما و خودروئی مکن

بارہا گفتی دلت را از جدائی چوں کنم — جانِ من این را مگو۔ بارے چو میگوئی مکن
چوں نمے خواہی دلم را کز جفا آزردہ — سروِ من جائے دگر اظہار دلجوئی مکن
یارب ار آزردگی ہرگز نہ بیند روزِ نیک — آنکہ میگوید کہ با عشاق نیکوئی مکن
در نمیگیرد فغانی با سیہ چشمہ فسوں
پیشِ ایں شوخانِ سحر انگیز جادوئی مکن

ردیف الواؤ

منت کہ باز شد گرہے از جبینِ تو — حرفے شنیدم از لبِ چوں انگبینِ تو
از یک اشارہ میکشی و زندہ مے کنی — صد آفریں بغمزۂ سحر آفرینِ تو
اے باغباں کہ نخلِ گلت برمراد باش — از دور چند غصہ خورد خوشہ چینِ تو
مے خور بہر کرشمہ کہ دانی ترا چہ غم — شکرِ خدا کہ نیست کسے در کمینِ تو
با ہر کہ دم زدی سخنتؔ[1] زود در گرفت — آہ اے شکر لب از نفسِ آتشینِ تو
شاہاں نہادہ پیشِ لبت مہر بر دہاں — زیں اسمِ اعظمے کہ بود در نگینِ تو
آہے زدی چنانکہ فغانی ہلاک شد
فریاد از دلِ تو و آہِ حزینِ تو

نہ بیند از حیا ہرگز کسے دامانِ پاکِ او — نشانِ[2] دامنِ پاکست چشمِ شرمناکِ او
تنش در پیرہن بیند و رخسارش در آئینہ — ہمیں باشد صفائے عاشقانِ سینہ چاکِ او
رقیبِ تیرہ پندارد کہ دارد پیشِ او قدرے — نمیداند کہ آں بیگانہ[3] مے خواہد ہلاکِ او
دلم تنگست بگذاری معلم تا سخن گوید — کہ بردارد غبارے از دلم تقریرِ پاکِ او
ہلاکِ آں لبم تا کے دہد ساقی مئے تلخم — نہ آبِ زندگانی میرود در خونِ[4] پاکِ او

ن [1] سخنت دود۔ ن [2] گواہ۔ ن [3] بدخوئی۔ ن [4] خونِ تاکِ او۔

رسید آں نازکی از گردِرہِ من تشنہ روئیش کر از ہر کہ آں سو بنگرد از ترس و باکِ او
فغانی روئے متاب از گرد آں پائے گردد خاکت
کہ از آبِ حیاتِ دیگراں کم نیست خاکِ او

داری بر قیباں سرِ یاری عجب از تو برزاریِ ما رحم نداری عجب از تو
ما را کہ بیک چشم زدن کار تواں ساخت پیشِ نظرِ خود نگذاری عجب از تو
مے خوردنِ فاش است ہمہ اداد بطول فال تو شیفتۂ خواب و خماری عجب از تو
افگندہ عنان و شدہ بے باک بہ یکبار آموختہ با خونِ شکاری عجب از تو
از تربتِ ما مہرِ گیا رست و تو دلجو یکذرہ بدل مہر نداری عجب از تو
دانی کہ غنیماں چہ غیور ند نخو نم دل بر طرفِ من نہ گماری عجب از تو
چوں کشتِ تو شد خشک **فغانی** مخور اندوہ
گریاں چہ ہوا خواہِ بہاری عجب از تو

دارم دلے ہوائے یکے خوبرو درو یکقطرہ خونِ گرم و ہزار آرزو درو
آئینہ ایست دائرہ خطِ سبزِ تو کز غایتِ صفا بتواں دید رو درو
نقاشِ حسن[1] شکلِ میان و دہانِ تو پرداخت آں چنانکہ نگنجید موئے درو
بستم درِ دل از جہتِ آنکہ جائے تست تا غیر رو نیاورد از ہیچ سوئے درو
در شمع آفتاب زند خندہ از طرب ہر دل کہ یافت پرتوِ روئے نکو درو
بزمیکہ خفتہ اند حریفاں بخوابِ خوش
خاموش بہ **فغانی** افسانہ گو درو

اے مستِ ناز از دلِ ما بے خبر مشو نا آزمودہ منکرِ اہلِ نظر مشو
ساغر ز دستِ خود بکفِ ہیچماں منہ در قصدِ جانِ عاشقِ خونیں جگر مشو
در کارِ ما اگر نکنی زہرِ چشم کم بالائے بر دے غیر چو شہد و شکر مشو

[1] چین۔

بامدعی بگو کہ در کارِ عاشقاں گر زانکہ نیک مے نشوی زیں بتر مشو
سرخوش چو در خرابۂ احباب آمدی بنشیں نمے واز سخن ما بدر مشو
شب زندہ دار و روز دلا بگذراں بغم گر عاشقی۔ فریفتۂ خواب وخور مشو
بر روئے گل رخاں درِ دل باز کردۂ
بنشیں بہ آبِ دیدہ فغانیؔ وتر مشو

ہرگز نیافت برگِ گلے عندلیبِ تو اے غنچۂ شگفتہ فغاں از رقیبِ تو
شرم وادب زغمزۂ نازت بلا گرفت وز تندیِ رقیب وعتاب ادیبِ تو
تو شادماں زحسن ومن از عشق داغ داغ آتش قرینِ من شد وگلشن نصیبِ تو
محبوبِ عالمے شدۂ داغ بہرِ چیست خود کیست اے چراغِ محباں حبیبِ تو
شوقم یکے ہزار شد از بوئے دلکشت بس داغِ آرزو کہ کند تازہ طیبِ تو
اے کارِ خلقِ شہر بوصلت درست وراست تا کے شکستہ حال بماند غریبِ تو
مے آید از علاجِ دلت بوئے زندگی
دارد دمِ مسیح فغانیؔ طبیبِ تو

نیست یکدم کہ نہ با نالہ و فریادم ازو تا چہ کردم کہ باین روز بد افتادم ازو
آنکہ نزدیک تر از جان عزیز است بمن کے توانم کہ نیاید نفسے یادم ازو
مے شوم محو کہ رو مید ہم گریۂ شوق آہ ازیں سیل کہ ویران شدہ بنیادم ازو
دید بزمِ من ودامن بچراغم زد ورفت رفت بر بادِ ہوا منزلِ آبادم ازو
نیست بر رحمت ولطفِ کسم ہیچ امید چشم دارم کہ رسد خنجرِ بیدادم ازو
وردِ لم از شکرستانِ تو شوریست مدام ایں چہ شیرینیِ لعل است کہ فرہادم ازو
داشت بر آتشم آں شمع ونیامد بسرم
داغ داغست فغانیؔ دلِ ناشادم ازو

اے زسحر غمزہ پنہاں بستہ در ابروئے تو
فتنہ ہا در گوشہ دارد نرگسِ جادوئے تو

کردہ ام از ہستیِ موہوم پہلو را تہی
تا جدا از خود نشینم یک زماں پہلوئے تو

در ہوایت بسکہ شد بر باد جانِ بیدلاں
بوئے جاں مے آید اے گل از نسیم کوئے تو

زندہ میدارم شبِ ہجراں بیادِ روزِ وصل
تا برآید صبح و بینم آفتاب روئے تو

چوں بسر وقتم رسی اے شاخ گل دامن فشاں
میرم ار گیرم حساب از مہر رنگ و بوئے تو

نگسلم از جعد مشکینت کہ در شبہائے غم
رشتۂ جانِ مرا وصل است با ہر موئے تو

بس کہ دارد غیرتِ عشقت **فغانی** روزِ وصل
پوشد اول دیدہ را از غیر و بیند سوئے تو

چشم من از نظارۂ آں زلف مشکبو
چوں نافۂ تریست کہ خوں میچکد ازو

یکقطرہ خونِ سوختہ خال گل رخیست
ہر غنچہ شگفتہ کہ بینم بطرف جو

خواہم چو گل سفینۂ دل را ورق ورق
ہر یک ورق بدست نگار فرشتہ خو

خونابہ کہ مے کشم از تیغ عشقِ تو
چوں آب زندگی بگلو مے رود فرو

لب بستۂ **فغانی** و احباب مستمع
طوطی توئی دریں شکرستاں سخن بگو

بر فوت یار و منِ خستہ باز ماندم ازو
خطا نگر کہ بیک ترک تاز ماندم ازو

چو صبح بر سرم آں آفتاب گلگوں راند
من رمیدہ بسوز و گداز ماندم ازو

بقیدِ دوستی و مہر مے شدم از پیش
بکیں چو گرم شد آں دلنواز ماندم ازو

عناں کشیدہ ہمے رفت و من دواں از پے
ہمیں کہ ساخت عناں را دراز ماندم ازو

سرم ز عود و نئے بزم عشرتش خوش بود
زخامیِ فلک عشوہ ساز ماندم ازو

دلم سفینۂ راز نہان عشقش بود
چو خاست شد زمیاں کشف راز ماندم ازو

بمہر نیاز منش بود صد ہزاراں ناز
برہ چو گرم شد آں نرد باز ماندم ازو

پے سگش چو فغانی پریدہ مے رفتم
چو ہم کاب شداں سرفراز ماندم ازو

نوروز و نوبہار و گل و گلعذارِ نو ۔ جام شراب کہنہ و دیدار یارِ نو
عمر ابد حلاوت نُقل و مے صبوح ۔ آبحیات و عشوہ بوس و کنارِ نو
دلخواہ تر از دیدہ و دمساز تر ز دل ۔ ہر بامداد مستی خواب خمارِ نو
خنداں و سرکشاں چو گل نوشگفتہ خوش ۔ با یار نو رسیدہ رہ لالہ زارِ نو
دل را کشاد مید ہد و دیدہ را مراد ۔ بوئے بہار تازہ و رنگِ نگارِ نو
مارا ز تو قرار و فا با شکر لبیست ۔ پائیدہ باد تا بہ ابد ایں قرارِ نو
ہر صبح نو کہ مید مد از گلشن رفیق ۔ مے چینیم از نہال وفا برگ و بارِ نو
نو شد جنوں عشق فغانی ز نو بہار
نوکن سفینۂ غزلے یادگارِ نو

تے کز غایتِ خوبی زند با مہر و مہ پہلو ۔ بیک جا کے نہد با عاشقانِ روسیہ پہلو
بآزارِ دلم ہر بار مو بر تن شود خارے ۔ جدا زاں شاخ گل شب چوں نہم بر خاک رہ پہلو
تو اے نازک بدن از لالہ و گل ساز جائے خود ۔ کہ مے سوزد مرا در خاک گلخن تہ بتہ پہلو
دلم از ہجر بیداد او پہلو تہی میکرد ۔ کہ بیند ہر زماں از سنگ طفلانم سپہ پہلو
زپہلوئے من محزوں چہ آسائش بود دل را ۔ کہ بیند ہر زماں از شکست ہم خاک سیہ پہلو
دل صد پارہ کندم چوں فغانی از گلِ ایں داغ
نہادم بر گلِ محنت سرائے خود چو گہ پہلو

اے دلبرانِ شہر را نور از مہ رخسارِ تو ۔ چشم و چراغ ہوشاں نئے اللہ از دیدارِ تو
در یک نفس مشکیں کند جان ہزار آہوئے چیں ۔ بوئے کہ مے آرد صبا از پہلوئے بلغارِ تو
جانم گدازی در سخن شادم کہ گیرد جائے جاں ۔ ذوقے کہ مے آرد بدل شیرینی گفتارِ تو

از ساقی و مے مجلست خوشتر ز گلزارِ جہاں — ما بلبلانِ بے نوا محروم از گلزارِ تو
تا کے شرار افشاں ہوا از ترکتاز گرمیت — چند از عرق اختر فشاں رخشِ فلک رفتارِ تو
ہر سو کہ مے تازی فرس توفیق بادت ہمعناں — ہر جا کہ اندازی عناں اقبال بادا یارِ تو

پیری فغانی وہماں در عاشقی کافر دلی
کافر دلاں تابیدہ اند ابریشم زنارِ تو

مردم بپائے رخشِ تو روز وداعِ تو — یاری بآہ و گریہ ندارد صداعِ تو
کردی بقصد اہلِ وفا نیت سفر — آہ و فغاں ازیں سفر اختراعِ تو
خواہد کشید بانگ پے سارباں بدست — مارا کہ سر خوش است ز رقص و سماعِ تو
در شہر و در سفر نکند حسنِ تو زیاں — ہر جا کہ ہست نیست برونق متاعِ تو
شہرے خراب تست بہانہ مکن سفر — از بہر چیست نو سفر من نزاعِ تو

گاہے نو سیمت چو فغانی غمِ دلے
دارم امید آنکہ شود استماعِ تو

خطِ مشکیں چیست گرد عارضِ گلگونِ او — شاہ بیت دفترِ حسن و وفا مضمونِ او
سبزہ تر چوں بگرد آں لبِ میگوں دمید — گو مشو غافل دلِ دیوانہ از افسونِ او
در حضور غنچہ بلبل زباں را بستہ دار — چوں بآہ و نالہ نکشاید دلِ محزونِ او
سرو با آں قد و رعنائی و ناز و سرکشی — کے تواند شد برابر با قدِ موزونِ او
کمترم از ذرہ در مہرش ولے چوں آفتاب — در نظر دارم خیالِ حسنِ روز افزونِ او
در دمن از نالہ عشاق مے یابد شفا — گو برو مطرب کہ بے آہنگ شد قانونِ او
طرفہ ماوا ئیست بزمِ عشرتِ لیلےٰ ولے — شاد زاں یکدم نگردد خاطرِ مجنونِ او

زاں دو لب صد آرزو یابی فغانی را بدل
گر بہ تیغ غمزہ بشگافی دلِ پر خونِ او

فارغم از باغ و ناز سوسنِ آزادِ او | وز فریب باغبان و جلوهٔ شمشادِ او
دل نخواہد سایہ سرو لب آب رواں | کم مباد از سرِ من خنجرِ بیدادِ او
ہر کرا تشریف رسوائی دہد سلطانِ عشق | ہر دم آید صد بلا بہرِ مبارک بادِ او
سرخوش از جام طرب شیریں بخلوتگاہِ او | غم ندارد گر بتلخی جاں دہد فرہادِ او
بہ ز زلفت نیست ما را مرشدِ روشن ضمیر | باد در گوشِ دلِ ما حلقۂ فتراکِ او

بلبل بستان عشق آمد **فغانی** زاں دو رُخ
کم مباد از گلشن دل نالہ و فریادِ او

عرق چکید بر وبت ز آفتاب فرو | چنانکہ از ورقِ گل چکد گلاب فرو
خطش چو سنبل مشکیں او بسحر خیزی | گرفتہ ہر طرفش نورِ آفتاب فرو
برآمدی چو مہ چاردہ بگوشہ بام | ز انفعالِ رخت رفت آفتاب فرو
کہ بر نیاز اسیراں نیاورد از ناز | بغمزہ گوشۂ ابروئے پر عتاب فرو
دمے کہ لذّتِ تیغش بحلق من نرسد | نمیرود بگلویم ز غصّہ آب فرو
چہ سود ازیں ہمہ عرض نیاز و مسکینی | چو از کرشمہ نیاید بہیچ باب فرو
کمال مرتبہ شوق داشت پروانہ | کہ تا نسوخت نیامد ز اضطراب فرو

فغانی از غمِ دوراں دگر نیارد یاد
کہ سر ز شوقِ لبت بردہ در شراب فرو

چشم گریانم کہ مے گردد ز شوخت خوں درو | جا ندارد جز خیال آں رخ گلگوں درو
ایں چہ روئے عالم افروزست ہر سو جلوہ گر | کز لطافت ماند حیراں دیدۂ گردوں درو
چیست دانی چشمۂ میم دہانش در سخن | نقطہ موہوم و چندیں نکتۂ موزوں درو
محمل لیلٰے بصد زیب و صفا آراست عشق | لیک از تنگی نگنجد ہستیِ مجنوں درو
در دلم با آنکہ عمرے کشتہ خود را آنچناں | دور میگیری کہ گویا میرسی اکنوں درو

حیرتے دارم ز دل با آنکہ صد جا داغ شد　داغ دیگر از کجا ہر دم شود افزوں درو

جا ندارد جان ہم در دل ز بسیاری درد　ہر نفس دردِ دگر مے آید از بیروں درو

غنچۂ سیراب از باران اشکم در چمن　چشمہ خونیست غلطاں لولوئے مکنوں درو

گلشن کوئیست کہ جائے عیش و بزم خرمیست

تا بکے باشد فغانی با دلِ محزوں درو

چہ دید ایں دل شیدا ازمہ جبینئ تو　کہ خواست از سرِ ہستی بہمنشینئ تو

برائے سوزش جاں ہا بہ بوسہ ناز کنی　بنازم اے بت بدخو بنازنینئ تو

قلم ز شیرۂ جاں بست شکل شیرینیت　ہزار بوسہ بایں نقش آفرینئ تو

حزیں نشستہ ہمانا کہ عاشق جامے　بروں ز ورد دلست ایں ہمہ حزینئ تو

تو بر سپہر شدی من بخاک تیرہ فرو　تو آفتابی و من ذرہ در زمینئ تو

بتانِ شہر فغانی چرا گریزانند

مگر قبول ندارند پاک دینئ تو

زہے شمع فلک در خرگہ از تو　ہمہ ساحر زباناں در چہ از تو

اگر اینست لب چوں چشمۂ نوش　شود خضر و مسیحا گمرہ از تو

گدایاں را ز خوانِ نعمت خویش　تو روزے میدہی شیئاً للہ از تو

فروزاں مہرِ رخسارِ تو از من　رُخِ اقبال من ہمچوں کہ از تو

چہ بازیہا کہ کردی با حریفاں　تو از من غافل و من آگہ از تو

زباں بست از سوالِ بوسہ عاشق　کہ دیگر نشنود حرف نہ از تو

بمردیم و بگوشش ما نیاید　بجز حرف جفائے یکرہ از تو

سخن دانستہ میگوئی فغانی

زبانِ نکتہ گیراں کوتہ از تو

ای باد صبح از پئے آں نور دیدہ رو / دنبال آں خجستہ غزال رمیدہ رو

عشاق خستہ منتظر یک اشارت اند / دامن کشاں چہ مے گذری آرمیدہ رو

درد دلے ز عاشق دلخستہ گوش کن / از دردمند خویش دعائے شنیدہ رو

مگذر بناز و عشوہ تغافل کناں ز ما / بر درد عاشقان پریشاں رسیدہ رو

ما خویش را طفیلِ خرامِ تو کردہ ایم / خواہی بچہرہ پا نہ و خواہی بدیدہ رو

ہوشم نماند از تو[لہ] صبا وارِ صبح دم / سرخوش بروئے برگ گل نودمیدہ رو

تنگ ہست زاہد در خلوت سرائے انس / آنجا دل شکستہ و قد خمیدہ رو

از ضعف تن نمیرسم از پے خدا ترا / اے نازنیں سوار عناں کشیدہ رو

مستانہ مے روی بہ خرابات عاشقاں / راہ پر آفت است **فغانی** جریدہ رو

ہر گز بہ کسے یار نشد چشم و لبِ تو / آہ اے پسر از یں ہمہ شرم و ادبِ تو

با خود ز ندامت سرِ انگشت گزیدیم / تا روزیِ دندانِ کہ باشد رطبِ تو

نزدیک رسم راتی۔ و از دور زنی تیر / دشوار بود قصۂ من در طلبِ تو

زنجیر شود پارہ و از جائے رود کوہ / زیں ہا کہ کشیدم منِ زار از سببِ تو

ایں سوز کہ از گرمی خون است **فغانی** / معلوم نکردیم کہ از چیست تبِ تو

ردیف الہاء

صوفی ز کعبہ روئے بخرابات کردۂ / نیک آمدی بیا کہ کرامات کردۂ

حیرت مکن کہ ہر دو گرفتارِ یکدیگریم / ما آہ و نالہ و تو مناجات کردۂ

ن لہ با تو کہ گفت اینکہ صبحدم۔

صحبت قضا ندارد و نقدِ رواں بقا — ساغر طلب چہ تکیہ بر اوقات کردۂ
در حسن اگر خیال نگنجد برنگ و بوے — روشن شود کہ رو بچہ مرات کردۂ
فریاد اگر نہ عقل بو جے کند قبول — آنہا کہ در خیالِ خود اثبات کردۂ
خود را دو دل مساز کہ کفر طریقتست — از ہر جہت کہ تفرقہ ذرات کردۂ

حالا غنیمت است **فغانی** کنار کشت
خود را میانِ عرصہ چرامات کردۂ

بازاے فلک نتیجۂ انجم نمودۂ — دنداں کیں براہل تنعّم نمودۂ
بردی تمام ہوشِ حریفاں بجامِ زہر — دہ زیں شراب تلخ کزیں خم نمودۂ
تو رُخ نمودۂ کہ دہم جاں بیک نظر — من زندہ میشوم کہ ترحّم نمودۂ
عاشق چگونہ تابِ زبانِ تو آورد — زیں شیوہ ہا کہ وقت تکلّم نمودۂ
خورشیدِ من چو ذرہ جہا نیست در پیت — ازبس کہ روی گرم بہر دم نمودۂ
آں انجمن کجاست کہ چوں ابرِ نوبہار — من گریہ کردہ ام تو تبسّم نمودۂ

ہمچو **فغانی** از تو نگردم اگرچہ تو
ہر دم رہِ دگر بمنِ گم نمودۂ

ایں منم ہر شام چو پروانہ جائے سوختہ — کردہ ترکِ جان شیریں در ہوائے سوختہ
کاستی پروانہ داند چاشنیِ داغِ عشق — کو دریں آتش چو من ہم دست و پائے سوختہ
ہر صباحم تازہ داغے بر دل از عشقِ گلے ست — ہمچو آں دیوانہ کش ہر روز جائے سوختہ
دوست میدارد دلِ من داغہائے خویش را — زانکہ ہر یک از برائے دلربائے سوختہ
دل کہ برگشت از من و بالالہ رویاں خو گرفت — بینمش یک روز از داغِ جفائے سوختہ

کیست با داغ تمنا یت **فغانی** در جہاں
درد پرورد ے۔ اسیرے بے نوائے سوختہ

زہے روئے دل افروزت چراغِ منظرِ دیدہ / خیالِ خالِ ہندوات مقیمِ کشورِ دیدہ

ندارد مجلسِ روحاں بیابے عارضت نورے / درآ در مصرِ جاں اے آفتابِ خاورِ دیدہ

چو در دل بگذرانم آرزوئے لعلِ میگونت / لبالب سازم از خونابِ حسرت ساغرِ دیدہ

چرا از پہلوئے من در بلائے دیدہ آمد دل / ہمہ بہتر کہ بکشایم برونِ دل درِ دیدہ

چو بینم شمعِ رخسارِ ترا در دیدہ دل خواہد / کہ چوں پروانہ گردد ہر نفس گردِ سرِ دیدہ

گرہ شد غنچہا از اشکِ گلگوں خارِ مژگاں را / ہمین است از نہالِ آرزو چیدن برِ دیدہ

برآید آیتِ رحمت بعالم زاں خطِ مشکیں / چو بہرِ دیدنِ رویت کشایم دفترِ دیدہ

زروئے لطف اگر یابی قدم در چشمِ مشتاقاں
نثارِ مقدمت سازد **فغانی** گوہرِ دیدہ

از مار و مورِ غنچۂ لعلت نہفتہ بہ / ایں راز سر بمہر بہر کس نگفتہ بہ

ایں چشمِ فتنہ ساز کہ شد مستِ خوابِ ناز / بیدار خوشتر است ولے فتنہ خفتہ بہ

لعلِ لبت کہ غنچۂ باغِ لطافتست / از نکہتِ نسیمِ عنایت شگفتہ بہ

ما خاکِ گلخنیم و توئی لالہ در چمن / خاشاکِ گلخن از چمنِ لالہ رُفتہ بہ

مکشا بعشوہ غنچۂ خنداں بروئے غیر / ایں گوہرِ لطیف بافسوں نسفتہ بہ

دارد دلِ **فغانی** و صد آتشِ نہاں
غافل ز راہِ او مشو اے شوخ سختہ بہ

اے دل متاعِ جاں بخرابات بُردہ بہ / نقدِ خرد بساقیِ باقی سپردہ بہ

چوں حاصلِ مرادِ جہاں نامرادی است / اے دل نشانِ توبہ و تقویٰ ستردہ بہ

جائے کہ صد خزانہ طاعت بجرعہ است / صد خرمنِ مراد بیکجو شمردہ بہ

زاں بیشتر کہ مات شوی در بساطِ عمر / دستے ازیں سپہرِ دغاباز بردہ بہ

پروانۂ کہ پرتوِ شمع بروں تافت / گر ہمدمِ چراغِ مسیح است مُردہ بہ

قطع نظر ز مائدۂ قرصِ ماہ و خور — ایں یک دو ناں بہمتِ دوناں نخوردہ بہ

شمعے کہ آورد بزباں فیضِ نورِ خود — گر آتشِ خلیل، فروزد فسردہ بہ

چوں رختِ ہستیِ تو فغانی شود فنا
از آبِ خضر دامنِ ہمت فشردہ بہ

گاہے عتاب و گاہ ترحم نمودۂ — گہ زہرِ چشم و گاہ تبسّم نمودۂ

با اہلِ درد جور و جفا کردۂ بناز — مہر و وفا با اہلِ تنعّم نمودۂ

خورشیدِ من چو ذرّہ جہانیست در پیت — ازبس کہ روئے گرم بمردم نمودۂ

شب چوں عرق نشستہ بروئیت بتابِ مے — صد بار خوشتر از مہ و انجم نمودۂ

جاں دادہ ام ز غیرت و از غصّہ مردہ ام — خنداں چو با رقیب تکلّم نمودۂ

بیداد کم نمیکند آں ترکِ تند خو — اے دل اگر ہزار تظلّم نمودۂ

ہر جا کہ از پئے تو فغانی کشیدہ آہ
مستانہ رفتۂ و ترنّم نمودۂ

خالِ بنفشہ گوں بہ رخِ آتشیں منہ — بر برگِ لالہ نافۂ تر ایں چنیں منہ

مرغِ خرد مقیدِ دامِ بلا مساز — بر پائے عقل سلسلۂ عنبریں منہ

دامن کشاں بگشتِ چمن چوں کنی خرام — پائے برہنہ بر گل و بر یاسمیں منہ

اہلِ وفا بخاکِ رہت سر نہادہ اند — اے مستِ ناز تیغِ جفا بر زمیں منہ

بر سر چو بہرِ کشتنِ ما کج نہی کلاہ — آں کاکلِ خمیدہ بطرفِ جبیں منہ

از لالہ زار بر مشکن ہر نفس بناز — داغِ فریب بر دلِ آہوئے چیں منہ

پیشِ رقیب چوں رسی از رہ عناں بکش — پا از رکابِ ناز بہ شمشاد زیں منہ

طبعش گراں مساز فغانی ز شرحِ غم — بارِ چنیں بخاطرِ آں نازنیں منہ

لہ گر ز آتش۔ ن ۲ہ تاب۔

عمریست کز سر ما میل مراد رفته — شادی و کامرانی ما را ز یاد رفته

از برق نا امیدی آتش بجان فتاده — وز آہ نامرادی ہستی بباد رفته

در غنچهٔ دل ما رنگ بہی نمانده — وز کار بستهٔ ما بوئے کشاد رفته

عشق است صد ملامت گفتن چه سود ما را — کین از صلاح مانده وان بر فساد رفته

در عاشقی و مستی گشتم چنانکه از من — بر آسمان فرشته بے اعتقاد رفته

روز و شب از غم دل این چشم خونفشان را — اشک از بیاض بیزان نور از سواد رفته

گردون اگر نه بخشد کام دل فغانی
غمگین مشو که از وے این اعتماد رفته

خوش آن دو فتے که بکشائی ز خواب سرکشی دیده — نگاہے سوئے بیداران کنی دزدیده دزدیده

نچیدم از ہزاران گل یکے از گلشن وصلت — دل پر خار دارم زان ہمه گلہائے ناچیده

مکن منعم که آشوب دل است و آفت دیده — لب میگون و چشم خوابناک و موئے[1] ژولیده

زبس خارے که در پایم شکست از رہگذار دل — قدم در گلشن کویت نہم ترسیده ترسیده

ز دلہا راه کویش پرسم و سازم قدم از سر — روم تا کعبهٔ مقصود خود پرسیده پرسیده

چو رنجاند مرا ہر دم رقیبے بر سر کویت — ازین در دائما بیرون روم دزدیده دزدیده

فغانی کشتهٔ چشم خطا پوشست کز مردم
بمستی دیده صد جرم و خطا از[2] لطف بخشیده

زدورت[3] بنیم و پوشم نظر از حیرت دیده — بچشم دل کنم نظاره ات از غیرت دیده

برائے جلوهٔ خیل خیالت در حریم دل — کشم نقش خیال غیر و خالی صورت دیده

چنین کز دیدن روئے تو غیرت دارم از مردم — سزد کز دل کنم پہلو تہی در صحبت دیده

طفیل دیده کردم نقش ہستی چون ترا دیدم — منم و این سعادت یافتم از دولت دیده

ن ل ۱ زلف - ن ل ۲ وز - ن ل ۳ ز رویت بسکه میپوشم نظر از غیرت دیده — بچشم دل کنم نظارهٔ از حیرت دیده

کنم نظارۂ روئے تو و از شوق خوں گریم | همین بست از شراب جام وصلت شربت[1] دیده
کشایم هر نفس چشم جهاں بیں بر مہِ رویت | برافروزم چراغے در حریم حرمتِ دیده
بهمراهیِ اشک از پردۂ هستی بروں رفتم | ز خاکِ آستانت دور کردم زحمتِ دیده
اگر جائے[2] خیال و منزل ماه رخت نبود | نه آبِ روئے دل خواهم نه جویم غیرتِ دیده

چرا از تیرگی نالد **فغانی** چوں کند روشن
فروغِ شمع رخسارت چراغِ خلوتِ دیده

نه خیالِ غنچه بندم نه بگل کنم نظاره | که مرا دلِ فگار و جگریست پاره پاره
من و آفتابِ رویت که بجلوۂ سعادت | شرفیست عالمے را ز طلوع آں ستاره
بخدا که در دلِ من رقمِ دوئی نگنجد | تو بیا که من ز غیرت کنم از همه کناره
بجراحتِ دلِ من چو نمک تو دی حذر کن | که مبادا ز آتشِ آں بگلت رسد شراره
تو بگشتِ باغ و گلها ز کرشمۂ تو ریزاں | چه رود بجانِ مردم چو بروں روی سواره
نکشم سر از جفایت اگرم به تیغ ببری | ز تو هر چه بر من آید بکشم هزار باره
چه کنم اگر نسازم بجفائے خارِ هجراں | چو ز آبِ دیدۂ من ندمد گلے چه چاره
همه برگِ ناامیدی ز بهارِ عمر چیدم | که بکامِ من نگردد فلکِ ستیز کاره

ز فسانۂ **فغانی** دلِ کوه رخنه گردد
نفسِ نیازمنداں گذرد ز سنگِ خاره

جانِ شهیدِ عشق بجاناں سپرده به | هر زنده که کشتۂ او نیست مرده به
بے داغِ آرزوئے تو اصحابِ دردرا | نام و نشاں ز صفحۂ هستی سترده به
از سبحه گر مراد نه تکرارِ ذکرِ اوست | گر عقدِ گوهریست یقیں ناشمرده به
هر کس که جاں بدوستی گلرخے نداد | نامش میانِ اهلِ محبت نبرده به

ن[1] عشرتِ۔ ن[2] مارا۔

فریادِ بلبلے کہ شود گرم[1] از و گلے | در گوشِ اہلِ درد ز وعظ فسردہ بہ

اے شاہِ عاشقاں چو رسی بر بساطِ قرب
پایت بخونِ کشتہ[2] فغانی فشردہ بہ

من کیستم شکستہ دلے ہیچکارۂ | سرگرم جلوۂ و خراب نظارۂ
زیں آتشے کہ عشق برافروخت در دلم | فریاد اگر بخرمنے افتد شرارۂ
ہر پارۂ ز دل بجگر گوشۂ دہم | فارغ مگر شوم ز غمِ خویش پارۂ
با من رقیبِ سادہ در افتاد بیجہت | چو آبگینۂ کہ در افتد بخارۂ
بے آفتابِ روئے تو ہر شب کہ روز گشت | داغیست تازہ بر دلم از ہر ستارۂ
فردا کہ دوست خوانِ کرم در میاں نہد | گیرد بقدرِ حوصلہ یک کنارۂ

بیچارہ گیست کارِ فغانی و در غمش
ہر کس کند برائے دلِ خویش چارۂ

خلقے بحسنِ خویش گرفتار دیدۂ | زاں نازِ مے کنی کہ خریدار دیدۂ
چندانکہ چشم باز کنی خوار تر شوم | زارم کشی چرا کہ مرا زار دیدۂ
کوشی بعزتِ دگراں زغم جانِ من | گویا کہ در میانہ مرا خوار دیدۂ
سوز و گدازِ من مکن اے شمع برطرف | در یکزماں کہ جانبِ اغیار دیدۂ
بزمش ندیدہ سجدہ کنی از برونِ در | اے دل ز کعبہ سایۂ دیوار دیدۂ
بسیار پیشِ ما بدِ خوباں مکن[3] رقیب | آرے ترا بد ست کہ بسیار دیدۂ

امروز مستیِ تو فغانی فزوں تر ست
معلوم مے شود کہ رخِ یار دیدۂ

نخلِ قدت کہ از چمنِ جاں بر آمدہ | شاخِ گلے بصورتِ انساں بر آمدہ

---

[1] ن نرم زو گلے۔ ن [2] بقصدِ خونِ فغانی۔ ن [3] مگو۔

از فرق تا قدم همه جانست آں نہال
گویا ز آبِ چشمۂ حیواں بر آمده

اکنوں توئی جمیلِ جہاں گرچہ پیش ازیں
آوازۂ جمال ز کنعاں بر آمده

دزدیده چوں بہ شمعِ رخت کرده‌ام نگاه
از دل ہزار شعلۂ پنہاں بر آمده

مست از مے شبانہ مہِ من ز خوابِ ناز
با آفتاب دست و گریباں بر آمده

جاں داده‌ام کہ گشتہ میسر وصالِ دوست
بے درد را خیال کہ آساں بر آمده

بر ہر زمیں کہ جلوه کناں رفتہ بناز
آه از نہادِ کبکِ خراماں بر آمده

در ہر چمن کہ گفت **فغانیؔ** سرودِ عشق
افغانِ بلبلانِ خوش الحاں بر آمده

کاکل بہ تاب فتنہ زدامِ کہ جستہ
دیگر دلِ کدام پریشاں شکستہ

رنگیں شدست دامنِ پاکت چہ حالتست
گویا کہ درمیانِ دلِ ما نشستہ

برگرد ارغواں کمر سیم بستہ[ن ۱] چیست
نخلِ غریب بہر دلِ خلق بستہ

آسوده‌ام[ن ۲] از فسانۂ عاشق نوازِ تو
بنیاد کن کہ مرہمِ دلہائے خستہ

ہر جا کہ ہستی از دلِ ما نیستی بروں
یعنی مکن خیال کہ از ما گسستہ

دامن بکش کہ تا بود ایں حسنِ دلفروز
یکدم ز آبِ دیدۂ عاشق نرستہ

از طرفِ جوئبار **فغانیؔ** بہ دل مرو
گر ز انکہ دامن از مے رنگیں[ن ۳] بشستہ

بازم ز جفائے دلِ افگار شکستہ
بے دادِ گلے در جگرم خار شکستہ

آه از دلِ آں مست کہ مے خورده باغیار
ساغر بسرِ یارِ وفادار شکستہ

دیگر چہ ملامت بود از سنگِ رقیباں
ما را کہ سر دوست دریں کار شکستہ

رسوائی تر دامنی از خلق چہ پوشم
پیمانۂ ما بر سرِ بازار شکستہ

ن ۱ کرده چست - ن ۲ آسایم - ن ۳ نہ -

چوں برگِ گُل لالہ رواں گشتہ بدستاں — جامِ طربِ ما کہ بگلزار شکستہ

در گلشنِ عیشم نظر انداز بہ غیرت — تا سوختہ بینی در و دیوار شکستہ

این مستی از اندازہ برونست **فغانی**

امروز خمارِ تو مگر یار شکستہ

بر صیدِ زخم خوردہ دویدن چہ فائدہ — بسمل شدیم تیغ کشیدن چہ فائدہ

مارا چو مے کشی و دگر زندہ مے کنی — لب از دریغ و حیف گزیدن چہ فائدہ

دوری مکن اگر شرفے داری اے ہما — از خلق چوں فرشتہ رمیدن چہ فائدہ

برخیز مویہ گر کہ نداری دمِ مسیح — ایں صوتِ جانگداز شنیدن چہ فائدہ

دانستۂ کہ چاشنیِ آبِ دیدہ چیست — باز ایں شرابِ تلخ چشیدن چہ فائدہ

گیرم کہ سبز شد گلم از اشکِ دوستاں — از خاکِ مردہ سبزہ دمیدن چہ فائدہ

اے باغباں خموش کہ بستاں بمہرِ تست — مارا کہ بوئے گل زدہ چیدن چہ فائدہ

گردن بنہ بہ تیغ **فغانی** و سر مکش

افتادۂ بدام طپیدن چہ فائدہ

چو در فسانہ لبت شہد بر شکر بستہ — ہزار نکتۂ شیریں بیکدگر بستہ

فغاں کہ ہندوی خالت بجلوۂ موزوں — بخونِ مردمکِ دیدہ ام کمر بستہ

بدورِ خطِ مگسِ خال ازاں لبِ شیریں — نخاست زانکہ دل از مہر بر شکر بستہ

بکارِ ہر مژہ ام غنچہاست بستہ گرہ — کہ قطرہ قطرہ زخونابۂ جگر بستہ

زشوقِ گوہرِ لعلِ تو قطرہائے سرشک — دو رشتہ در صدفِ دیدہ ام گہر بستہ

زشوقِ روی تو بر غیر بستہ ام درِ دل — بیا کہ شہرِ دلم ملکِ تست در بستہ

نہالِ قدِ تو در جلوہ نازنین نخلیست — کہ روزگار ز آشوبِ فتنہ بر بستہ

زسرِّ حلقۂ زلفش دلا بآہِ سحر — مجو کشاد کہ آں نکتہ ایست سر بستہ

فروغِ مہرِ جمالِ تو برمن حیراں　　بہر طرف کہ نظر میکنم گذر بستہ

زحسرتِ تو فغانیؔ بشاہ راہِ خیال
نہادہ دیدہ و برصورتت نظر بستہ

یارب از بستانِ حسنم سرو بالائے بدہ　　توبۂ عشقم بدستِ ماہ سیمائے بدہ

دستم اندر حلقۂ فتراکِ سلطانے رساں　　در قبولِ ایں مرادم قوتِ پائے بدہ

از کفِ خضرے بحلقِ تشنہ ام آبے چکاں　　ایں زمینِ خشک رایکبارہ احیائے بدہ

جلوۂ طاؤس خواہد ایں دلِ پروانہ[1] وش　　از شبستانِ وصالش مجلس آرائے بدہ

دیدۂ شب زندہ دارم تیرہ شد زیں اختراں　　یارب از دریائے عشقم دُرِّ یکتائے بدہ

شکر ایں کز مجلسِ عشقِ تو رفتم تلخ کام　　چو بمیرم بر سرِ خاک آبے و حلوائے بدہ

دادرا وقتِ شہادت در حضورِ شمعِ وصل
تو فغانیؔ را زبانِ گرم گویائے بدہ

ساقی چہ سرگراں بمنِ زار گشتۂ　　پیمانۂ بنوش[2] چہ ہشیار گشتۂ

در بحرِ خواب بودی و طوفاں گرفتہ بود　　اکنوں قیامتست کہ بیدار گشتۂ

قدرے گلاب میشکنند عطرِ منت　　معلوم میشود کہ بگلزار گشتۂ

اے جانِ رفتنی چہ شتابست یکزماں　　خوشباش چوں نجستہ دلے یار گشتۂ

اخلاصِ ایں شکستہ ندانستۂ ہنوز　　عمرے اگرچہ در دلے افگار گشتۂ

من کز دو کون گشتہ ام آزاد سالہاست　　ہستم غلام اگر تو خریدار گشتۂ

اے در مقامِ جنگ نہ وہ راہ آشتی　　صنعت مکن کہ بر دلِ ما بار گشتۂ

پرہیز میکنند دلا از تو دوستاں　　آخر چہ دشمنی کہ چنیں خوار گشتۂ

بر آستانِ عشق فغانیؔ قرار گر　　بنشیں بیک مقام کہ بسیار گشتۂ

ن ۱ ویرانہ وش ۔ ن ۲ بنوش کہ ۔

منم اے سوارہ گردے بعنانِ تو روانہ — نروم زپیش راہت بجفائے تازیانہ
شب ہجر بے تو وحشت بودم زسایہ خود — سزوار چراغ روشن نکنم بکنج خانہ
منم آنکہ نخل عیشم زبتاں نہ بست صورت — نہ بآہِ پر شرارہ نہ باشک دانہ دانہ
غم ہر کسے کہ دیدم بہ ترانہ بسر شد — بجز از غم دلِ من کہ فزوں شد از ترانہ
در خرگہت ندانم ز کہ گشت ارغوانی — مگر آنکہ داد خواہے زدہ سر بر آستانہ
بہ محبت تو جمع شد گرم خوں ولیکن — منِ داغدار سوزم لبستم دریں میانہ

منِ زخم خوردہ جائے نگذشتم اے فغانیؔ
کہ چوں سایہ سیلِ خونیں نشد از پیم روانہ

بچشم من ز دگر روزہا فزوں شدۂ — نظر در آئینہ افگن بہ بیں کہ چوں شدۂ
دگر ندیدہ خیالے کہ دل گماں دارد — کہ حال از چمن تازہ گل بروں شدۂ
شدم بیک نظر از ہوش وہ کہ چوں شد حال — بمجلسے کہ بدیں نازکی دروں شدۂ
چہ رنگ اوست کہ از دیدنِ تو داغ دلم — بخونِ کیست کزیں گونہ لالہ گوں شدۂ
چناں بگریۂ من خندہ میزنی کہ مگر — نہ ارغوانے ازیں چند قطرہ خوں شدۂ

ز غیرتے کہ فغانیؔ بخود زدی آتش
بکوچہ شو کہ ہمہ آفت جنوں شدۂ

زہے از رنگ و بوئے نخلت ہزاراں گلشن افشاندہ — قباشمعیست کو بر شمع خاور دامن افشاندہ
جمالت بزم غیبی را ہزاراں نور بخشیدہ — نہالت دستِ قارت بر چراغ روشن افشاندہ
بسوزم در دمے صد بار ازاں رنگ قبا کز ناز — طراز و آستیں بر صد چراغ روشن افشاندہ
فگارم از قبائے زرنگارت وہ کہ استادش — ہزاراں حسن و رعنائی ز نوکِ سوزن افشاندہ
چو دست افشاں شدہ نخلِ دل آرائے تو در مجلس — ز چینِ آستیں جانہا بروں از روزن افشاندہ
تماشائے قبائے آتشینت از در گلشن — غبار ہستیم در گوشہ ہائے گلخن افشاندہ

فغانیؔ را نگاہے شمع من از گوشۂ چشمے
کہ از یادام تو بر آتشِ خود روغن افشاندہ

یار بقصدِ سرم توسنِ کیں باختہ
گاہ کشیدہ عناں گہ جلوا انداختہ

دوست چو در آئینہ کردہ تماشائے خط
از نفسِ گرم ما آئینہ بگداختہ

وہ چہ مے تلخ دشت عشق کہ خرد گذاشت
صد شکر خانگی پختۂ پرداختہ

سوختن خلق را حاجتِ رقص تو نیست
نغمۂ طنبور بزم کار ہمہ ساختہ

بزم صبوح ترا شعلہ نیارد فروخت
مہر کہ بر کاخ صبح مشعلہ افراختہ

حالِ فغانیؔ زار از ہمہ پرسیدہ یار
من چو رسیدہ بہ او دیدہ و نشناختہ

اے گل مگر حدیثِ کسے گوش کردۂ
کز بلبلِ رمیدہ فراموش کردۂ

از آفتاب خوشتری امروز نوش باد
بے ما مراں شراب کہ شب نوش کردۂ

روشن تراست بر دلِ ما از چراغ بزم
آں عشرت نہاں کہ بہ شب پوش کردۂ

بر ہر کہ جلوہ دادۂ آئینۂ جمال
اورا چو نقش آئینہ مدہوش کردۂ

آتش بخرمنِ دل اہلِ نظر زدہ
آں دانہ را کہ خال بنا گوش کردۂ

از دست رفتہ ام چو بہم خوابۂ صبوح
مستاں رسیدہ دست در آغوش کردۂ

از گلبنِ بہشت فغانیؔ بدور چشم
جاں را نظر بسروِ قبا پوش کردۂ

لیلیٰ اگر سنگ جفا بر کاسۂ مجنوں زدہ
لیلیٰ وشاں سنگ ترا مجنوں صفت بر دل زدہ

ہر جا کہ بصد رنگ و بو آوردۂ محمل فرو
مسکیں دلم بے راہ رو سرہا دراں منزل زدہ

لیلیٰ بصد حشمت رواں مجنوں بفریاد و فغاں
دستِ تظلم ہر زماں بر دامنِ محمل زدہ

از عشوہ لعلت در سخن کردہ ہزار افسونِ من
از ہر فسوں با خویشتن فالے عجب مشکل زدہ

ن ۵ ندرے

ہر جا کہ با تیر و کماں بگذشتہ دامن کشاں
دلہا نثار آوردہ جاں، جانہا دم از بسمل زدہ

شد مطرب مجلس نشیں نالاں ز آہِ آتشیں
گویا **فغانیِ** حزیں آہے ازاں محفل زدہ

سیاہ از دودۂ دل دیدۂ سرگشتۂ من بہ
کہ چشم گلخنے را سرمہ ہم از خاک گلخن بہ

چراغ شمع گو در بزم عیش یار روشن باد
منِ تنہا نشیں را خانہ از مہتاب روشن بہ

چو دارم صد فگار از خار خارِ ہجر گل در دل
گریبانم چو گل ہم چاک گشتہ تا بدامن بہ

مخواں در گلشن از پیرامن یارم کہ پیش شمع
برائے سوختن پروانہ از گشت گلشن بہ

مبادا نالہ و آہ از دلِ ریش **فغانی** کم
دریں ویراں سرا چوں عیسیٰ انیست شیون بہ

باز آں مہ بر سمند ناز در جولاں شدہ
فتنہ در سر کردہ و سر فتنۂ دوراں شدہ

تا صف خوباں شہر آشوب را برہم زند
کردہ بر اہلِ نظر جولان و در میداں شدہ

چوں بعزم گوئے بازی راندہ بیروں رخش را
در پیش صد عاشقِ دلخستہ سرگرداں شدہ

چیست دانی گرد رخسارش عرق از تابِ مے
قطرۂ شبنم کہ بر گلبرگ تر غلطاں شدہ

کیست آں سرو خراماں کیں طرف دارد گذر
کز چناں رخسار و قامت دیدۂ گریاں شدہ

پرتوِ مہر رخش چوں ذرۂ گرد آشکار
جوہرِ جانہا کہ در مستیِ او پنہاں شدہ

بس کہ میگرید **فغانی** دور از آں آرامِ دل
خانۂ چشمش ز سیلِ متصل ویراں شدہ

ردیف الیاء

دوش از طرفِ گلستاں مست و خنداں آمدی
گرچہ مارا کشتی اما خوشتر از جاں آمدی

باکہ مے خوردی کہ گشتم بیخود از بوئے خوشت
از درِ میخانہ یا از گشتِ بستاں آمدی

از تو کافر دل امیدِ آبِ حیواں داشتم — خود برائے خوردنِ خونِ مسلماں آمدی
بیوفائے شد دو چارت باگرفتارے بگو — کانچناں دل جمع رفتی و پریشاں آمدی
در خیالِ آرزوے وصل فالے می زدم — تاکہ از مجلس غزلخوان و خراماں آمدی

بیخودی کردی فغانی رشِ دل بشگافتی
روکہ در بزمِ وفا آلودہ داماں آمدی

چہ ساں گویم کہ شب سرخوش کجا اے ماہ میرفتی — چناں غافل بگفتارِ رقیب از راہ میرفتی
عناں کج کردہ و خود را بمستی دادہ یکبارہ — زاندوہِ نہانِ ہر کسے آگاہ میرفتی
غرورِ حسن با یادِ کسے مے شد عناں گیرت — خیالے داشتی بارے برِ دلخواہ میرفتی
برآمد گرد از جانم ازاں جولانِ مستانہ — چو برمے تافتی گاہے عناں وگاہ میرفتی

چہ سود از دیدۂ گریاں فغانی چوں شد آں یوسف
چرا اول بہ افسونِ کساں در چاہ میرفتی

تا کے[ن ۱] بجور از عاشقی اے شوخ بیزارم کنی — بازم نمائی عشوۂ و زنو گرفتارم کنی
تو میروی و من بخود طوطی صفت در گفتگو — باشد کہ آئی سوئے من گوشے بگفتارم کنی
خوش آنکہ بر خاکِ درت افتادہ باشم بیخبر — مست و غزلخواں بر سرم آئی و بیدارم کنی

ہمچو فغانی شد دلم پرخوں ز دردِ داغِ او
اے گریہ یاری کن دمے شاید سبکبارم کنی

چہ بد گفتم[ن ۲] کہ خونم زیں جوابِ تلخ میریزی — شکر داری و در کامم شرابِ تلخ میریزی
دلے دارم بصد جا داغ و طعنِ دشمنش در پے — تو ہم تا کے نمک برایں کبابِ تلخ میریزی
باشکِ شور[ن ۳] چنداں خندہ تا کے آہ ازیں عادت — چرا ایں تحفۂ شیریں در آبِ تلخ میریزی
ازاں یوسف شود روزے زلالِ خضر اے دیدہ — ہر آں خونابہ کز تعبیرِ خوابِ تلخ میریزی

ن ۱ گہ۔ ن ۲ کردم۔ ن ۳ باشکِ دردمنداں خندہ تاکے۔

فغانیؔ خون خود را آب کردی بس ازیں گریہ
چہ گل کردی کہ عمرے ایں گلاب تلخ میریزی

ولا در عشقِ جاناں خواری و خونخوارگی اولے — زناز و سرکشی مسکینی و بیچارگی اولے
سپردن جاں بدست یار و گشتن از جہاں فارغ — چو باید کشتہ شد۔ در عاشقی یکبارگی اولے
من و کنج غم و در دل خیالِ بزم وصلِ او — فراغت نیست در خاطر مرا غمخوارگی اولے
خوشست آں روئے زیبا جلوہ گر در پردۂ عزلت — ولیکن گہہ گہے در دیدۂ نظارگی اولے

فغانیؔ از سرِ کویش بروں رو با دلِ پر خوں
چو یار آوارگی خواہد ترا آوارگی اولے

اے صبا منع گرفتاری بلبل میکنی — باوجود آنکہ میدانی تغافل میکنی
صبر اگر باشد تواں چیدن رطب از نخلِ خشک — آتشت گر در دریا چیں گر توکل میکنی
چوں نجو شد خونت اے عاشق کہ در بستانِ او — ارغواں مے چینی و نظارۂ گل میکنی
در پریشانی مدہ خود را کہ یک سررشتہ است — آنچہ نامش گاہ زلف و گاہ کاکل میکنی

در جگر الماس داری و یمن گوئی سخن
زہر مے نوشی فغانیؔ و تحمّل میکنی

تا نباشد دولتِ وصلِ تو چوں بیند کسے — چشمۂ حیواں کجا بے رہنموں بیند کسے
گو بگیرد بر سرم چو کاسۂ مجنوں شکن — گر بدستم بیتو جام لالہ گوں بیند کسے
در گماں افتد کہ آیا کوہکن چوں زندہ شد — گر چنیں آشفتہ ام در بیستوں بیند کسے
کے توانم دیدن آں آئینہ در دستِ رقیب — دیدۂ خود را بدستِ غیر چوں بیند کسے
دور از آں گل رفتم از پائے درختِ ارغواں — چند خود را در میانِ خاک و خوں بیند کسے

دور نبود از جفاہائے تو و طعنِ رقیب
گر فغانیؔ را بزنجیرِ جنوں بیند کسے

ن لہ چہ بر چیدی۔

تو ئی کہ صبح گرفتی گل و شرابِ کسے | مدام خندہ زدی بر دلِ کبابِ کسے
تو کز دریچۂ خورشید سر بروں کردی | کجا پسند کنی خانۂ خرابِ کسے
ہمیں ز چشمۂ خورشید خود برآمدۂ | قدم نکردہ تراز ناز بر گلابِ کسے
ز آب و آئینہ ہم روئے خویش پوشیدی | ز شرم چشم نکردی بر آفتابِ کسے
ترا کہ خانہ پُر از در شب چراغ بود | چہ احتیاج بگلگشت ماہتابِ کسے
مگو کہ شب ز خیالم چہ خواب مے بینی | مپرس اینکہ پریشاں مباد خوابِ کسے

اثر نماند فغانی ز گرد و آنہم رفت
کہ میشدم بصد آشوب در رکابِ کسے

شب چوں روم ز منزلِ آں ماہِ خرگہی | از دیدہ سیلِ اشک نہد روے بہ رہی
ہر دم ہزار قافلۂ جاں ببوئے تو | آیند و بگذرند چو بادِ سحرگہی
شرحِ درازیِ شبِ ہجراں بگویمت | روزِ وصال گر ننہد روے بکوتہی
گاہے بعشق ناصحِ احباب مے شدم | دریافتم کہ بے خبری بود و گمرہی
آسودہ کہ مانع دل میشود ز عشق | از وا خبر ندارد و از عشق آگہی

بر خاک مے نہم چو فغانی رخِ نیاز
ہر جا کہ بر زمیں قدمِ ناز مے نہی

آرد نسیمِ گل دمِ جاں بخش عیسوی | تا بوے جاں ز گلشنِ مقصود بشنوی
آئینۂ جمالِ تو در چشمِ اہلِ دید | دہ ہزار جلوۂ صوری و معنوی
زاہد چو قربِ کعبۂ وصلِ تو در نیافت | بیچارہ شد بزاویۂ ہجر منزوی
ایدل گدائیِ درِ میخانہ کارِ ماست | ما را چکار با طرب و عیشِ خسروی
ہر جا کہ ہست دیدہ نورِ تو روشن است | اے روشنیِ دیدہ چرا دور مے روی
تخمِ امل بباغِ جہاں کشتۂ ولے | جز بارِ دل فغانی ازیں کشتہ ندروی

گل شگفت و ہر کسے دارد ہوائے گلشنے | ما و داغِ آتشیں روئے و کنجِ گلخنے

گشتِ بستاں کن کہ بہرِ دیدنِ روئے تو شد | ہر گلے چشمے و ہر چشمے چراغِ روشنے

ہیچ گل بے زخمِ خار از گلشنِ جنت نہ رفت | زیں چمن یوسف بروں آورد پر خوں دامنے

مست مے آئی و در دلہا تصرف میکنی | زاں رخِ گلرنگ ہمچو آتشے در خرمنے

فتنۂ از نرگسِ شوخِ تو در ہر کشورے | آتشے از شمعِ رخسارِ تو در ہر مسکنے

کے شود خالی دلم چوں غنچہ از سوزت دمے | گر نسازم چاک از دستِ غمت پیراہنے

اے کہ پرسی صبر و آرامِ **فغانی** را کہ برد
جادوئے مردم شکارے آہوئے صید افگنے

مرا در دید جائے آں پری رخسار بایستے | خرامِ او دمے در چشمِ من صد بار بایستے

خلد بے روئے او از ہر گلے در دیدہ ام خارے | اگر خارے ست بارے زاں گلِ رخسار بایستے

بسروِ[1] نورسِ خود باغباں بسیار مے نازد | ترا گاہے گذر از جانبِ گلزار بایستے

دریغ است آتشِ عشقِ تو در دلہائے آسودہ | تمام ایں شعلہ در جانِ منِ افگار بایستے

منِ دلخستہ را گل بر سرِ بالیں چہ کار آمد | بحالم یک نظر زاں نرگسِ بیمار بایستے

زخوئے نازکِ او اشک و آہِ من گرہ تا کے | دلم آتش فشاں و دیدہ گوہر بار بایستے

علاجِ ضعفِ بیماراں چو مے پرسید لعلِ او
فغانی را در آندم قوتِ گفتار بایستے

ہر نفس نالد گرفتارے بعشقِ نو گلے | نیست خالی ہرگز ایں باغ از نوائے بلبلے

بستۂ زنجیرِ لیلےٰ بود مجنوں سالہا | من گرفتارم بدامِ زلفِ مشکیں کاکلے

بسکہ مشتاقم برم حسرت چو شبنم در چمن | محرمِ سروے تدروے ہمدمِ مرغے گلے

نیست از در دے بروں صوتِ حزینِ فاختہ | غالباً دارد گرفتاری بجعدِ سنبلے

---

[1] ن بسرو و سوسن۔

قولِ ناصح نشنود مستِ محبت تا بود
از دمِ مطرب نوائے از صراحی غلغلے

نوبہارے داشت بلبل در چمن گلبانگ عشق
حالیا دارد **فغانی** آں نوا بہرِ گلے

دلا زیں آستاں دردِ دل خود بر دنم اولے
چو یار راز بودنِ من نیست راضی مردنم اولے

چو از آمد شدِ کوئے توام برگِ گلے نشگفت
بکنجِ نامرادی پا بدامن بردنم اولے

بروئے ساقیِ خود مے کشیدم ساغرے اکنوں
چو او یادِ دیگرے ہم کاسہ شد خوں خوردنم اولے

منِ مجنوں کجا و آرزوئے میوۂ باغش
زدن بر سینہ وُ دل سنگ و دست آزردنم اولے

فغانی چوں ندارد خاکِ ایں در از وفا بوئے
بگریہ روی بر دیوارِ خویش آوردنم اولے

نکشم سر از وفایت بجفا و ناز بازی
من و جلوہ ہائے نازت کہ تو خود برائے نازی

سرِ قامتِ تو گردم کہ بلند ہمتاں را
فگند نجاکساری زمقامِ سرفرازی

ز نہالِ ہستیِ ما گل عیش و آرزو شد
چہ باہِ نا امیدی چہ بیادِ بے نیازی

نہ بگفتۂ رقیبی نہ بہ اختیارِ عاشق
چہ حریفِ خود مرادی کہ بہیچکس نسازی

بہ نوازشِ رقیباں مگذار جانبِ ما
چو اسیرِ خویش کردی ہمہ را بدل نوازی

نہ حریفِ نکتہ دانی نہ رفیقِ مہربانی
کہ فرستمت پیامے بزبانِ عشق بازی

اثر تمام خواہد[1] دلِ خستۂ **فغانی**
کہ برآرد از ہوایت نفسے بجانگدازی

اے چشمِ ترا جانب ہر ذرہ نگاہے
وے در دلِ ہر ذرہ ز مژگانِ تو راہے

ہر چند کہ گریاں ترم از ابرِ بہاراں
در کشتِ امیدم نشود سبز گیاہے

اے رشتۂ فیضِ قلمت آیۂ رحمت
برکش قلمے بر کہنہ نامہ سیاہے

---

[1] ن ل دارد۔

کے جاں بسلامت برم از معرضِ خوباں — من یک تن و ایں قوم جفا پیشہ سپاہ ہے
ما عاجز و از ہر طرفے سنگِ ملامت — دریاب کہ غیر از تو ندا ریم پناہ ہے
فریاد کہ از حسرتِ آئینۂ رویت — یکسو زم و نتواں زدن از بیم تو آہے

محروم ز طوفِ حرمت کیست فغانی
آوارہ غلامے ز درِ دولتِ شاہے

میخوردہ اضطراب برائے چہ میکنی — جامے بکش حجاب برائے چہ میکنی
اکنوں کہ من خراب تر از دیگراں شدم — پرہیز از شراب برائے چہ میکنی
دانستہ ام کہ شب ہمہ شب چیست در سر — داں گشت ماہتاب برائے چہ میکنی
جائے دگر نماند کہ سوزد ز دیدنت[ن لگ] — رخسارہ در نقاب برائے چہ میکنی
یارم بگفتِ تلخ چرا امید ہی نمک — در آتشم کباب برائے چہ میکنی
ما بستہ ایم لب ز حدیثِ کنار و بوس — بر ما دگر عتاب برائے چہ میکنی

بارے بگو کہ چیست فغانی مرادِ تو
خود را چنیں خراب برائے چہ میکنی

اے حدیثت شکرِ نابِ چہ شیریں سخنی — کہ بشیرینیِ گفتار شکر مے شکنی
میتوان دید ز لطفِ بدنت جوہرِ جاں — جانِ من باد فدائے تو چہ نازک بدنی
خاک زد پیرہن از رشکِ قبائے تو چو گل — ہر سہی قد کہ علم بود بگل پیرہنی
جانِ من یکنفس از ذکرِ لبت غافل نیست — ہم تو ئی واقفِ ایں حال کہ در جانِ منی
میشوی یارِ رقیبانِ جفا کار مدام — فتنہ در انجمنِ اہلِ وفا مے فگنی
میکشد غصۂ ہجرم چہ دہی مژدۂ وصل — ایں اشارت بکسے دہ کہ بود زیستنی

آہ جانسوزِ فغانی ز دم گرم مکش
دم نگہدار کہ در جانِ خود آتش نہ زنی

ن لگ جائے۔

تو و حسنِ کامرانی من و عشق نامرادی
که بروئے خویش بستم درِ خرّمی و شادی

رہ و رسم نامرادی ز دلِ شکستہ جُو
کہ قدم بہستیِ خود زدہ در ہزار وادی

چہ بود سیاہیِ شب چو بوئی چراغِ منزل
چہ غم از درازیِ رہ چو بوئی دلیل و ہادی

نگذاشت برقِ عشقت اثرے ز ہستیِ ما
چہ حریفِ خانہ سوزی کہ بہ بختِ من فتادی

چوں نہ رفت ہیچ کارے بمرادِ دل **فغانی**
برخت نہادہ مسکیں رُخِ عجز و نامرادی

بکشائے پردہ از گلِ رخسار اندکے
آبے نما بہ تشنۂ دیدار اندکے

رفتی بگشتِ باغ و من از در فغاں کناں
سر بر نکردی از سرِ دیوار اندکے

شبہا کنم ز دردِ تو تا روزہ آہِ سرد
تا کردہ گرم دیدۂ بیدار اندکے

ہر چند دردِ دل بتو بسیار گفتہ ام
نشنیدۂ ہنوز ز بسیار اندکے

با آنکہ دشمنی کنی اظہارِ دوستی
گر با تو حالِ خود کنم اظہار اندکے

بسیار نازکی۔ مکن آزارِ بیدلاں
اے گل ندیدۂ الم خار اندکے

اے مرہم شکستہ دلاں التفاتِ تو
رحم آر بر **فغانیِ** افگار اندکے

با غمت سازم کہ روزے غمگسارِ من شوی
ہمدمِ جان و دلِ امیدوارِ من شوی

ایں ہمہ جور و جفا کز خشم و نازت میکشم
صبر آرم در وفا تا شرمسارِ من شوی

چوں نکردی یاریِ من بخت ہم یاری نکرد
بخت یارِ من شود روزے کہ یارِ من شوی

ہر شب اے گل میکشم از سینہ صد خارِ جفا
بر امیدِ آنکہ فردا نوبہارِ من شوی

صورتے داری کہ از یک جلوہ صد دل مے برد
آہ اگر روزے بایں صورت دوچارِ من شوی

اے بسا شبہا کہ ہمچو شمع بایدِ زندہ داشت
تا چراغِ دیدۂ شب زندہ دارِ من شوی

بس کن ایں زاری **فغانی** تا کے از داغِ فراق
گریہ آموزِ دو چشمِ اشکبارِ من شوی

بس تازہ و تری چمن آرائے گیتی | نخلِ امید و شاخِ تمنائے گیتی
روز آفتاب روزن و بامِ کہ میشوی | شبہا چراغِ خلوتِ تنہائے گیتی
رنگت چو بوئے دلکش و بویت چو خوئے خوش | حوری سرشتِ من گلِ رعنائے گیتی
گل این وفا ندارد و گلزار این صفا | اے لالہ غریب ز صحرائے گیتی
اے گل ز شرمِ دامنِ پاکِ تو در عرق | از جوئبارِ دیدہ بینائے گیتی
حالا ز غنچہ دلِ ما باز کن گلے | در انتظارِ وعدۂ فردائے گیتی
چوں من بہ بندِ عشقِ تو صد ماہ رو اسیر | تو زلف تاب دادہ بسودائے گیتی

بزمے پُر از پری ہست فغانی تو در میاں
دیوانہ گدای و شیدائے گیتی

بتو حالِ خود چہ گویم کہ تو خود شنیدہ باشی | غمِ دل عیاں نسازم کہ بداں رسیدہ باشی
چہ کند کسے کہ عمرے بغزال نیم خوابت | چو نظر فگندہ باشد ز برش رمیدہ باشی
برہت فتادہ بیخود چہ خوش آنکہ بے گمانی | بسرم رسیدہ ناگاہ و میاں کشیدہ باشی
چہ فراق بیند آں دل کہ تو جلوہ گاہ سازی | چہ حجاب گردد او را کہ تو نورِ دیدہ باشی
غمِ نا امیدیِ من مگر آں زماں بدانی | کہ بروں ز باغ آئی و گلے نچیدہ باشی
بخطِ بنفشہ خامش نظرے بیفگن ایدل | کہ دعائے صبحگاہی بر خش دمیدہ باشی
مشو اے رقیب یارش بجفا و یاد آں کن | کہ ہزار پے ز حسرت لبِ خود گزیدہ باشی

بوصالِ سرو قدش برسی مگر زمانے
کہ دریں چمن فغانی چو الف جریدہ باشی

در[1] گریہ سوختیم[2] و تو آہے نمے کنی | در آب و آتشیم[3] نگاہے نمے کنی
بہرِ تو در متاعِ خود آتش زدیم و ہیچ | رحمے بحالِ جامہ سیاہے نمے کنی

ن ۱؎ از - ن ۲؎ سوختم - ن ۳؎ آتشم و -

کشتِ وجودِ ما نشدے سبز کاشکے | ہر کس چو اعتماد گیاہے نمے کنی
من از نظارۂ تو چنیں مے شوم خراب | ورنہ تو در چہ دیدہ کہ راہے نمے کنی
ما را ز پہلوئے تو دلِ خانہ شد خراب | تو شادمانِ اینکہ گناہے نمے کنی
دریکدم التفاتِ تو میسوزدم رقیب | شکر ست کین وفا ہمہ گاہے نمے کنی

کس را چہ کار با تو فغانی ز نیک و بد
شبہا بر آں در از چہ پناہے نمے کنی

تا کے اے غنچہ دہن گوش بہ ہر پند کنی | سخنے گو کہ زبانِ ہمہ را بند کنی
وقت آں شد کہ در آئی ز رہِ مہر و وفا | تا بکے جور نمائی و جفا چند کنی
چشم دارم کہ کشی جام و بمن جرعہ دہی | ساغرِ عیشِ مرا پُر شکر و قند کنی
ہوسِ کشتنِ من کن کہ بود غایتِ لطف[1] | گر بدیں شیوہ مرا خورم خورسند کنی
اے صبا گر بکشائی گرہے از خمِ زلف | رشتۂ جانِ اسیراں بچہ پیوند کنی
بندۂ پیرِ مغاں باش کہ در منزلِ آں | عیشِ جاوید ز الطافِ خداوند کنی

لذتِ عمر ہمین است فغانی کہ مدام
وصفِ جاں بخشیِ آں لعلِ شکر خند کنی

ہر سوئے جلوہ اے گلِ خنداں چہ میکنی | خود را بہر کنار خراماں چہ میکنی
جانِ دگر نماند کہ گیرم عنانِ تو | رفتم ز کار ایں ہمہ جولاں چہ میکنی
بنما بعاشقاں لبِ آلودۂ شراب | آتش بجلوہ در زدہ پنہاں چہ میکنی
خوابت برد ز چہرہ پریشانیِ خمار | دارو لبت نشانۂ دنداں چہ میکنی
سنگی نیازمودہ چہ دانی کہ پیشِ غیر | با جانِ عاشقانِ پریشاں چہ میکنی
بیداریِ کساں ہمہ از بہرِ خوابِ تست | داری دعائے خلق نگہباں چہ میکنی

ن ۱؎ عشق۔

چوں شد فغانی از ہوس آں بدن ہلاک
مستانہ چاک ہا بہ گریباں چہ مے کنی

جان[1] تو دل بردی و جانِ ناتوانم سوختی / ایں حکایت با کہ گو دیگر کہ جانم سوختی
از چراغِ دیدہ ام روغن کشیدی جانِ من / آتشی کردی و مغزِ استخوانم سوختی
صورتِ حالِ دلم روشن تر است از آفتاب / با وجودِ آنکہ در مردم نہانم سوختی
مست بودی گفتمت در دیدۂ من خواب کن / در غضب رفتی و از چندیں گمانم سوختی
از زبانت ہر سخن گویا زبانِ آتش است / یاد دار ایں نکتہ گر آبِ زبانم سوختی
تا رسیدم پیش در پروانہ قتلم رسید / مجلست نادیدہ ہم در آستانم سوختی

نامۂ شوقت فغانی شعلۂ داغِ دلست
قصہ کوتہ کن کہ از آہ و فغانم سوختی

منم و سرِ ارادت چو سگاں بر آستانے / بہ جبیں ز مہر داغے بہ رخ از وفا نشانے
بہزار جانِ شیریں بدلست و غم سر ما / نفسے کہ خوش بر آید بوصالِ نوجوانے
دلِ من دریں نشیمن نشگفت و گشت محزوں / کہ نگفتم از غمِ خود سخنے بہم زبانے
حریفِ خانہ سوزی تو بجلوۂ ملاحت / کہ بسوخت برقِ حسنت دل و دیدۂ جہانے
بکشا کمندِ مشکیں کہ بگوشہائے ابرو / ہمہ را شکار کردی بہ اشارتِ کمانے
نہ کشیدہ سبزہ بر گل بجمال فتنہ بودی / چکنم کنوں کہ از تو شدہ بلائے جانے
سخنے من و تو آخر ہمہ جا فسانہ گردد / کہ فلاں شدہ است مجنوں بمحبتِ فلانے
تو کہ نازِ مے فروشی بہ نیازِ دردمنداں / نظرے بحالِ ما کن کہ نمے کنی زمانے
ز ریاضِ دہر کم جو گلِ آرزو کہ ہرگز / نشگفت ایں گلستاں بمرادِ باغبانے

بہ برائے حریفِ صحبت خبرے بہ پیرِ خلوت
کہ اسیر شد فغانی بکمندِ نوجوانے

ن[1] نامِ دل۔

سرم در راہِ آں سرو خراماں خاک بایستے
بر ہ‍ِل آمد شدے آں قامت چالاک بایستے
درآندم کز ہوائے او گرفتم شاخ گل در بر
دلم چوں غنچہ گر بشگفت بارے چاک بایستے
بیاد آں دہن پیوستہ مے بوسم لب ساغر
فروغے در میم زاں لعل آتشناک بایستے
جہانے بستۂ فتراک خود کردی بیک جولاں
سر آشفتۂ من ہم برآں فتراک بایستے
چو از خوں ریختن باکے ندارد غمزہ شوخش
بجانم ناز کے زاں غمزہ بیباک بایستے
بدر و حسنِ او منعم کنند از عشق بیدرداں
دریغا پند گویانِ مرا ادراک بایستے
ز بارانِ عنایت کشت امید اسیراں را
بر غم بختِ من مشتے خش و خاشاک بایستے

فغانی خانۂ دل بہرِ او چوں ساختی روشن
دلِ پاکِ تو خلوت خانۂ آں پاک بایستے

نشستی در شراب و رودہا در خونم افگندی
بشو دست از وجودِ من کہ در جیحونم افگندی
ز بزم خود چو موج از آب ہمچو شعلہ از آتش
بیک جام لبالب شمع من بیرونم افگندی
ہنوزت سبزہ از گلبرگ و مشک از لالہ پیدا ہست
بزنجیرِ جنوں بے نسخۂ افسونم افگندی
ہماں ساعت بعقل و دانش خود خندہا کردم
کہ نقلِ زعفرانی در مے گلگونم افگندی
گہے در بیستونم کشتۂ سنگ بلا کردی
گہے لیلےٰ شدی در وادیِ مجنونم افگندی
چہ کردم اے قضا آخر کہ از سر منزل عنقا
چو مورے خستہ در ویرانۂ گردونم افگندی

فغانی بس گلو سوز ست معنی ہائے ہر بیت
مگو چیزے کہ آتش در دلِ محزونم افگندی

مرا دیدی و صیدے در کمند خویش دانستی
فدایت جاں کہ قدر دردمندِ خویش دانستی
بہ بزم عشرتم خواندی سپند آتشت گشتم
گزندِ من ہماں دفع گزند خویش دانستی
کنوں در مقدمت میرم کہ جان ناتوانم را
ہوادارِ سہی سروے بلند خویش دانستی
چراغ بزم خواندی دیدۂ نظارہ سوزم را
دلِ مجلس فروزم را سپند خویش دانستی

چه شکر بخت خود گویم که هجران نامهٔ دردم — پسند خاطر مشکل پسند خویش دانستی

نه رفتی همره جانان بماندی شهر بند غم

فغانی ایں هم از طبع تونند خویش دانستی

شبانگه ترکتازی بر سرم مستانه آوردی — بقصد من شبے خوں بر در میخانه آوردی

یتیمان وصالم تا قیامت بند فرمودی — چه زنجیر گراں بهر من دیوانه آوردی

من از تو سوختم خورشید من شهرے تمام از من — سحر چوں سر بروں از روزن کاشانه آوردی

لب از گفتار بستم تا برم جاں از عتاب تو — برائے خواب نازم بر سر افسانه آوردی

کنونت ناظر بزمم که نقل و باده ام دادی — کنونت مرغ گلزارم که آب و دانه آوردی

فغانی کشتنت معلوم شد زاں شمع چهریاں

چو در بزمش ز دیوان غزل پروانه آوردی

آں نیستم که تلخ کنم عشرت کسے — وز بهر عیش تلخ دهم رحمت کسے

در ساختیم بزم جدائی و عیش تلخ — رشک کسم نمے کشد و غیرت کسے

منت کشم ز جان بلا سوز خویش به — گر آرزوئے جام کشم منت کسے

چندانکه خواستم بدعا دولت کساں — آسودگی نیافتم از دولت کسے

با آنکه دل ز نعمت دیدار سیر نیست — سیرے مبادش از نگر نعمت کسے

کشت امید خشک شد و نخل آرزو — سر سبز یم نشد ز نم رحمت کسے

دوزخ نواله ساخت فغانی و بست لب

ناخوانده سر نزد بدر جنت کسے

گر آں بودے که بختم نیک خواه خویشتن بودے — سرم در پائے ترک کج کلاه خویشتن بودے

نگشتے هرزه بر گرد چراغ دیگراں هرگز — صفائے خاطرم از برق آه خویشتن بودے

ز خوباں ایں دل دیوانه در دام بلا افتاد — اگر نه تا قیامت در پناه خویشتن بودے

بوصل دیگرانم دل مده ناصح که از خوباں
مرا اگر طالعے بودے زماہِ خویشتن بودے

نگشتے پائمالِ توسنش آئینہ دلہا
اگر یک رہ نظر بر خاکِ راہِ خویشتن بودے

شہید پستہ و بادامِ آں ترک شکر خندم
کہ نقل مجلس و نقل سپاہِ خویشتن بودے

بجرم عشق اگر بر دار کردی مستمندے را
ہنوزش صد نظر بر بیگناہِ خویشتن بودے

کجا بر طاق ابرویش توانستے نظر کردن
اگر خونخوارہ چشم سیاہِ خویشتن بودے

ازیں چابک سواراں گر **فغانی** داشتے بختے
سرش ہم در رکاب بادشاہِ خویشتن بودے

اے غنچۂ تو در سخن از سرِ معنوی
نخلت کرشمہ باز ز انفاسِ عیسوی

شیریں خرام من گذرے کن بگلستاں
تا گل بقدمت فگند تاج خسروی

گلہائے نو شگفتہ بوصفِ تو در چمن
ہر یک سفینہ ایست ز دُر ہائے معنوی

نقش جمالت از قلم صنع آیتست
کیں شیوہ نیست در رقم کلک مانوی

وصلت اگر بترکِ علایق میسر است
قطع نظر ز حاصل اسباب دنیوی

چشمے و صد کرشمۂ شیریں ہزار ناز
اے فتنۂ زمانہ چہ مستانہ مے روی

نو شد بلائے عشق **فغانی** ز نو گلے
پیرانہ سر نہاد غمش روئے در نوی

اے شمع جمالت اثرِ نورِ الٰہی
رخسارِ دلفروزِ تو آئینۂ شاہی

ہر چشم رواں بہر غزالانِ چشیمہ
زاں چشم سیہ وام کنند سرمہ سیاہی

اے فتنہ و آشوب و بلا شیوہ چشمت
غیر از تو ندانست کس ایں شیوہ کماہی

روزے کہ گل روئے ترا دائرہ بستند
دادند بہ حسنت مہ و خورشید گواہی

ہر گل کہ مہ از چشمۂ مہر تو خورد آب
در باغ جہاں نام بر آرد بہ گناہی

غافل مشو از زاریِ ما اے گلِ رعنا
ایں اشکِ جگر خوں نگر و چہرۂ کاہی

ہر صبحدم از گریہ جاں سوز **فغانیؔ**
بر ماہ زند خون جگر موج زماہی

اے بردہ دل از دلبراں حسنت ز روئے دلبری
ہر گوشہ سرگردانِ تو صد آفتابِ خاوری

چوں از قبائے نیلگوں نخل قدت آید بروں
یوسف کشد در خاک و خوں پیراہنِ نیلوفری

گیرم کہ صد افسوں کنم سوز سخن افزوں کنم
وصف جمالت چوں کنم کز برگ گل نازکتری

رخسارہ گلگوں ساختی مستانہ بیروں تاختی
صد ملک دل پرداختی فریاد ازیں جادوگری

ہر جا کہ باشی در گذر وز سوز دلہا بے خبر
آہے بر آرم از جگر تا غافل از ما نگذری

مہ پاسبانِ کوئے تو مہر از شرفِ ہندوئے تو
جانہا سپندِ روئے تو یارب چہ نیکو اختری

رنگت قضا آمیختہ حسن و ملاحت ریختہ
ناز و بلا انگیختہ در صورتِ حور و پری

اے رفتہ با صبر و سکوں ناگہ بگوئی درد دروں
عشقت گدا آرد بروں گر بادشاہِ کشوری

خوکن **فغانیؔ** در قفس بشکن پر و بالِ ہوس
تا کے چو بلبل ہر نفس نالاں بباغِ دیگری

گر بگویم بتو اے مہ کہ چہ زیبندہ نازی　　رخ برافروزی و در عشوہ نازم نگدازی

گر بدانی کہ چہ خوبست خطت بر ورق گل | یک نفس آئینہ از پیش نظر دور نسازی
کشتہ و مردۂ آنم کہ بشوخی رعنائی | نرگس از سرمہ سیہ سازی و سنبل بطرازی
آفتابی و منت ذرۂ خورشید پرستم | آہ گر بر سرم آئی ز در بندہ نوازی
تا کے از آئینۂ کج نظراں زنگ زدودند | ما در آب عرق از اشک تو با خندہ بازی
روز کوتاہ حیاتم سیہ از ہجر و ز امید | چشم دارم کہ شب وصل نہد رو بدرازی

کشتہ افتادہ **فغانی** زکمیں کردن تو
صید در خونِ جگر غرق تو مشغول ببازی

بنشیں و از میان کمر فتنہ زا کشائے | تا جاں تشنہ داد ہم آبے قبا کشائے
در انتظار یک نگہ ام جاں بلب رسید | چشمے بروزگارِ منِ مبتلا کشائے
از حد گذشت روشنیِ مجلس رقیب | یک رہ در خزانہ ایں بے نوا کشائے
داری ہوائے صحبت بیگانہ ہمچناں | چوں گویمت کہ در رخ آشنا کشائے
نکشودہ ہرگزم گرہے دل بخندۂ | آہ ار بماند ایں گرہ بستہ نا کشائے
اے ترک مست بوئے خوشت عالمے گرفت | بند قبا کہ گفت کہ پیشِ صبا کشائے

راہ نظر بہ بند **فغانی** ازاں غزل
یا چشم تیرہ در رہ تیر بلا کشائے

از و قاصد بخشم آمد بمن یارست پنداری | زہر گم میدہد پیغام غمخوارست پنداری
کشم از دوستاں جورے کہ داغ دشمنم سہلست | بلائے من ہمیں بیداد اغیارست پنداری
نگاہے میکنم از دور خورسندم بجاں دادن | مراد از عاشقی ایں مردنِ زارست پنداری
چہ باک از سوختن آنجا کہ باشد آتشیں روئے | ہلاکِ خویش بر پروانہ دشوارست پنداری
چناں از جلوۂ شاخ گلے افتادہ در خونم | کہ در پایم ہزاراں نشتر خارست پنداری
شود خونِ ہزاراں آب تا برگ گلے روید | چہ دلبندم بایں خونابہ گلزارست پنداری

رود در عاشقی ہر دم سرے افتادہ بر دیگر　　شود بسیار ازینہا فتنہ بیکار ست پنداری

چہ درد از آہِ مظلوماں **فغانی** مستِ غفلت را
خبر از خود ندارد خواجہ ہشیار ست پنداری

چند بسینہ از ہوس داغ جنوں نہد کسے　　سر بکسے نمے نہی دل بتو چوں نہد کسے

خال زدم کہ از لبت کشتہ بیک سخن شوم　　ہم ز لب تو ایں سخن بہر شگوں نہد کسے

عاقبت از برائے تو ہمچو سپند سوختم　　چند بنائے عشق را سحر و فسوں نہد کسے

شحنہ مست نیم شب گر کشدم سزا بود　　کز چہ برم ایں چنیں پائے بروں نہد کسے

بہر مرادِ یکدمہ ایں ہمہ غم چرا کشم　　سر بہزار آفت از ہمت دوں نہد کسے

کُشت ز شرم کے تواں گفت بروئے آں پسر　　وائے کہ بر فرشتہ چوں تہمت خوں نہد کسے

رفت **فغانی** و ہماں سنگ رقیبش از پے است
شاید اگر ازیں ستم سر بجنوں نہد کسے

سرم اے بخت در جولانگہ صید افگنے دادی　　دگر ہر تار موئے من بدست دشمنے دادی

چہ شکرت گویم اے بخت سیہ کز بہر آرامم　　دریں آوارگی بارے نشان گلخنے دادی

نخور خونِ دل و بیہودہ رنج خود مکن ضائع　　چہ گل چیدی کہ عمرے آب و رنگ گلشنے دادی

مبادا دامنت آلودہ از خونابہ چشم　　کجا ایں روشنائی با چو من تردامنے دادی

فغاں برداشتی چوں حالِ من دیدی تو اے دشمن
چگویم ہم تو از دردم نوید مردنی دادی

چناں شد گریہ من در فراق لالہ رخسارے　　کہ چندیں چشمہ خوں سر زد از ہر طرف گلزارے

مرا بس گرم مے پرسی کہ چونی در تماشایم　　تو حالِ دیگراں را پرس من در آتشم بارے

بقند و گل نوازی دیگراں را چوں دہی ساغر　　چہ باشد ہم تواں کندازدل آزردہ خارے

نذوق انگبیں دل در ملامت دادہ ام ورنہ　　زہر خار گلستانت چرا امیدیم آزارے

ملولم زین گدائی شوخ من تلخے چرا گفتہ　گرم چیزے نمے بخشی خموشم کن بگفتارے
مرا زاں شمع روشن میتواں دریک نفس کشتن　چراغ مردۂ را زندہ کن گرمیکنی کارے
نہ چون بلبل فغانی رخ بتاب از پائے سرو گل
بیا گر ہمتے داری قدم نہ بر سر دارے

یاد داری کہ دلم را بجفا خوں کردی　مست بودی چہ بجانِ من مجنوں کردی
بر سرم شب ہمہ شب جنگ رقیبانِ تو بود　در میاں آمدی و عربدہ افزوں کردی
عاشق امروز بخونِ دلِ خود دست زند　کہ ہوائے مے لعل و لب میگوں کردی
کیست کو مردنِ ما ہیچکساں منع کند　ناز بر قاعدۂ شیوۂ موزوں کردی
شد جہاں بر سر آں غمزہ و غوغاست ہنوز　ایں ہمہ فتنہ بیک چشم زدن چوں کردی
در زباں داشت فغانی ز تو صد گونہ سخن
دید آں شکل و زباں بست چہ افسوں کردی

نہ خوئے نازکت از غیر دیگر گوں شود روزے　نہ ایں رشک از دلِ پر خونِ من بیروں شود روزے
باندک گرمیٔ اغیار دشمن گشتۂ با من　معاذ اللہ اگر ایں دوستی افزوں شود روزے
بہ بزمت داشتم جامے بصد شادی چہ دانستم　کہ از چشم بدم ایں بادہ در دل خوں شود روزے
چو از آمد شد کوئے توام بر گک گلے نشگفت　بکنج نامرادی با دل پر خوں شود روزے
بچشم کم مبیں اے عیب جو اشکِ نیاز من　کہ اندک اندک ایں آب رواں جیحوں شود روزے
ز بیم بار نفریںِ رقیبم بر زباں آمد
فغانی ایں دعا شاید کہ بر گردوں شود روزے

چہ شد گر صحبت یاراں چنیں رنجیدہ مے آئی　زگلزارے کہ مے رفتی گلے ناچیدہ مے آئی
گلت از غیرتِ آہِ گدا ایں تشنہ میجو شد　کہ در آب عرق زینگونہ تر گردیدہ مے آئی
کسے باید کہ بیند یک نظر شکل پر آشوبت　چنیں شاہا نہ چوں تاج و کمر بخشیدہ مے آئی

چہ افسونت چنیں دیوانہ وش دارد نمے دانم | کہ ہر جا مے روی یکدم نہ آرامیدہ مے آئی
براہت ہر قدم چشم و دلے در خاک خوں ماندہ | تو بیباکانہ دامن از ہمہ ناچیدہ مے آئی
نمیگویم کہ رحمے بر فغان گریۂ من کن | تو کز ناز و جفا بر دیگراں خندیدہ مے آئی

جگر سوز دکجا گفت **فغانی** بشنوی چوں تو
نوائے بلبل و آوازۂ نشنیدہ مے آئی

ترا آتش نہادی مردمی آموز بایستے | فراواں اہل سازت مست یکدلسوز بایستے
نشد فیروز مندم یک نصیحت بر دلِ سنگیں | بایں دعوے سپاہ عقل را فیروز بایستے
زما ہے داشتم گاہے سلامے فرقتش دیدم | چہ میکردم اگر ایں دولتم ہر روز بایستے
بر آمد شعلہ ہائے آتش شوق از دلِ خاکم | ازاں دست و کمانم ناوک دلدوز بایستے
دریغا آتشِ پنہانِ من بر تو نشد روشن | چراغ تیرہ سوزِ من جہاں افروز بایستے
بروزے گشتم از ہجراں کہ دشمن رحم مے آرد | وفائے وعدۂ فردائے من امروز بایستے

فغانی پیری و دیوانگی در عشق رسوائیست
خزانِ عمر را بارہ دگر نوروز بایستے

شراب خوردہ زیادت غم جمال نداری | ز مستیِ تو چگویم کہ اعتدال نداری
چگونہ دردِ دلِ ما گذر کند بخیالت | کہ غیر ساغر و معشوق در خیال نداری
کدام روز کہ برِ رغم خانہ سوختہ چند | بگوشہ طربے با مہے وصال نداری
ازیں ترقیِ ہر روزہ در جمال عیاں شد | کہ ہیچو حسنِ جہانگیر خود زوال نداری
دمے گذاشتہ شاہین بقصد خونِ تدرداں | گہے بجز ہوس کشتن اے غزال نداری
گلے وصال نخواہم کہ بر دلِ تو گرانست | تو نازکی و سرو برگِ ایں سوال نداری

تمام دردی و در دست در پیالۂ عشقت
برائے سوختہ قطرۂ زلال نداری

تو رفتی من مقیم کعبۂ دل تا تو باز آئی
دو چشم خونچکاں بر راہِ محمل تا تو باز آئی

دُعا ہائے نیاز آلودہ یارب ہائے درد انگیز
فرستم از پئے منزل بہ منزل تا تو باز آئی

برائے آنکہ برچیند غبارے از رہِ گلگوں
نہم بر خاکِ رہ آئینۂ دل تا تو باز آئی

اگر نادیدنت مقدار دیدن آرزو دارد
بود بر دردمنداں کار مشکل تا تو باز آئی

چو تو از دیدہ ام رفتی دلے ہست از خیالِ تو
پر از نقش و نگار ایں خانۂ گل تا تو باز آئی

تو رفتی و منِ دیوانہ تنہا شہر بندِ دل
بخواہم پارہ کردن صد سلاسل تا تو باز آئی

براہ انتظارت بس کہ بر خارا زنم خود را
شوم بدتر ز مرغ نیم بسمل تا تو باز آئی

زہے از محفل دل خیمۂ عشرت بروں بردہ
فغانی پاس دار شمع محفل تا تو باز آئی

اے بکرشمہ ہر زماں گلبنِ باغ دیگرے
من شدہ کوہ درد و تو لالۂ باغ دیگرے

سوزِ تو در دلِ حزیں چوں نگرم بہ نیکواں
بر دلِ خویش کے نہم بہید داغ دیگرے

یار بدیگراں رواں من شدہ در پئش دواں
چند تواں شد اینچنیں رہ بچراغ دیگرے

من بخیالِ آں پری گم شدہ ام بجوئیشتن
وائے کہ او بر غمِ من کردہ سراغ دیگرے

ہمچو فغانیم بود کاسہ دیدہ پر زخوں
تا شدہ عکس ساقیم نقشِ ایاغِ دیگرے

اے رقیب آندم کہ بر کف تیغ بیدادش دہی — از من سرگشتہ بہر امتحاں یادش دہی
شکل شیریں را بگو از راستی آہ اے قضا — گر بدیں صورت خرامے سوئے فرہادش دہی
چوں قدش در جلوہ کے باشد اگر آبِ حیات — صورتے سازی زیب سروِ آزادش دہی
اشک من از مقدم او دور ماند اے باغباں — سر بپائے ارغواں و سرو و شمشادش دہی
جمع کردم غنچہ دل را و مے ترسم کہ باز — دامن افشاں بگذری اے سر بربادش دہی
بر سرِ کوئے ملامت خانہ مے سازد دلم — وائے گر سنگ جفائے بہر بنیادش دہی
داد مے خواہد دلِ آزردہ ام سلطانِ حسن — وہ چہ باشد گر بسر لطف و کرم دادش دہی
گر در آئی در خیال زاہد خلوت نشیں — رخنہ در دینش کنی تشویش اورادش دہی

مرشدِ عشق اے فغانی چوں شدی کاش از کرم
دستگیرِ او شوی یک نکتہ ارشادش دہی

ہر گہ فسانۂ منِ مجنوں ہوس کنی — نشنیدہ از ہزار یکے ارچہ بس کنی
زینساں کہ گوش از صفت حسن بر تر است — مشکل بود کہ گوش بگفتارِ کس کنی
صیدم مکن اے سوار بیا دانیا بیم — از من گذشت چوں کہ نظر باز پس کنی
اے مرغ بوستاں چہ کشائی بعیش بال — باید کہ یاد تنگدلانِ قفس کنی

گردی بکوئے دوست فغانی غزل سرائے
خود را اگر بمرغ سحر ہمنفس کنی

تا چند ملامت کشم از پہلوئے مستی — برخیزم و در ہم شکنم ساغر ہستی
من در سر و دو قصد بر افلاک شب و روز — تن غافل و ایام زند تیغ دو دستی

ن لے خواہم ازاین خستہ۔

کافر شدم ز سجدۂ رخسارۂ ساقی — خورشید پرستی بہ از این بادہ پرستی
باریست تمنائے تو بر دوشِ تو اے دل — از دوش خود این بار بنہ تا ز کہ رستی
ما شعلہ در آمیختن از حرص و تمنا — بے ہمتی و خویشتن آزردن و پستی

در بیخبری شد سخنت خرج فغانی
خاموش کہ قدر کنے خویش شکستی

پر فتنہ آسیتنے و پر شیوہ دامنے — از کشت سوئے خانہ رواں گشت گلشنے
بیروں سفید و اندروں ارد قبائے آل — از یاسمین و رختی و از لالہ خرمنے
دامن کشاں و دست فشاں شد کہ مے گذشت — یک گل نماند در چمنے بالکہ سوسنے
او بر زمیں پیادہ و سرہا بر آسماں — فریاد ازاں کہ پائے در آرد بتو سنے
بسیار نازکی ز دلِ گرم ما بترس — شاخ گلے چرا کشد آسیبِ گلخنے
معشوق و عاشق آئینہ جلوۂ ہمند — نامیست باندہ بر صنمے و برہمنے

رعنائیے تو دید فغانی و زندہ ماند
ہرگز باین صفت نبود سخت جاں تنے

شب چو شاخ ارغواں یکتا قبا مے آمدی — این چنیں رنگیں و بد حال از کجا مے آمدی
ہر طرف افتاں و خیزاں بودی و من منتظر — جان من مے سوختی اے شمع تا مے آمدی
خود کہ بود آں صید وحشی کانچناں بیگانہ وار — مے شد از پیشِ تو بیخود از قفا مے آمدی
خلق را دست دعا گوئی تو بودی کز چنیں — ابرواں بر چیں بمحراب دعا مے آمدی
داشتی میل مے و معشوق عاشق ناتواں — درد ما را بود تو بہر دوا مے آمدی
خواب در چشمم نیامد از خیالت تا بروز — این چنیں ہا بر سر عہد و وفا مے آمدی

آہ ازاں شبہا فغانی کز برائے گلرخے
ہمچو آتش بر سرِ راہِ صبا مے آمدی

تا کے نشانِ خویش بظلمت فرو بری — یک رنگ عشق باش کہ نامے بر آوری

آئینہ ات گداز چہ حاجت بجامِ جم — اکنوں کہ دست داد صفائے قلندری

آبِ حیات نیز نماند عزیزِ من — مے نوش محو ساز خیالِ سکندری

آب و ہوائے میکدہ خوں لعل مے کند — آنجا ببادہ دہ ورق کیمیاگری

بس مُرغ دل کباب شود تا تو یک زماں — در سایۂ گلے بنشینی و مے خوری

باید متاع خوب ببازارِ گرم از انکہ — دایم بہیک ہوس نبود طبع مشتری

جائے کہ بہر طور مسلّم نداشتند — ناداں چگونہ پیش برد سحرِ سامری

افروختی چراغ فغانی بیک نظر

اے دل ہمیں بود صفتِ ذرہ پروری

اضافہ غزلیات

ردیف د

عشق آمد و ہوائے صف طاعتم نماند
پرہیز اے فرشتہ کہ آں عصمتم نماند

خود را بعشق لالہ رخے سوختم تمام
اندوہ دوزخ و ہوس جنتم نماند

مے دہ کہ گر فرشتہ شوم ہمچناں بدم
بدنام چوں شوم بر کس حرمتم نماند

دنبال آرزوئے دل خود نمیروم
نومیدیم بسوخت بسے رغبتم نماند

دادی بسے نمک بشکرے نیز لطف کن
کز خوان نعمت تو جز ایں قسمتم نماند

درد اکہ از دعا تو بدستم نیامدی
در جانب کسے نظر ہمتم نماند

اکنوں کہ چوں فغانیم افگندی از نظر
در ہم کہ داشتم ہنرے قیمتم نماند

گلرخاں بر سر خاکم چمنے ساختہ اند
چمنے بر سر خونیں کفنے ساختہ اند

عشق ضائع نکند رنج عزیزان بشنو
کہ چہا در صفت کوہکنے ساختہ اند

در حقیقت نسب عاشق و معشوق یکیست
ایں فضولاں صنم و برہمنے ساختہ اند

یک چراغست دریں خانہ و از پرتو آں
ہر کجا مینگرم انجمنے ساختہ اند

حال عشاق چہ باشد کہ ازاں تنگ شکر
کندہ دنداں طمع تا سخنے ساختہ اند

زلف شبرنگ تو دامیست بقصد دل ما
کہ صدش تعبیہ در ہر شکنے ساختہ اند

تاکشد بار غم عشق فغانی بمراد
دلش از سنگ و ز آہن بدنے ساختہ اند

محتسب گر بدرِ میکده مانع نشود | رندِ میخواره بصد عربده قانع نشود
یار چوں در رہِ میخانہ قدم پیش نہد | کیست کاں راہ و روش بیند و تابع نشود
اصل ایں ذرّہ سرگشتہ ہم از خورشید ست | ہم بداں اصل محالست کہ راجع نشود
راہِ باریک فنا تیز تر از شمشیر ست | قطع ایں مرحلہ بے حجت قاطع نشود
عاشق از روئے نکو در نظرے فہم کند | آنچہ معلوم بصد شرح مطالع نشود
سعی در کار تو دارند ولا دشمن و دوست | نگراں باش کہ رنج ہمہ ضائع نشود

لب فرو بند فغانی و درِ دل بکشائے
کہ بتیزی زباں دفع موانع نشود

زمے بر آمدہ آں رنگ آل تا چکند | حضور عیش و غرور جمال تا چکند
گرہ فگندہ در ابرو و کج نہادہ کلاہ | ہزار عربدہ دارد خیال تا چکند
لبش بخندۂ جاں بخش صد قیامت کرد | ملاحتِ خط و انگیز خال تا چکند
کند نگاہ و من از پے روم رمیدہ ز خود | مدام میکشدم آں غزال تا چکند
نہ چشم زخم زماں ایمن است صحبت ما | ولے نتیجہ روز وصال تا چکند
بہر بہانہ بر آشفت و مست بیروں شد | غم فغانی آشفتہ حال تا چکند

شراب خوردہ شبیخوں بعاشقاں آورد | چہ آفتست کہ احباب را بجاں آورد
شدم بعربدہ اش زار آہ ازاں بدمست | کہ یک دو بوسہ کرم کرد و بر زباں آورد
چو گیرم آں کمر بستہ را بدعوئے خوں | کہ فتنہ کاکل آشفتہ درمیاں آورد
ز بند بند دلم ایں زماں بر آمد دود | کہ عشق خانگیم پے در استخواں آورد
نوید رحمت جاوید ازاں بہشتی داد | فرشتۂ کہ بمن نامہ اماں آورد

ماه من از خانه مست شب بهوائے که شد   ساقی بزم که گشت شمع سرائے که شد

دولت دیدار او باز کرا رخ نمود   آئینه حسن او روئے نمائے که شد

غمزه پنهانیش آفت جان که بود   خنده زیر لبش باز بلائے که شد

عشوه و نازش کرا داد بشوخی فریب   مکر و فسونش دگر مهر و وفائے که شد

گر نه ببتان خود چاک گریبان نمود   جامه صد ناتوان چاک برائے که شد

بر دل سخت که داشت آه فغانی اثر
هر نفس گرم او داغ جفائے که شد

رخ ترا نتوان جز بدیدهٔ جان دید   خراب جلوه آن صورتم که نتوان دید

دلم بجلوهٔ سرو سهی نرفت ز جائے   کزین متاع درین بوستان فراوان دید

دگر بخواب نبیند جمال جمعیت   کسے که چشم خوش و طره پریشان دید

بیک تبسم صبح وصال آخر شد   ملامتے که دل از روزگار هجران دید

نهاد سر بسر کوه بے ستون فرهاد   چرا که شیوهٔ دشوار عشق آسان دید

ز آب دیده جدا از حریم خاک درت
بچشم خویش فغانی هزار طوفان دید

مقیدان تو از یاد غیر خاموشند   بخاطرے که توئی دیگران فراموشند

برون خرام که بسیار شیخ و دانشمند   خراب آن شکن و طرهٔ بناگوشند

چه عیش بهتر ازین در جهان که بر دو نفس   دو کس بدوستی هم پیاله نوشند

زهے حریف شرابان که بامداد خمار   بصد حرارت و مستی باده دوشند

مراست کار چنین خام ورنه در همه جا   شراب پخته و یاران بعیش در جوشند

بروے برگ بهاران چو سایه در مهتاب   فتاده همنفسان دستها در آغوشند

هزار جامه جان صرف این بلند قدان   که در نهایت حسنند هر چه مے پوشند

چمن خوشبست فغانی بیاکہ از مے وگل
جوان و پیر دریں ہفتہ مست و مدہوشند

چکنددل کہ بدورانِ غمت خوں نخورد
میدہد خون جگر سوختہ اش چوں نخورد
مینخورد خون دلم غنچہ لعل تو چناں
کہ بداں میل کسے بادہ گلگوں نخورد
تشنہ بادہ لعلت زکف خضر و مسیح
دم آبے بصد افسانہ و افسوں نخورد
مے بردمستی مے عشوہ چشمت زسرم
ورنہ در دورِ توکس مے زمن افزوں نخورد
آتشے میزند از منزل لیلے بشتاب
چارہ نیست کہ برخرمن مجنوں نخورد
ساقیا خون دل خود نخورم زانکہ لبت
خواہد ایں جرعہ گہے خورد گراکنوں نخورد
میجہد شعلہ آہے زدلت برق صفت
دم نگہدار فغانی کہ بگردوں نخورد

درتن سوختہ چندانکہ نفس میگنجد
جاں بیادتو دریں تنگ قفس میگنجد
دردل تنگ من اے شمع سراپردہ جاں
جز خیال تو مپندار کہ کس مے گنجد
گلشن عیش مرا تنگ چناں ساخت قضا
کہ درآنجا نہ ہوا و نہ ہوس مے گنجد
نکنم در چمن کوئے تو یاد گل و سرد
کہ دراں باغ نہ خاشاک و نہ خس میگنجد
کاکل آہ من از غنچہ سیراب شگفت
اے دل خستہ فسوں خواں کہ نفس میگنجد
بروا اے زاہد افسردہ کہ در صحبت شمع
عز پروانہ کجا ذکر مگس مے گنجد

چوں فغانی نیم از یاد تو خالی نفسے
تازباں در دہنم ہمچو جرس میگنجد

ردیف ۔ ر

عیدست و ہر سو بود گرشوخ دلارائے دگر
دارم من خونیں جگر ہر دم تماشائے دگر

چون عقدِ زلفے بنگرم پیچد دل غم پرورم — ترسم کہ افتد بر سرم بیہودہ سودائے دگر

دارم دل صد پارۂ از غمزۂ خونخوار او — گردم پے نظارہ ہر دم بہ ادائے دگر

چون غنچہ از چاکِ درون جیب و کنارم پر زخون — او در قبائے نیلگون وا من کشان جائے دگر

نبود بصد دام ہوس با آن غزالم دسترس — بیخود ز بویش ہر نفس افتم بصحرائے دگر

تا چند اے پیمان شکن قصدِ من خونیں کفن — امروز رحم اے جان من چون ہست فردائے دگر

چشمت چو قصد خون کند ناز و جفا افزون کند
مسکیں فغانی چون کند یارب تمنائے دگر

ردیف ز

خیز اے ندیم و مجمرہ عود بر فروز — ساغر بیار و چہرۂ مقصود بر فروز

امشب کہ آفتاب حریفست و مہ انیس — شمع طلب بطالع مسعود بر فروز

مے دہ بجام لعل کہ مہمان بود عزیز — محفل بتحفہائے زراندود بر فروز

اے دوست در مقام رضا نہ چراغ دل — گو خصم تیرہ آتش نمرود بر فروز

دل سوخت ساقیا ہمہ تا کے شراب تلخ — داغم بہ پستہ نمک آلود بر فروز

دود چراغ دل دہدت نور معرفت — آئینہ جمال ازیں دود بر فروز

صحبت غنیمت است فغانی سپند شو
دست و دولت بہر چہ رسد زود بر فروز

ردیف ش

بر غم من بحریفان مے شبانہ مکش — مسوز جان من و آہ عاشقانہ مکش

گذار تا بر دم گرد بازوے اسبت — ہوائے رہ مکن اے ترک تازیانہ مکش

زکاکلِ تو دلِ تیرہ بخت مے جویم — مرو بتاب سر از من بہر بہانہ مکش
سیاہی مژہ ات موجب ہلاک منست — بناز سرمہ دراں چشم آہوانہ مکش
فروغ بزم فغانی بود زشعلہ دل
بگو چراغ دریں تنگناز بانہ مکش

ردیف م

بحالے بس عجب شب زاں سوار سرخوش افتادم — شدادِ با صد چراغ از پیش و من در آتش افتادم
بحال مرگ بودم چو صبحدم خواستم از جا — براہش بسکہ شب در زیر پائے ابرش افتادم
بہر نوعے کہ دانی شیوۂ دست و کماں بنما — کہ من خود بسمل از دست و کمان ترکش افتادم
خرابم داشت دوش آں سادہ لب از خندۂ شیریں — ہمہ شب سرگراں از آں شراب بیغش افتادم
فغانی شب کہ میرفت از برم آں غمزہ زن پنہاں
نمیدانم چہ گفت آخر کز نیساں ناخوش افتادم
ہر دم آرائش آں عارض چوں گل کشدم — گہ در گوش و گہے رشتۂ کاکل کشدم
از تجمل نکند بر من درویش نگاہ — آہ ازاں روز کزیں ناز و تجمل کشدم
نتواں دید کہ زلفش گرہے باز کند — ور بہ بندم نظر از دور تحمل کشدم
من خود از کشتنیانم بہمہ حال ولے — نہ چناں نیز کہ بے فکر و تامل کشدم
آہ ازاں شوخ کہ با مردم بیگانہ مدام — میکند ہمنفسی تا بتغافل کشدم
نالہ از درد فغانی و مرا دیدہ پر آب
چوں نگریم کہ وفا نامہ بلبل کشدم
چنیں تا کے بچشم حسرت آں گل پیرہن بینم — در آتش گردم داز دور سوئے آں بدن بینم
گلش نشگفتہ میلرزید جانم چوں بود اکنوں — کہ مست و پیرہن چاکش بگلگشت چمن بینم

چه بر جانم رود تا بگذرد یکتائے پیراہن | بهر تارے که چاک دامن آں سیمتن بینم
چو وقت آید که بینم یک نظر آں شکل آشفته | برد آئینه پیش رو و نگذارد که من بینم

فغانی چوں نیفتد آتشم در جان بیطاقت
که آں بدمست را چوں فتنه در هر انجمن بینم

مدام از آتشے آشفته حالم | فغاں کز اختر خود درد بالم
سخن نشنیدم و عاشق شدم وائے | که خواهد داد دوراں گوشمالم
چناں از همدمانم دل گرفته است | که از خود نیز می گیرد ملالم
سبو بردار و صحبت برطرف کن | کنوں کز باده خالی شد سفالم
چه آفت بود در آب و گل من | که افتاد ایں چنیں بے برنهالم
وصالش خواستم پیدا شد از دور | بحاجت میرسم خوبست فالم

چناں پرگشتم از عشقش فغانی
که غیر از او نگردد در خیالم

امیدم ایں نبود کز یں در خجل روم | با داغ دل در آیم و با درد دل روم
عشقم بیک غبار بر آورد پیش دوست | دیگر در آتش که من منفعل روم
بگذار تا بخاک درش میرم اے رفیق | من از کجا و باغ کجا زیر گل روم
مستم چنانکه در دهن تیغ آبدار | با جان پر ارادت خون بحل روم

عاشق منم فغانی اگر بهر روے خوب
تبریز دیده جانب چین و چگل روم

ربایدکاش از برآں سه ناحهرباں هوشم | که رشک همدماں شود یکدم فراموشم
ز رشک غیر سوزم تا کشم یک جرعه با آں گل | چه مے خون جگر صد بار به زیں مے که مینوشم
رقیب خام دل کے تاب صحبت آورد امشب | چناں کز گرم خونیهائے آں میخواره در جوشم

بکوشش گشت قدر ہر کسے در پیش یار افزوں
من مسکیں زبوں تر میشوم ہر چند میکوشم

بسعی بخت و رنج من چہ کام دل شود حاصل
کہ بخت خفتہ در خواب است و من حیران و مدہوشم

چو بکشاید قبا تا دیدہ را یکدم دہم آبے
ہم از اول نظر بیہوش سازد ذوق آغوشم

زہے صحبت فغانی خواب گویم یا خیال است ایں
کہ ہر سو مست نازے می نہد سر بر سر دوشم

آہ کز خوئے تو شبہا بادہ خوں دانستہ ام
خوردہ ام خون و شراب لالہ گوں دانستہ ام

سوزدم ہر کس بطعنے ایں سزائے آنکہ من
دیدہ ام شور اسیراں و جنون دانستہ ام

خواہدم امروز از ہر روز نیکوتر گذشت
زانکہ من نظارہ رویت شگوں دانستہ ام

خاطرت ہر دم بجائے میکشد بے اختیار
در سرت اے گل ہوائے ہست چوں دانستہ ام

سوزدم ہر بے وفا بہر نگاہے ہر زماں
اے فغانی قدر آں دل چوں کنوں دانستہ ام

شب آں بدمہر را با غیر چوں یکرنگ میدیدم
بہ بخت خود دل بدروز را در جنگ میدیدم

بظاہر مینمود آں بیوفا دل گرمئے با من
و لے در باطنش دل سخت تر از سنگ میدیدم

براہے با رقیباں دیدم آں بدمست را ناگہ
نگفتم یک سخن با او محل چوں تنگ میدیدم

مرا منشاں بپہلوئے رقیب اے شمع کز بزمت
نمی گشتم چنیں محروم اگر ایں ننگ میدیدم

فغانی کز فغاں یکدم نیاسودی چہ شد یارب
کہ او را دوش در بزم تو بے آہنگ میدیدم

بے تو شامے کہ چراغ طرب افروختہ ام
یاد از شمع رخت کردہ ام و سوختہ ام

چاک خواہد شدن آخر دل من ہمچو انار
زیں ہمہ قطرۂ خوں کز غمت اندوختہ ام

نہ ز خواب است دمے گر نکشایم دیدہ
بے رخ خوب تو از غیر نظر دوختہ ام

در تب ہجر مکش آہ فغانی بسرم
کہ من دل شدہ در آتش خود سوختہ ام

من دیوانہ شب در خواب دوشیں کاش می مردم | کہ روز از مستی شب ایں ہمہ خجلت نمی بردم

زباں خود بدنداں میگزم ہر دم من ناکس | کہ از بہر چہ در مستی لبت را نام می بردم

کشم صد انفعال از خویش ہیرم از پریشانی | چو یاد آرم کہ در مستی سگ کوئے تو آزردم

بمستی دوش رنجانیدم از خود خاطر یاراں | چہ کردم کاش خوں میخوردم وایں مے نمیخوردم

فغانی یار چوں مے شد ملول از ہائے وہوئے من
چرا دل باہ و نالہ جاں بر لب نسیا وردم

ببزم مست گر پہلوئے رقیباں جا نمیکردم | من دیوانہ آنجا ایں ہمہ غوغا نمی کردم

زمستی یک سخن گر با رقیبانش نمی گفتم | برائے خویشتن صد درد دل پیدا نمی کردم

نہانی داشتم دردے کہ می آورد در جوشم | ببزم مست شمع من ایں بیخودی عمداً نمی کردم

شدم دیوانہ از سنگ رقیباں کاش با انساں | پئے آہو چو مجنوں روئے در صحرا نمیکردم

بجاں نسے ماندم از سودائے عشقت وہ چہ خوش بودے | کہ می مردم من درویش و ایں سودا نمی کردم

فغانی شب چناں شیدائے شمع روئے او بودم
کہ گر میسوخت سرتا پائے من پروائے کردم

ببیں کہ تاب نگاہ تو آفتاب ندارم | مناز و خندہ پنہاں مکن کہ تاب ندارم

ہنوز در خفقانم ز گریہائے شبانہ | زباں نگر و چو چنیں شراب ندارم

بماندہ دانش من در جواب یکسخن تو | دگر بہر چہ سخن میکنی جواب ندارم

قلم بحرف سلامت کشیدہ ام من مجنوں | چنانکہ گر بزنند آتشم عذاب ندارم

ببزم لالہ رخاں گشتہ چوں سپند بر آتش | چہ جائے باغ کہ پروائے مشکناب ندارم

زگلخنم مبراے دل کہ داشتی بچراغم | برو کہ من ہوس گشت ماہتاب ندارم

زماں زماں ز خیالت در آتشم ہمہ شب | چہ خوابہائے پریشاں کہ اضطراب ندارم

زیاد روئے تو ہرگز نداشتم خبر از خود | توئی برابرم امشب کہ ہیچ خواب ندارم

گذشت گریہ ام از حد چنیں مسوز فغانی
کہ آب در جگر از دود ایں کباب ندارم

قدح بیار کہ من خانہ سوز و دیر پرستم
ز جام و جرعہ چہ خیزد سر قرابہ شکستم

گہے شکایت مستی و گاہ طعنۂ توبہ
نرستہ ام ز زبانہا بہر طریق کہ ہستم

بمجلسے کہ رسیدم سپند بودم و آتش
کدام روز بہ بزمے برسم عیش نشستم

ہزار خار کشیدم ز دیدہ بر سر ہر کو
کہ ہیچکس بترحم گلے نداد بدستم

نہ در طریقہ مستی و آفتاب پرستی
بہیچ مرتبہ پیدا نشد ستارہ پستم

ہزار جام جم اینجا بجرعہ ایست فغانی
چنانکہ بود ادا کردم ایں ترانہ مستم

زباں در ذکر و در دل نقش زلف یار می بندم
مسلمانی اگر اینست من زنار مے بندم

برشک از من در و دیوار و من از بہر دیدارے
چو نقش خانہ خود را بر در و دیوار می بندم

دمادم شکر و بادام او در عشوہ با مردم
من از غیرت نمک بر دیدہ خونبار می بندم

بدست آرد گلے از گلبن امید خود ہر کس
مرا خوں در جگر ماند کہ دل در خار می بندم

بکام دشمناں برخواستم از مجلس خوباں
خیال دوستی با مردم ہشیار مے بندم

نگاہے میکنم ہمچوں فغانی از سر حسرت
ز پیکاں رخنہاے دیدہ خونبار مے بندم

شود بر گلشنم دل چاک و در مجلس جگر خوں ہم
فغاں از اختر بدحال و از بخت دگرگوں ہم

نبودم من کہ میزد عشق در آب و گلم آتش
وگر باور نداری ہماں کارست اکنوں ہم

نیازے باید و سوزے کہ رحم آرد دل افروزے
وگر اینہا نباشد در نگیرد سحر و افسوں ہم

دلم مے سوزد و کام دلم صورت نمی بندد
درونم داغ شد صد بار ازیں معنی و بیروں ہم

باندک عشوہ جاں داد مجنوں من چرا باشم
کہ چندیں شیوہ دارد نو خط من طبع موزوں ہم

حلالش باد این عشرت کہ روز از روز افزونست　جفائے نرگس مخمور و آب لعل میگوں ہم

فغانی عشق بے درد و مہر بے غصہ ممکن نیست
ہمیں فریاد میزد سالہا فرہاد و مجنوں ہم

اگر بادِ فنا بیروں برد از کوئے او خاکم　بماند ہمچناں در انتظارش چشم نمناکم
من آں صیدم کہ چوں از دور بینم شہسوار خود　رواں ناخوردہ تیر از پا در آرد ذوق فتراکم
درونِ سینہ پر آتشم پیکاں کند وزش　نماند و ماند داغ حسرت او در دل خاکم
من سرگشتہ را ایں بیقراری از جنوں نبود　ہوائے گلرخے ہر سو دواند ہمچو خاشاکم

بجرم عشق اگر در آتشم مے افگنند اما
نخواہد کرد کارے اے فغانی دامن پاکم

ما بہر ساقیان دل فرزانہ سوختیم　مجموعہ خیال بمیخانہ سوختیم
آبے بر آتش دل ما ہیچکس نزد　چندانکہ پیش محرم و بیگانہ سوختیم
مارا کسے در انجمن خویش رہ نداد　چوں بیکساں بگوشۂ ویرانہ سوختیم
غمخوار گو مسوز سپند از برائے ما　ما چوں در آتش دل دیوانہ سوختیم
ہرگز نداد صحبت پروانہ پرتوے　پیش چراغ خویش چو پروانہ سوختیم
جاں در سر زماں شد و کوتہ نشد سخن　افسوس کیں چراغ بافسانہ سوختیم

بس خرمن مراد فغانی بباد رفت
ما غافلاں در آرزوئے دانہ سوختیم

چہ خواہد شد مرا امشب بدل درد عجب دارم　سرشک لالہ گون چہرۂ زرد عجب دارم
سر من در گرو با یار و حیراں چہرۂ عقلم　ازیں منصوبہ مشکل جاں برم نرد عجب دارم
بیکے بکشائے ہجراں نامہ درد من و بنگر　کہ در وصف قدت در ہر ورق فرد عجب دارم
زگشت باغ مے آئی بچاک من گلابے زن　کہ از آں دامن نازک بدل درد عجب دارم

براں بسیار داں خواہم کہ خوانم نسخۂ دردے
فغانیؔ تا چہ در گیرم سر دردِ عجب دارم

زشوق آنکہ خواند نامۂ من آنچناں شادم
کہ در وقت نوشتن میرود نام خود از یادم

بخونِ دل نوشتم نامہ و سویش فرستادم
بخواند یا نہ ہارے من نیاز خود فرستادم

دلم بے اختیار از بخت ہر دم گوید آزادے
مگر از بندہ یاد آورد جائے سرو آزادم

زبیماری چناں گشتم کہ گر عمرم اماں بخشد
براہے افگنم خود را کہ سویت آورد بادم

بجاں بندم میاں چوں شمع وگیرم سوختن از سر
بشکر آنکہ در بزمت قبول خدمت افتادم

بنائے عشق اگر محکم نباشد در دل ویراں
برد دور از سر کوئے تو آب دیدہ بنیادم

دلم خود نامہ در دست اگر بکشایدش روزے
شود روشن فغانیؔ موجب افغان و فریادم

جدا زاں شاخ گل صد داغ حسرت زیں چمن بردم
ہمیں گلہا شگفت از عشق او رنجے کہ من بردم

ز آسیب خزاں اے باغباں ایمن نشیں اکنوں
کہ بے او آہِ سرد از سایہ سرو و سمن بردم

بطرف باغ گو آہنگ عشرت ساز کن بلبل
کہ من غمہائے خود در گوشہ بیت الحزن بردم

ز آب دیدہ چوں رسوا شوم در جامہ مستی
لباس نیستی پوشیدم و سر در کفن بردم

رواں گردید خوناب دلم از ساغر دیدہ
بیاد لعلِ او چوں جام مے پیش دہن بردم

بمستی تا بدامن چاک شد صد جامہ مستی
بہر محفل کہ بیخود نام آں گل پیرہن بردم

نگفتم حال و رفتم چوں فغانیؔ از سر کویش
غم و دردے کہ در دل داشتم با خویشتن بردم

غمت خوردم کہ روزے با چو تو گل ہمنفس باشم
نہ چوں وقت گل آید در شمار خار و خس باشم

مرا از سوختن شد دولتِ پروانگی حاصل
چرا بیخود شہید عشق مایل چوں مگس باشم

مرا جذب عنایت میبرد در بزم وصل آخر
چہ غم گر چند روزے از رفیقاں باز پس باشم

زترک خویش چوں عنقا تواں شد در جہانگیری | کجا در قید تن درماندہ چوں مرغ قفس باشم

ملامت میکند ہر کس کہ مے بیند مرا بے تو | بدیں یک جاں کہ من دارم اسیر چند کس باشم

دریں آب و ہوا مرغ دلم ہرگز فرو ناید | مگر از دانۂ خالِ تو در دام ہوس باشم

اثر چوں نیست در فریاد من شبہائے تنہائی

فغانی تا بکے با نالہ از فریاد رس باشم

ہر نفس با خود خیال آں رخ گلگوں کنم | آرزوئے دیدنِ رویت بدل افزوں کنم

چوں خیال صورت روئے تو آرم در نظر | از تحیر آفریں بر خامۂ بیچوں کنم

سر ز طاعت بر ندارم گر ز عمر خود دمے | سجدۂ در سایۂ آں قامت موزوں کنم

گر مرا صد غم بود بر دل چو بینم روئے تو | بر کشم آہے و غمہا را ز دل بیروں کنم

در سخن مردم چو شمع و سوز دل روشن نشد | در نمیگیرد چراغے تا بکے افسوں کنم

کاش پرسد غنچۂ لعلِ تو از من نکتۂ | تا بتقریب سخن شرح دل پر خوں کنم

خواب شد بر دیدۂ شب زندہ دارِ من حرام | بس کہ شبہا نالہ از بے مہریِ گردوں کنم

من کہ دارم صد نوا از نالہ شبگیرِ خود | گوش کے بر ارغنون بزم افلاطوں کنم

بہرت احزانِ فغانی کے شود بزمِ طرب

چند از ہر گوشہ فریاد از دل محزوں کنم

ہر سخن کز وصف آں لبہائے میگوں بشنوم | گوش دارم تا ہم از لعل تو مضموں بشنوم

بس کہ مشتاقم اگر وصف ترا گوید کسے | گرچہ غیرت سوزدم خواہم کہ افزوں بشنوم

تاب دیدارت ندارم طاقت گفتار ہم | از دروں میگو سخن تا من ز بیروں بشنوم

من کہ از خود نکتۂ لعلت نہاں از گوش جاں | گفتہ باشم از زباں دیگراں چوں بشنوم

چارۂ نبض دلم چوں نیست در دست حکیم | کے شفا یابم اگر صد درس قانون بشنوم

خوشتر آید از نوائے عشرتم در گوش جان | نالۂ دردے کہ از دلہائے محزوں بشنوم

بسکہ از دست تو فریاد فغانی شد بلند
زود باشد کیں صدا از چرخ گردوں بشنوم

بیا کہ پیش تو اے سرو گلعذار بمیرم
بہر کرشمہ و نازت ہزار بار بمیرم

تو در فسانہ تبسم کنی و من بتحیر
زشوق آں لب جاں بخش زار زار بمیرم

فتادہ بر سر راہ تو جان من بلب آمد
روا مدار کہ از درد انتظار بمیرم

غریب شہر تو ام شہریار من نظرے کن
کہ حسرتے نبود گر دریں دیار بمیرم

بیاد جلوۂ نخلِ تو دیدۂ گریاں
نہادہ در قدم سرو جوئبار بمیرم

بہار شد کہ دریں باغ ہر نفس چو فغانی
زصوت فاختہ و نغمہ ھزار بمیرم

کند در دل نشیمن آں پری در دیدہ منزل ہم
کہ خالی نیست از نقش خیالش دیدہ و دل ہم

چناں مے سوزدم شوق جمال جلوۂ ساقی
کہ بر من زار میگرید صراحی شمع محفل ہم

نہ آسانست بر آتش زدن خود را چو پروانہ
اگر شمع رخت در جلوہ آید نیست مشکل ہم

بیاد قد و رخسار و خط سبزت عجب نبود
کہ سرو و لالہ از خاکم بر آید سبزہ و گل ہم

شہید عشق را چوں بر سر آید سایہ تیغت
تن فرسودہ یابد آب حیواں جان بسمل ہم

بآہ و نالہ سر چوں در پے محمل نہد مجنوں
جرس را دل بدرد آید کند فریاد محمل ہم

تو بدروزی فغانی قول مطرب را نۂ لایق
طرب را طالع مسعود باید بخت مقبل ہم

اضافہ اشعار

اضافہ نسخۂ بدل

صفحہ ۱۹ س ۲ - ز نوید - بہ نوید - س ۳ - عیار - نیاز + بقیاس و قولِ - دشمن - بقصاص بند ناصح + س ۵ - ناتواں - عاشقاں + چوں - چو + س ۶ - ہوسے - طمعے + س ۸ در - بر +

۲۰ س آخر - دشت وحشت + لبسکہ - برگوشہ +

۲۱ س ۱ - در تارہا - بر تارہا + س ۶ - نعلت - نعلت + س ۱۱ - بجرعۂ - بیک نفس + س ۱۴ کرد ہالہ را - گرد رخ دائرہ ایست ہالہ را + س ۱۷ - دل - خود -

۲۲ س آخر - وصال - بہار -

۲۳ س ۹ - دیگرانہ - دلگیرم از + س ۱۲ - شیریں لے اجل - شیریں اجل + س ۱۷ - دلدار اغیار +

۲۴ س ۱۱ - ہر جا - بر دارد - بنگرم پائے + س ۱۶ - گہ - کہ +

۲۵ س ۱۰ بخون ز بخونِ + س ۱۱ - یارِ - ماہ + س ۱۳ - سرودِ نوحہ - فغان و نوحہ + س آخر کاکل - سنبل +

۲۶ س ۴ - شیریں - نوشیں + س ۷ - شخصے - شخص +

۲۷ س ۱۱ شوقت - وصلت + وصل - صبر + س ۱۴ - فتنہ - رفتہ +

۲۸ س ۱۳ - رفت - رفتہ + س ۱۴ - برند - زنند + بزنند - نزنند + س ۱۵ - ابر - آب +

۳۴ س ۷ - حسنت - حسرت + س ۹ - بہر - ہر + س ۱۳ قدم بنہی - کہ بخرامی س ۱۵ - لقا - بقا +

۳۵ س ۱ - میخوار ۵ - میخانہ +

۳۶ س ۴ - راغ - بارغ +

۳۷ س ۱۴ - بے تو شود - بہرِ تو شد + س ۱۶ - عجب نبود - جدا شود -

صفحہ	سطر	
۳۸	۹	نبات روشن-شراب نورس + س ۱۰-تام-بام
۴۳	۴	جانم-خاتم-
۴۴	۹	بکینہ جوئی-زگریہ بیروں +
۴۷	۴	آبگینہ-انگبیں-س-۹-خرد-فلک-
۴۹	۱۴	بخواری-بخارے + س ۱۵-زناں-زباں +
۵۰	۲	حسرت-حیرت + س ۳-کشیدہ-کشید + س ۱۴-شد ہنر-شد سخن + س ۱۶ داد-یافت +
۵۱	۱۱	ما-بین +
۵۲	۷	بنگر-غافل + س ۱۵-گفتنست-کردن است +
۵۳	۱۸	درہست بستی-درہست پستی-
۵۶	۳	مستیِ عشق-مستی وعشق-
۵۸	۵	شبِ ہجر-شب وروز-
۶۴	۱۵	وانکہ-ہرکہ + چشم خونبارم-جسم چوں نالم + س ۱۶-شمع-جان + س ۱۸-جان-کوہ + مصرع اول کو مقطع کے مصرع اول سے بدل دیں +
۶۵	۲	روئے-دست + س ۳-خام-داغ + س ۴-سوز-حال +
۶۷	۱	از-در + س ۴-درست است چو آئینۂ ذات-چناں ست کہ آئینہ د آب + چاک-صاف +
۷۰	۱۹	شیریں-چابک +
۷۲	۱۰	گشیدہ-فگندہ +
۷۳	۱۱	عمر-طبع + س ۱۸-جامہ-خانہ + س ۱۹-ازمن-ازمے +
۷۴	آخر	جسم-چشم-دیدہ +

صفحہ	سطر	
۷۵	۳	اشکست - اشک + س ۴ - گرم - سرد ؛
۸۴	۷	مصرع اول کی جگہ جذب آب وسبزہ بیروں برد گلرویانِ شہر ؛
۸۶	۳	داں - ہیں + س ۱۸ - ضیا - فروغ ؛
۸۸	۱۸	رواں - عیاں + س ۱۹ - حریفِ - حریف و ؛
۸۹	۴	دارد - دارم + س ۱۲ - ندامت - مذلت + س ۱۵ - تہمت - علت + س ۱۹ - جاں نماید - جائے بوسہ بماند ؛
۹۰	۹	چہ - چو + س ۱۱ - درد - داد + س ۱۳ - چناں - چساں + س ۱۵ - آں - ایں ؛
۹۲	۳	بر ہر گل زمین + س ۱۰ - بمردے - بہ آں کساں + س ۱۵ - ہمتِ نظر - ہمت و نظر + س ۱۷ - ازیں - وایں - س ۱۹ - بتواں - نتواں + مجلس وبس بہ خلوت انس ؛
۹۳	۳	کزیں - کہ ایں + س ۷ - ستیز - کہ بشر + مصرع دوم - بعالم از پئے ایں آب خورد می آید - س ۱۵ - دل گر - دلکش + تو نام - چو پیام + س ۲۰ - چو پیام + س ۲۰ حوصلہ و حوصلۂ
۹۴	۱	بایں بحضور - دریں زمرہ قصور + س ۱۵ - بار - تاب ؛
۹۵	۴	مصرع ثانی - چو خواہد خاک شد ایں چشمہ ہم تا چند خواہد بود + س ۷ ا مصرع اول شبہا چہ کند آنکہ ہمہ عمر ترا دید ؛
۹۶	۷	بر - راہے مرغ را بر فرق خود + س ۱۹ - ربود - رود ؛
۹۷	۱۹	سازم حصار - کردم نثار ؛
۹۸	۶	کردم - دادم ؛
۹۹	۱۳	سوزِ من - و من سوزم + س ۱۶ - آں دونِ - گردوں کیں + س ۱۸ - زباں - زیاں س ۱۹ - مراد کہ - کہ آفتِ ؛
۱۰۰	آخر	راز - درد ؛
۱۰۱	۱	ہر جا کہ - ہر چند + س ۵ - بر - بد ؛

صفحہ	سطر	
١٠٢	١٠	دل-غم +
١٠٣	١	بوَد و-چہ بوَد + س ٦- ازیں آب -وزیں خواب +س ١٣- وز-از +
١٠٤	٧	درہ- ہمسر+س ١٤- صنع-چیں +س ١٧- دریغ و درد-ولے چہ سود +
١٠٥	٣	خلق-تلخ + عاقبت- عافیت +س ١٥- رہ -رہ -زمرہ حرمش رو +
١٠٦	١٩	چمن-قفس +
١٠٨	١١	آغوشِ در- آغوش و بر +
١١١	١٣	نازنینی-نازنینِ من +س ١٨- کافردِل - کافردل و +س ١٧- شد-خود +
١١٢	١	گل بیز گشت- درگردش است +س ٤- اول مصرع- چہ بادست ایں کہ گرد مشک چیں زد بر دل ریشم -س ٨- دولت- یوسف +س ١٠- خام خام +س ١١- سرابش- شرابش +س ١٢- فلک نداد- زمانہ داد- س ١٣- بہر- زہر +
١١٣	١٧	مہبر- ببر +
١١٨	٤	بارگاہ- دامگاہ س ٦- زار- خصم +
١١٩	٧	در- بر+س ١٣- خالی-جائے +س ١٩ بے گل رویش-گل کہ بے رویش+ س ٢٠- روزے- شبہا+
١٢٠	٥	گرت- گرم +س ١٧- سواد وسحر- سواد سحر +
١٢٥	١٠	نہانی-نہالے +س ١٧ ماسوا- ناسزا +س ١٩- گفت گوئے- گوش گفت + س ٢١ بدرد-زدرد +
١٢٦	١٦	کتابے کہ خامہ- کتابے کہ خانہ +س ١٧- قلم- قدم +س ٢٠- خانہ- سایہ +
١٢٧	٤	فرو- دلم +
١٣١	٦	وفائے- جفائے +خطے کہ برتنم- کہ برتنم رقم +س ٨- کلبہ- کاسہ +

صفحہ	سطر	
۱۳۲	آخر	شوخ - پند گو +
۱۳۳	۱۰	در - بر +
۱۳۴	۱۱	یار - تار + س ۱۵ - کف - تہ +
۱۳۵	۵	یکے - سرے + س ۱۳ - آں سادہ - آسودہ + س ۱۶ - رفت - رفت و س ۱۸ - حسن وحسن +
۱۳۹	۴	ازنکہتِ - بے آں گل از + س ۵ - غنچہ - خفتہ + س ۲۰ - ہرچہ - گرچہ +
۱۴۲	آخر	ازپے - آبے +
۱۴۳	۱	ازمے - مستی +
۱۴۴	۶	جواب - چو آب و + س ۱۰ - بنجواری ہم خوشم - خوشم باخار غم + س ۸ ایسردل +
۱۴۵	۱۹	تحمل گو بکن - تجمل گو مکن +
۱۵۰	۳	خوردِ تنعم - خو بہ تنعم + س ۱۶ - آبحیواں - آبِ رحمت + س ۱۷ ایمصرع دوم - جرعہ گر میتوانی برگل فرہاد ریز + س ۱۸ - ازمے - وزنو + س ۲۰ - درنظرگاہ برگذرگاہ +
۱۵۱	۵	مصرع اول - جور وجفا ز غمزۂ نازِ تو میکشم + س ۱۶ - زاشک - واشک + س ۱۷ - آید - آمدو + س ۲۱ - کشائش - کشاکش +
۱۵۶	۱۴	پختنی - ماندہ +
۱۵۸	۱۰	لبالب - مرتب +
۱۵۹	۱	بساز - شمار +
۱۶۰	۴	گل - دل + س ۵ - ہمسایہ - چو سایہ + س ۲۰ - گلِ گلزار - گل وگلزار +
۱۶۱	۵	توچو - نوحہ + س ۸ - قیامت - فراقم +
۱۶۲	۱	عشق - گرم + رفتہ - مردہ + س ۲۰ - جگر - چہ کس + س ۲۱ - زخوبان دل - زخونِ دل +

صفحہ سطر

۱۶۸ ۵ - در - از + س ۸ - برآستاں - استادن و + س ۱۰ - بکشودن - نکشودن +

۱۷۲ ۱۳ - نہ - بہ +

۱۷۳ آخر سطر - روز روز - شام صبح +

۱۷۶ آخر سطر - خرش - شفق + خیمۂ - چشمۂ +

۱۷۹ ۱ - جاناں - یانہ + س ۸ - جولاں - میداں +

۱۸۱ ۳ - جنوں - فسوں + س ۱۵ - چیزے - خیرے +

۱۸۲ ۷ - پے - بے + س ۱۱ - بے - با +

۱۸۴ ۵ - د بہ - و نہ + س ۱۹ - مصرعہ اول - چوں غنچہ دلم تہ بتہ از داغ جدائے +

۱۸۵ ۲ - بگو - نگو + س ۳ - بہ - گذاراز - نگذاری + س ۵ - ہست - نیست + س ۱۲ - اشکِ خاک - اشک و خاک

۱۸۶ ۷ - خوشۂ - دانۂ +

۱۸۸ آخر سطر - چو - چہ +

۱۸۹ ۹ - آں شاخ گل تا پائے - آں شوخ با یکتائے + س ۱۰ - بنشست - ننشست + آخر سطر
تحمل - تامل +

۱۹۰ ۱۹ - بارست بر سرِ آں - بارست بر سرِ من +

۱۹۱ ۱۴ - بایں باب - بنخواب + س ۱۵ - بنخوناب - ازیں باب +

۱۹۲ ۱ - شدم - شدیم + کردی تو - کردیم + س ۶ - بہم درپس - بہمدردی - س ۱۰ - رہ
آں طرہ - رہ طرہ س ۱۱ - روز - از روز +

۱۹۳ ۲ - برآزادی - بآزادی + س ۹ - گلخن - گلشن + س ۱۶ - خوباں - جاناں +
س ۱۷ - مصرعہ دوم - کنوں درد دگر از پہلوئے ہر چارہ دارم +

۱۹۴ ۲ - بے باک - بے برگ + س ۹ - زدہ - زداز + س ۱۰ - مخروں - مجنوں +

۱۹۵ ۷ - نہ نہفتن - بہ نہفتن + س ۸ - رنگین - سیمیں + س ۹ - بود - بودہ +

صفحہ	سطر	
۱۹۷	۹	- ہماندم - ملولم + آخر سطر - نماند - نیاید ÷
۱۹۸	۱۳	- ندانم - پریشاں ÷
۱۹۹	۹	- تمنائے - تماشائے + س ۱۷ - حسن - صنع + آخر سطر - کہ - چو ÷
۲۰۰	۱۱	گویم از - کز بسے ÷
۲۰۱	۱	- زرخ - برخ + س ۲ مصرعہ اول - قدمے بہ ہستیِ خودزدنست وقصہ کوتہ ÷
۲۰۲	۱۲	- شد داغِ دلم - داغ دل بود ÷
۲۰۳	۲	- بسست - پسست + س ۵ مصرعہ اول - بہارست لے سرشک از دیدۂ من روبصحرا کن + س ۸ - دریائے - درہائے + س ۱۷ - از - گر ÷
۲۰۴	۵	- شبہا - تنہا + س ۸ - رسید - رساں + س ۱۸ - بروں از جرم - درست از دست + آنجا - اینجا ÷
۲۰۵	۱۳	- شگفت - دمید + س ۱۵ - مراد - شراب ÷
۲۱۱	۱۹	لعل - شکل -
۲۱۲	۵	- مصرعہ دوم بمیرم وگیرم حیات از سر برنگ بوئے تو + فشاں - کشاں + س ۶ - غم - ہجر ÷
۲۱۳	۱۵	مصرعہ دوم - کنوں درخاک خوں دارد بجرم ایں گنہ پہلو ÷
۲۱۵	۱۲	- نرسد - برسد ÷
۲۱۶	۱۹	- نیاید - نیامد ÷
۲۱۹	۴	- آمد - افتد + س ۱۳ - خاک - خار + س ۱۶ - بختہ - گفتہ + س ۱۸ - اے - از + سطر ۱۸ مصرعہ اول - سطر ۱۹ کے مصرعہ اول سے بدلیں ÷
۲۲۰	۱۸	- ازلالہ زار - دامن زغمزہ ÷
۲۲۱	۹	وقتے - ساعت + بیداراں - مشتاقاں + س ۱۰ - وصلت - جنت + س ۱۹ - در - از ÷
۲۲۲	۱۹	- گوہریست یقیں - دُرِّ ناب بود ÷
۲۲۹	۱۵	مستیِ او - ہستیِ ما ÷
۲۳۶	۲	جُو - جوئیم + س ۳ - بوئی - توئی + س ۹ - زخ - سر -

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست	صفحہ	سطر	غلط	درست
۹	۲	آید	باید	۹۵	۷	روزے	روزِ
۴۹	۱۳	چندیں	چیدن	۹۵	۱۸	ما	باو
۵۱	۸	عشق	عاشق	۹۹	۱۲	دزدم و	وزدرم
۵۱	۹	تار	تادر	۱۰۱	۴	ترا	تراز
۶۷	۱	خیز	خیر	۱۰۳	۵	صیدِ تو	صیدز
۸۸	۱۶	جام است	جاست	۱۰۳	۹	ازیں	ایں
۸۹	۲	با	تا		۱۵	برجانیست	فرجانست
۸۹	۲۰	آشتین	آشنین	۱۰۴	۱	عنکبوتام	عنکبوتم
۹۰	۱۰	سیاں	رساں	۱۰۵	۵	دلبر	دل بد
۹۰	۱۷	جاں	جاناں		۹	بازار	باراز
۹۰	۱۷	از	×	۱۰۶	۹	مرگم	مرکب
۹۰	۱۸	وزغمزہ	وغمزہ	۱۰۷	۳	کشید	شنید
۹۰	۱۹	بروں	بُردن	۱۰۹	۲۰	نخست	بخشت
۹۲	۱۱	دلبرانِ اہل	دلبران باہل	۱۱۱	۱۱۲	نام	تاب
۹۳	۸	سرد	مرد	۱۱۲	۳	عرق	عراق
۹۳	۹	خم	جم	۱۱۴	۸	جزازلقائے بتوزہاے	
۹۳	۱۰	فرود	فرد	۱۱۴	۱۰	ایارغ	ایاغ
۹۳	۱۳	نمایاں	تماماں	۱۱۷	۶	جاه	جاں

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۱۹	۳	شود	شد
۱۱۹	۷	مے	دمے
۱۲۰	۴	مہلست	مہلت
۱۲۰	۱۰	عشق	عشق و
۱۲۲	۲۰	تلخ	تلخ و
۱۲۷	۸	صفحہ	صفہ
۱۳۲	۱۰	دیدہ	آبِ دیدہ
۱۳۵	۱۴	جاں	جا
۱۴۰	۴	ہولے	ہوئے
۱۴۳	۱	برعم	برغم
۱۴۳	۸	دم	دمے
۱۴۵	۲	مردم	ہردم
۱۴۵	۲	کردم	گردم
۱۴۶	۹	بیشر	بیشتر
۱۴۹	۱۳	بیتاب	نے تاب
۱۴۹	۱۵	بار	نارو
۱۴۹	۱۵	بے	چوں
۱۵۲	۱۵	دل و	دلے
۱۵۸	۱۵	من آنم	من نہ آنم
۱۵۸	۱۹	بگیرد نام	بگردِ بام
۱۶۱	۱۷	زمانہ	زبانہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۶۳	۱۳	بارے	یارے
۱۶۸	۳	آبدانہ	آبِ دنداں
۱۶۸	۴	بپمودن	بنمودن
۱۶۸	۶	برازے	بزاری
۱۶۸	۶	ہرگ	بہ کہ
۱۷۰	۸	لیلے	لیکن
۱۷۱	آخر	یارب	یارم
۱۷۲	۹	چاک	پاک
۱۷۶	۶	وردے	دردِ
۱۷۷	۳	دزدی	دردی
۱۷۷	۱۰	خویش	خوش
۱۸۱	۴	تیغ	شمع
۱۸۱	۱۹	در	کہ در
۱۸۵	۲	دار	خوار
۱۸۵	۱۲	اشکِ	اشک و
۱۸۶	۱	سفیدرا	سیاہ را
۱۸۸	۱۰	آرمیدہ بکارے	آں رمیدہ شکارے
۱۸۹	۵	دگر یہ عیاں گر	دگرنہ بخیال در
۱۹۳	۶	ازچمن	انجمن
۱۹۳	۱۱	زباں	زخوباں
۱۹۳	۱۳	خاک	چاک

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۹۳	۱۷	روزم	دردم
۱۹۴	آخر	صبو	سبو
۱۹۵	۱۷	نیست	ہست
۱۹۷	۱	آب کوچہ	آبجوچہ
۱۹۷	۵	بزعم	برغم
۲۰۲	۵	مردمے	مردم
۲۰۹	۱	چوں	خوں
۲۰۹	۳	ار	از

صفحہ	سطر	غلط	درست
۲۱۳	۱۳	خاک رہ	خوابگہ
۲۱۳	۱۵	ہجر	خنجر
۲۱۵	۵	فتراک	ارشاد
۲۱۹	۲	روحانیا	روحانیاں
۲۲۰	آخر سطر	شرع	شرح
۲۲۱	۹	سرکشی	سرخوشی
۲۲۸	۱۸	کاسۂ مجنوں	کاسۂ غافل
۲۴۹	۴	بجوازراستی	نکوآراستی